مِنهاجُ السُّنَّةِ النَّبَوِيَّة

لابن تيمية
أبي العباس تقي الدين أحمد بن عبد الحليم

تحقيق
الدكتور محمد رشاد سالم

الجزء الثاني

١٤٠٦ - ١٩٨٦

والسعادة إلا به، وفيه من انتهاك المسجد الحرام ما هو أعظم من انتهاك الشهر الحرام.

لكن هذا النوع[1] قد اشتملت كل من الطائفتين فيه[2] على ما يُذم، وأما النوع الأول فيكون كل من الطائفتين لا يستحق الذم، بل هناك شبه[3] في الموضعين وأدلة في الموضعين[4]، وأدلة أحد الصنفين أقوى وأظهر، وشبهته[5] أضعف وأخفى، فيكون أولى بثبوت الحق ممن تكون أدلته أضعف وشبهته أقوى.

وهذا حال النصارى واليهود مع المسلمين، وهو حال أهل البدع مع أهل السنة [لا سيما الرافضة][6] .

وهكذا أمر [أهل][7] السنة مع الرافضة في أبي بكر وعليّ، فإن الرافضي لا يمكنه أن يثبت إيمان عليّ وعدالته وأنه من أهل الجنة ـ فضلا عن إمامته ـ إن[8] لم يثبت ذلك لأبي بكر وعمر وعثمان، وإلا فمتى أراد إثبات ذلك لعليّ وحده لم تساعده الأدلة، كما أن النصراني إذا أراد إثبات نبوة المسيح دون محمد لم تساعده الأدلة، / فإذا ظ ٥٦

---

(١) ب (فقط): لكن في هذا النوع.

(٢) فيه: ساقطة من (أ)، (ب).

(٣) ن، م: شبهة.

(٤) ن، م: للموضعين.

(٥) ن، م، أ: وشبهتهم.

(٦) ما بين المعقوفتين ساقط من (ن)، (م).

(٧) أهل: زيادة في (ب) فقط.

(٨) ن، م: إذ.

تفهيمات بحاشيه صفحة ٦٢ كاملة = نزل الوجه الرابع ان يقال اهل السنة مع الرافضة كالمسلمين مع النصارى

ديوان الحماسة

تأليف

أبي تمّام حبيب بن أوس الطّائيّ

المتوفّى سنة ٢٣١ هـ

برواية

أبي منصور موهوب بن أحمد بن محمّد بن الخضر الجواليقي

سنة ٥٤٠ هـ

شرحه وعلّق عليه

أحمد حسن بسج

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

١ ـ وإنّا لتَصْبَحُ أسيافُنا إذا ما انتصبن بيوم سَفُوكِ[١]
٢ ـ مَنابِرُهُنّ بُطونُ الأكُفّ وأغمادُهُنّ رُؤوسُ الملوكِ

٨٣ ـ نزوع وشوق

وقال آخر: وذُكر أنّه لإبراهيم بن العبّاس الصّولي[٢]: [البسيط]

١ ـ لا يَمْنَعَنَّكَ خَفْضُ العَيْشِ في دَعَةٍ نُزوعُ نَفْسٍ إلى أهلٍ وأوْطانِ[٣]
٢ ـ تَلْقَى بِكُلِّ بِلادٍ إنْ حَلَلْتَ بِها أهْلاً بِأهْلٍ وجيراناً بِجيرانِ

٨٤ ـ كريم

وقال بعض بني أسد: ويقال إنها لعبد العزيز بن زُرارَة[٤]: [الطويل]

١ ـ إلاّ أكُنْ مِمَّنْ عَلِمْتِ فَإنَّني إلى نَسَبٍ مِمَّنْ جَهِلْتِ كَريمِ
٢ ـ وإلاّ أكُنْ كُلَّ الجَوادِ فَإنَّني على الزّادِ في الظّلماءِ غيرُ شَتيمِ[٥]
٣ ـ وإلاّ أكُنْ كُلَّ الشُّجاعِ فإنَّني بِضَرْبِ الطُّلا والهامِ حَقُّ عَليمِ[٦]

٨٥ ـ أرادت عِراراً

وقال عمرو بن شاس الأسدي في ابنه عِرَار وكان من سَوْداء[٧]: [الطويل]

١ ـ أرادَتْ عِرَاراً بالهَوَانِ ومَنْ يُرِدْ عِرَاراً لَعَمْري بالهَوَانِ فقد ظَلَمْ[٨]
٢ ـ فإنْ كُنْتِ مِنّي أو تُريدينَ صُحْبَتي فكوني لَهُ كَالسَّمْنِ رُبَّتْ لَهُ الأدَمْ[٩]
٣ ـ وإنْ كُنْتِ تَهْوينَ الفِراقَ ظَعِينَتي فكوني لَهُ كالذِّئبِ ضاعَتْ لَهُ الغَنَمْ[١٠]

= وفي الزهرة ٢/ ٦٨٣ ونسبها لعلي بن محمد العلوي.
(١) ديوان المعاني: «إذا ما انتضين ليوم سفوك». والاصطباح: شرب الصبوح، أي: شراب الصباح.
(٢) في ت: وقال آخر. والأبيات في الحماسة البصرية ٢/ ٢٢٠.
(٣) خفض العيش: الدعة.
(٤) الزهرة ٢/ ٦٥٥. وعبد العزيز شاعر إسلامي، من كلاب، عاش زمن معاوية، ومات سنة ٥٠ هـ.
(٥) شتيم أي مشتوم.
(٦) الطلا: جمع الطُّلية: العنق أو أصل العنق. الهام: جمع الهامة: رأس كل شيء.
(٧) الشعر والشعراء: ٢٧٤. وعمرو من بني الحارث، شاعر مخضرم شهد القادسية، مات نحو سنة ٢٠ هـ.
(٨) الشعر والشعراء: «عراراً بُنَيَّ بالهوان»...
(٩) يقال: رَبيت السقاء، إذا أصلحته. يريد: كوني طيبة معه كالسمن يصلح له السقاء.
(١٠) لم يرد في الشعر والشعراء. والظعينة: المرأة ما دامت في الهودج، وأراد امرأته.

تفهيمات ربانيه صفحه ٨٦ كا حواله

يسوغ به في اليقظة ما يسوغ به في النوم، لكن بين النوم والكشف فرق، وهو في الصورة التي يرى فيها محمد ﷺ في النوم لا يوقع اسمها في اليقظة على الحقيقة المحمدية، لأن عالم المثال يقع التعبير فيه فيعبر عن الحقيقة المحمدية إلى حقيقة تلك الصورة اليقظة، بخلاف الكشف فإنه إذا كشف لك عن الحقيقة المحمدية إنها متجلية في صورة من صور الآدميين، فيلزمك إيقاع اسم تلك الصورة على الحقيقة المحمدية، ويجب عليك أن تتأدب مع صاحب تلك الصورة تأدبك مع محمد ﷺ، لما أعطاك الكشف أن محمداً ﷺ متصوّر بتلك الصورة، فلا يجوز ذلك بعد شهود محمد ﷺ فيها أن تعاملها بما كنت تعاملها به من قبل؛ إياك أن تتوهم شيئاً في قولي من مذهب التناسخ، حاشا الله وحاشا رسول الله ﷺ أن يكون ذلك مرادي، بلى إن رسول الله ﷺ له من التمكين في التصوّر بكل صورة حتى يتجلى في هذه الصورة، وقد جرت سنته ﷺ أنه لا يزال يتصوّر في كل زمان بصورة أكملهم ليعلي شأنهم ويقيم ميلانهم، فهم خلفاؤه في الظاهر وهو في الباطن حقيقتهم.

واعلم أن الإنسان الكامل مقابل لجميع الحقائق الوجودية بنفسه، فيقابل الحقائق العلوية بلطافته، ويقابل الحقائق السفلية بكثافته، فأوّل ما يبدو في مقابلته للحقائق الخلقية يقابل العرش بقلبه، قال عليه الصلاة والسلام: «قلب المؤمن عرش الله»[1] ويقابل الكرسي بإنيته، ويقابل سدرة المنتهى بمقامه، ويقابل القلم الأعلى بعقله، ويقابل اللوح المحفوظ بنفسه، ويقابل العناصر بطبعه، ويقابل الهيولي بقابليته، ويقابل الهباء بحيز هيكله، ويقابل الفلك الأطلس برأيه، ويقابل الفلك المكركب بمدركته، ويقابل السماء السابعة بهمته، ويقابل السماء السادسة بوهمه، ويقابل السماء الخامسة بهمه، ويقابل السماء الرابعة بفهمه، ويقابل السماء الثالثة بخياله، ويقابل السماء الثانية بفكره، ويقابل السماء الأولى بحافظته، ثم يقابل زحل بالقوى اللامسة، ويقابل المشترى بالقوى الدافعة، ويقابل المريخ بالقوى المحرمة، ويقابل الشمس بالقوى الناظرة، ويقابل الزهرة بالقوى الملذذة، ويقابل عطارد بالقوى الشامة، ويقابل القمر بالقوى السامعة، ثم يقابل فلك النار بحرارته، ويقابل فلك الماء ببرودته، ويقابل فلك الهواء برطوبته، ويقابل فلك التراب بيبوسته؛ ثم يقابل الملائكة بخواطره، ويقابل الجنّ والشياطين بوسواسه، ويقابل البهائم بحيوانيته، ويقابل الأسد بالقوى الباطشة،

(١) كشف الخفاء ٢/١٣٠، وقال: قال الصنعاني: موضوع.

انسان الکامل باب 60 اردو حصہ 388 - 389

انسانِ کامل

سید عبدالکریم بن ابراہیم جیلیؒ

نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی

انسانِ کامل

سید عبدالکریم بن ابراہیم جیلیؒ

نفیس اکیڈمی
کراچی

قیمت ۹۹/۰۰ روپے

میں ہے۔ مگر ارواح مجردہ کی صورت میں۔ اور ایسا ہی عالم جبروت عالم لاہوت کا ظل ہے۔ میں نے یہ صورت حضرت پیر و مرشد کی خدمت میں عرض کی تو آپ نے تصدیق فرمائی۔ عالم لاہوت سہرحق ہے۔ جو جمیع عوالم پر محیط ہے۔ اور یہ یاد رہے۔ کہ ظل حقیقت کا عین نہیں ہوتا۔ اور نہ من کل الوجوہ اس کا غیر ہوتا ہے۔ فافہم۔ مترجم)

قطب عالم

جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو نگاہ رکھے۔ کہ انسان کامل وہ قطب ہے جس پر اول سے آخر تک وجود کے فلک گردش کرتے ہیں۔ اور وہ جب وجود کی ابتدا ہوئی۔ اس وقت سے لے کر ابدالآباد تک ایک ہی شے ہے۔ پھر اس کے لیے رنگا رنگ لباس ہیں۔ اور کنیسوں اور گرجوں میں ظاہر ہوتا ہے اور باعتبار لباس کے اس کا ایک نام رکھا جاتا ہے۔ کہ دوسرے لباس کے اعتبار سے اس کا وہ نام نہیں رکھا جاتا۔ اس کا اصلی نام محمدؐ ہے۔ اور اس کی کنیت ابوالقاسم اور اس کا وصف عبداللہ اور اس کا لقب شمس الدین ہے۔ پھر باعتبار دوسرے لباسوں کے اس کے نام ہیں۔ پھر ہر زمانہ میں اس کا ایک نام ہے۔ جو اس زمانہ کے لباس کے لائق ہوتا ہے۔ پس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے شیخ شرف الدین اسماعیل الجبرتی کی صورت میں جمع ہوا۔ اور میں نہیں جانتا تھا۔ کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں یہی جانتا تھا کہ وہ میرے شیخ ہیں اور یہ منجملہ ان مشاہد کے ہے جن کو میں نے زبید میں ۷۹۶ھ ہجری میں مشاہدہ کیا ہے۔ اور اس امر کا بھید یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر صورت میں متصور ہو سکتے ہیں۔ پس ادیب جب آپ کو اس صورت پر دیکھتا ہے جو زندگی میں آپ کی صورت تھی۔ تو اس کا نام صورت محمدیہ رکھتا ہے۔ اور جب کسی اور صورت میں دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو اس کا نام وہی رکھتا ہے جو اس صورت کا نام ہے۔ اور دراصل وہ نام بجز حقیقت محمدیہ کے اور کسی شے پر واقع نہیں ہوتا۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ جب آپ شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت میں ظاہر ہوئے۔ تو شبلیؒ نے اپنے تلمیذ سے کہا۔ کہ میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ تلمیذ صاحب کشف تھا۔ اس نے نور کشف سے پہچان لیا۔ اور کہا۔ کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ تو اللہ کا رسول ہے۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے جس کا

انکار نہیں کیا جاتا۔ اور وہ ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ سونے والا دیکھے۔ کہ فلاں شخص کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔ اور کشف کا ادنیٰ مرتبہ یہ ہے۔ کہ بیداری میں بھی وہی دیکھے۔ جو خواب میں دیکھا ہے لیکن نیند اور کشف میں فرق ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جس صورت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند میں دیکھتا ہے۔ بیداری میں اس کا نام حقیقت محمدیہ پر واقع نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ عالم مثال کے واقعات کی تعبیر ہوتی ہے۔ پس بیداری میں حقیقت محمدیہ سے اس صورت کی حقیقت کی طرف تعبیر کی جاتی ہے۔ برخلاف اس کے کشف کہ کشف جب حقیقت محمدیہ سے تجھ پر انکشاف ہوتا ہے۔ کہ وہ آدمیوں کی صورتوں میں سے فلاں صورت میں متجلی ہے۔ تو تجھ پر لازم ہوتا ہے کہ تو اس صورت کا نام حقیقت محمدیہ پر واقع کرے۔ اور اس صورت والے کا ایسا ادب کرے۔ جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ تجھے کشف سے یہ بات معلوم ہوئی۔ کہ اس صورت والے کا ایسا ادب کرے۔ جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم متصور ہیں۔ اس شہود کے بعد تیرے لیے یہ جائز نہیں کہ تو اس صورت کے آدمی سے وہی معاملہ کرے۔ جو پہلے کرتا تھا۔ اس بات سے بچنا کہ مبادا میرے قول میں مذہب تناسخ کا تجھے وہم گزرے۔ میں خدا کی اور پھر رسول کی اس بات سے پناہ لیتا ہوں۔ کہ میری یہ مراد ہو۔ بلکہ میری غرض یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ ہر صورت میں متصور ہوں۔ حتیٰ کہ وہ ان صورتوں میں متجلی ہوتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور جاری ہے۔ کہ وہ ہمیشہ ہر زمانہ میں اس زمانہ کے اکمل کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں تاکہ ان کی شان بلند ہو۔ اور زمانہ کا اس کی طرف میلان درست اور قائم ہو۔ وہ ظاہر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ ہوتے ہیں اور باطن میں آنحضرت صلعم ان کی حقیقت ہیں۔

انسان کامل کا مقابلہ

جاننا چاہیے کہ انسان کامل بذات خود جمیع حقائق وجودیہ کے مقابل ہے۔ وہ اپنی لطافت میں حقائق علویہ کے مقابل ہے اور کثافت میں حقائق سفلیہ کے مقابل ہے۔ حقائق خلقیہ سے اولاً جو چیز اس کے مقابل ہے وہ عرش ہے جو اس کے قلب کے بالمقابل ہے۔ جیسا کہ آنحضرت نے فرمایا ہے قلب المومن عرش اللہ اور کرسی اس کی انیت کے۔ سدرۃ المنتہیٰ اس کے مقام کے۔ قلم اعلیٰ اس کی

باب 60 عربی جدید ایڈیشن صفحہ 210-211

الإنسان الكامل

في معرفة الأواخر والأوائل

تأليف

الشيخ عبد الكريم بن ابراهيم الجيلي

المتوفى سنة ٨٠٥ هـ

حقق نصوصه وعلق عليه

أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضه

منشورات

محمد علي بيضون

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

ومهما ترى من سدرة لنهاية ومن جرس قد صلصلاً منه طرفاه
فإني ذاك الكلّ والكلّ مشهدي أنا المتجلى في حقيقته لا هو
وإنـي ربّ للأنام وسيد جميع الورى اسم وذاتي مسماه
لي الملك والملكوت نسجي وصنعتي لي الغيب والجبروت مني منشاه
وها أنا فيما قد ذكرت جميعه عن الذات عبد آيب نحو مولاه
فقير حقير خاضع متذلل أسير ذنوب قيدته خطاياه
فيا أيها العرب الكرام ومن همو لصبهم الولهان أفخر ملجاه
قصدتكم أنتم قصارى ذخيرتي وأنتم شفيعي في الذي أتمناه
ويا سيدا حاز الكمال بأثره فأضحى له بالسبق شأو تعالاه
لأستاذ شيخ العالمين وشيخهم ونور حواه الأكملون ولألاه
عليكم سلامي كلّ يوم وليلة تزيد على مرّ الزمان تحاياه

الباب الثالث: في الصفة مطلقاً

الصفة ما تبلغك حالة الموصوف: أي ما توصل إلى فهمك معرفة حاله، وتكيفه عندك وتجمعه في وهمك وتوضحه في فكرك، وتقرّ به في عقلك، فتذوق حالة الموصوف بصفته، ولو قسته بك ووزنته في نفسك فحينئذ إما أن يميل الطبع إليه لوجود الملائم، وإما أن ينفرد لذوق المخالف، فافهم وتأمله وذقه ليختم في سمعك بطابع رحلن جمعك، ولا يمنعك هذا القشر فهو على اللبّ حجاب وعلى الوجه نقاب؛ ثم إن الصفة تابعة للموصوف: أي لا تتصف بصفات غيرك ولا بصفات نفسك ولا بنعتك، ولا تكن منه على شيء إلا إذا علمت أنك عين ذلك الموصوف وتحققت أنك للعليم، فحينئذ العلم تابع لك ضرورة لا تحتاج فيه إلى زيادة تأكيد، لأن الصفة متعلقة بالموصوف تابعة له توجد بوجود الموصوف وتفقد بانعدامه، والصفة عند علماء العربية على نوعين: صفة فضائلية، وصفة فاضلية. فالفضائلية هي التي تتعلق بذات الإنسان كالحياة، والفاضلية هي التي تتعلق به وبخارج عنه كالكرم وأمثال ذلك. وقال المحققون: أسماء الحق تعالى على قسمين: يعني الأسماء التي تفيد في نفسها وصفاً فهي عند النحاة أسماء نعوتية.

القسم الأول: هي الذاتية، كالأحد والواحد والفرد والصمد، والعظيم والحيّ والعزيز والكبير والمتعال، وأشباه ذلك.

القسم الثاني: هي الصفاتية، كالعلم والقدرة، ولو كانت من الأوصاف النفسية كالمعطي والخلاق، ولو كانت من الأفعالية، وأصل الوصف في الصفات الإلٰهية اسمه الرحمٰن فإنه مقابل لاسمه الله في الحيطة والشمول، والفرق بينهما أن الرحمٰن مع جمعه وعمومه مظهر للوصفية، والله مظهر للإسمية.

واعلم أن الرحمٰن علم على ذات المرتبة العلية من الوجود بشرط الشمول للكمال المستوعب الذي لا نقص فيه من غير نظر إلى الخلق، واسمه تعالى الله علم على ذات واجب الوجود لكن بشرط الشمول للكمال الحقي، والعموم لوصف الخلقي؛ فالله عام والرحمٰن خاص، أعني اسمه الرحمٰن مختصر بالكمالات الإلٰهية، واسمه الله شامل للحق والخلق، ومتى تخصص الرحمٰن بكمال من الكمالات انتقل معناه من محله إلى اسم لائق بذلك الكمال، كاسمه الرب والملك. وأمثال ذلك، فإن كلاً من هذه الأسماء ينحصر معناه على ما يعطيه وصفه من المرتبة، بخلاف اسمه الرحمٰن فإن مفهوم معناه ذو الكمال المستوعب لجميع الكمالات، فهو صفة جامعة لجميع الصفات الإلٰهية.

واعلم أن الصفة عند المحقق هي التي لا تدرك وليس لها غاية، بخلاف الذات فإنه يدركها ويعلم أنها ذات الله تعالى، ولكن لا يدرك ما لصفاتها من مقتضيات الكمال، فهو على بينة من ذات الله ولكن على غير بينة من الصفات؛ مثاله أن العبد إذا ترقى من المرتبة الكونية إلى المرتبة القدسية وكشف له عنه، علم أن ذات الله تعالى هي عين ذاته، فقد أدرك الذات وعلمها، وقال ﷺ: «من عرف نفسه فقد عرف ربه»[1] وبقي عليه أن يعلم ما لهذه الذات من الصفات كما هو لها بحق حقيقة مما اتصف الذات الإلٰهية بأوصافها ولا سبيل إلى درك غاية الصفة ألبتة، مثاله في الصفة العلمية إذا حصلها العبد الإلٰهي فإنه لا يدرك منها على التفصيل إلا القدر الذي ينزل على قلبه، فأدرك من الصفة العلمية مثلاً كم في الوجود رجلاً، وبقي عليه أن يعلم أسماء هم كلاً على حدته، فإن علم بقي عليه أوصافها ثم ذواتها ثم أنفاسهم ثم حالاتهم إلى ما لا يتناهى، وكذلك باقي الصفات كل واحدة

(١) الأسرار (٣٥١)، وكشف الخفاء ٢/٣٤٤ وقال: قال القاري نقلاً عن السيوطي: ليس بثابت.

الانسان الكامل باب 3 = اردو صفحه 72-73

بهذه المثابة، وهذا لا سبيل إلى استيعابه مفصلاً، ولكن على سبيل الإجمال، فإنه يحصل من حيث الذات لمدركه ذاته فلا يفوته شيء من ذلك، فإذن ما المدركة إلا الذات وما غير مدركة إلا الصفات، لأن عدم التناهي هو من صفات الذات لا من الذات، فالذات مدركة معلومة محققة، والصفات مجهولة غير متناهية، وكثير من أهل الله حجبوا بهذه المسألة، فإنهم لما كشف الله لهم عن ذاته أنه هم طلبوا إدراك صفاته فلم يجدوها من أنفسهم فأنكروه، فلم يجيبوه إذ ناداهم ولم يعبدوه إذ قال لموساهم: ﴿إنني أنا الله لا إله إلا أنا فاعبدوني﴾(١) وقالوا له: لست إلا المخلوق؛ لأنهم ما اعتقدوا في الحق أن تدرك ذاته وتجهل صفاته، وكان التجلي على خلاف المعتقد فحصل الإنكار، وظنوا أن الصفات تدرك في الذات شهوداً كما تدرك الذات، ولم يعلموا أن هذا ممتنع حتى في المخلوقات لأنك إنما ترى وتعاين منك ذاتك، وأما ما فيك من صفة الشجاعة والسخاوة والعلم فإنه لا يدرك بشهود، بل يبرز منك شيئاً فشيئاً على قدر معلوم، فإذا برزت الصفة وشوهد منها هذا الأثر حكم لك بهذا، وإلا فتلك الصفات جميعها منطوية فيك جميعها غير مدركة ولا مشهودة، لكن العقل ينسبها إليك بطريق العادة وجرياً على القانون المفهوم.

واعلم أن إدراك الذات العلمية هو أن تعلم بطريق الكشف الإلٰهي أنك إياه وهو إياك، وأن لا اتحاد ولا حلول، وأن العبد عبد والرب ربٌّ، ولا يصير العبد رباً ولا الربّ عبداً، فإذا عرفت هذا القدر بطريق الذوق والكشف الإلٰهي الذي هو فوق العلم والعيان ولا يكون ذلك إلا بعد السحق والمحق الذاتي، وعلامة هذا الكشف أن يفني أولاً عن نفسه بظهور ربه، ثم يفني ثانياً عن ربه بظهور سرّ الربوبية، ثم يفنى ثالثاً عن متعلقات صفاته بتحققات ذاته، فإذا حصل لك هذا حينئذ فقد أدركت الذات ليس على هذا في نفس إدراكك الذات زيادة: وأما كون ما لهويتك من العلم والقدرة والسمع والبصر والعظمة والقهر والكبرياء وأمثال ذلك، فإن ما هو من مدارك الصفات يدرك منه كل من الذاتين على قدر قوّة عزمه وعلوّ همته ودخول علمه، فقل ما شئت، إن قلت أن الذات لا تدرك، فباعتبار أنها عين الصفات، وإلى هذا المعنى أشار بقوله: ﴿لا تدركه الأبصار﴾(٢) لأن الأبصار من الصفات، فمن لم يدرك الصفة لم يدرك الذات، وإن قلت إنها تدرك فباعتبار ما قد سبق، وهذه مسألة خفيت على

(١) آية (١٤) سورة طه.
(٢) آية (١٠٣) سورة الأنعام.

اِنسانِ کامل

سید عبدالکریم بن ابراہیم جیلانیؒ

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

انسانِ کامل

سید عبدالکریم بن ابراہیم جیلانیؒ

نفیس اکیڈمی
کراچی

قیمت -/99 روپے

تیسرا باب

مطلق صفت کی حقیقت

صفت وہ چیز ہے جو تجھ کو موصوف کی حالت پر پہنچاتی ہے۔ یعنی جو حالِ موصوف کی معرفت کو تیرے ذہن تک پہنچاتی ہے۔ اور تجھ میں اس کی کیفیت پیدا کرتی ہے۔ اور تیرے وہم میں اُسے جمع کرتی ہے۔ اور تیرے فکر میں اُس کو واضح کرتی ہے۔ اور تیری عقل میں اُسے قریب کرتی ہے۔ پھر تو حالتِ موصوف کا ذائقہ اس کی صفت سے چکھتا ہے جب کہ اپنے آپ میں تو اُسے قیاس کرتا ہے۔ اور اپنے جی میں اس کا وزن کرتا ہے۔ اس وقت یا تو طبیعت اس کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔ اور یہ اُس صورت میں ہے جب کہ اُس صفت کا اثر ملائم و موافقِ طبع ہو۔ اور یا ذوقِ مخالف کی وجہ سے اس سے متنفر ہوتا ہے۔ پھر سمجھ اور اس میں تامل کر اور اس کو چکھ تاکہ رحمٰن تیرے کان میں تیری جمعیت کی مہر لگا دے۔ (یعنی مقام جمع الجمع تیرے نصیب کرے۔ اس وقت یہ خدشہ بھی دُور ہو جائے۔ جو کلام سابق سے پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ صفت باری تعالیٰ میں یہ کہنا کہ با ذوق مخالف کی وجہ سے اس سے متنفر ہوتا ہے۔ ہرگز صحیح درست نہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ (مترجم) اور یہ چھلکا تجھ کو روک نہ رکھے۔ کہ وہ مغز پہ حجاب اور اُس کے چہرہ پر نقاب ہے۔ پھر اس کے بعد معلوم کرنا چاہیے کہ صفت موصوف کے تابع ہے۔ اس قول سے میری مراد یہ ہے کہ تو، نہ اپنے غیر کی صفات سے متصف ہو۔ اور نہ اپنے نفس کی صفات سے اور نہ اپنی نعمت سے اور اس سے تو کسی چیز پہ نہ ہو۔ مگر اس وقت جب کہ تو،

جان لے کہ تو عین اس موصوف کا ہے۔ اور تجھے ثابت ہو جائے کہ تو علیم ہے۔ پھر اس وقت لامحالہ علم تیرے تابع ہو گا۔ اور اس میں تو زیادہ تاکید کا محتاج نہیں ہو گا۔ اس لیے کہ صفت موصوف سے متعلق ہے۔ اس کی تابع ہے۔ موصوف کے وجود کے ساتھ اس کا وجود ہے۔ اور اس کے نہ ہونے سے مفقود ہو جاتی ہے۔ اور علماء عربیت کے نزدیک صفت دو قسم پر ہے۔ ایک صفت فضائلیہ۔ دوسری فاضلیہ۔ فضائلیہ وہ ہے جو ذات انسان سے تعلق رکھتی ہے۔ مثل حیات کے۔ اور فاضلیہ وہ ہے جو انسان سے اور اس چیز سے جو اس سے خارج ہے تعلق رکھتی ہے۔ مثلاً صفتِ کرم اور اس جیسی اور صفات۔ محققین نے کہا ہے کہ اسماء الٰہی دو قسموں پر ہیں۔ یعنی وہ اسماء جو فی نفسہٖ وصف کا فائدہ دیتے نہیں اور وہ نحویوں کے نزدیک اسماء نعوتیہ ہیں۔

اسمائے الٰہی کی قسمیں

قسم اوّل۔ وہ ذاتی اسماء ہیں۔ مثلاً احد۔ واحد۔ فرد۔ صمد۔ عظیم حی۔ عزیز۔ کبیر۔ متعال اور اس جیسے اور اسماء ہیں۔

قسم دوم: وہ صفاتی نام ہیں۔ مثل علم و قدرت وغیرہ اگرچہ وہ اوصاف نفسیہ سے ہوں مثلاً معطی و خلاق۔ اور اگرچہ افعالیہ سے ہوں۔ اور صفات الٰہیہ میں اصل وصف اس کا نام رحمٰن ہے۔ اس لیے کہ وہ شمولیت و احاطہ میں اسم اللہ کے مقابل ہے۔ اور فرق ان دونوں کے درمیان یہ ہے کہ رحمٰن اپنی جمعیت اور اپنی عمومیت سے وصفیت کا مظہر ہے اور اللہ مظہر ہے اسمیت کا۔ جان۔ کہ رحمٰن وجود کی بلند رتبہ ذات کے لیے اسم علم ہے اور اس میں شرط یہ ہے کہ اُس کمال تام کو شامل ہو۔ جس میں نقص نہ ہو۔ اور اوصاف ناقصۂ خلق کا اس میں لحاظ نہ ہو اور اللہ اسم علم ہے۔ ذات واجب الوجود کے لیے لیکن اس شرط پہ کہ کمال حقی اور اس عموم کو شامل ہو جس میں اوصافِ ناقصۂ خلق بھی آجائیں۔ پس اللہ عام ہے اور رحمٰن خاص یعنی اس کا نام رحمٰن صرف کمالات الٰہیہ سے مختص ہے اور اسم اللہ حق اور خلق دونوں کو شامل ہے اور جب رحمٰن کمالات میں سے کسی کمال سے خاص ہوتا ہے تو اس کے معنی اپنے مقام سے نکل کر اس اسم کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں جو اس کمال کے لائق ہوتا ہے۔ مثلاً رب۔ ملک اور مثل ان کے دیگر اسماء حسنیٰ کہ ان میں

کوئی حد اور غایت نہیں۔" بہت سے اہل اللہ کو اس مسئلہ میں مغالطہ لگا ہے کہ جب ذات کا ان پہ انکشاف ہوا، تو ادراکِ صفات کی انھوں نے درخواست کی۔ پھر جب ان کی کیفیت اپنے نفسوں میں نہ پائی۔ تو پھر اس کے منکر ہو گئے۔ اس کی دعوت کو قبول نہ کیا۔ اور اس کی عبادت چھوڑ بیٹھے (اس کے آگے جو نظیر پیش کی گئی ہے۔ اس سے میرا دل قلق و اضطراب میں ہے۔ مترجم)

ذات کا ادراک

خدا نے جب ان کے موسیٰؑ کو کہا۔ کہ میں ہی معبود برحق ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ تو میری عبادت کر۔ تو قوم نے اُسے جواب دیا کہ تو تو مخلوق ہے۔ یہ انکار اس لیے ہوا کہ ان کا حق کے متعلق یہ اعتقاد نہ تھا۔ کہ ذات کا ادراک تو کیا جا سکتا ہے۔ لیکن صفات کا ادراک تو نہیں ہو سکتا۔ چونکہ تجلی ان کے اعتقاد کے خلاف تھی اس لیے وہ منکر ہو بیٹھے۔ انہوں نے خیال کیا کہ صفات کا بھی اُسی طرح ادراک ہوتا ہے جیسا کہ ذات کا۔ یہ نہ جانا کہ یہ امر محال و ممتنع ہے۔ حتیٰ کہ صفات مخلوق کا بھی یہی حال ہے۔ اپنے حال کو دیکھ۔ کہ تو اپنی ذات کو دیکھتا اور اس کا معائنہ کرتا ہے۔ لیکن جو کچھ اس میں صفات۔ شجاعت۔ سخاوت۔ علم وغیرہ سے ہے وہ مدرک و مشہود نہیں ہوتیں۔ بلکہ علیٰ قدر معلوم کچھ کچھ ان کے متعلق تجھ سے ظاہر ہوتا ہے پھر جب صفت کا بروز ہوتا ہے اور اس سے اس کا اثر مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ تو اس صفت کا تجھ پہ حکم لگایا جاتا ہے ورنہ درحقیقت یہ صفات سب کی سب تجھ میں ملیامیٹ ہیں۔ نہ ادراک کی جاتی ہیں، نہ مشاہدہ میں آتی ہیں۔ عقل بطریق عادت ان کو تیری طرف منسوب کرتی ہے۔ اور قانون مفہوم اسی طور پہ چلا آ رہا ہے۔ جان کہ ذات عالیہ کا ادراک یہ ہے کہ تو بطریق کشفِ الٰہی جان لے کہ بے شک تو وہی ہے۔ اور وہ تو ہی اور یہ کہ نہ اتحاد ہے۔ نہ حلول اور بندہ بندہ ہے۔ اور رب رب۔ نہ بندہ رب ہو جاتا ہے۔ نہ رب بندہ۔ جب تو نے بطریق ذوق و کشفِ الٰہی جو علم اور مقام مشاہدہ و معائنہ سے اوپر ہے۔ اس قدر شناخت کر لی۔ تو تو منزل مقصود کو پہنچ گیا۔ اور یہ بات بجز سحق و محق ذاتی کے حاصل نہیں ہوتی (سحق و محق کے معنی اس سے پہلے متصف

سے ہر ایک نام وہی معنی دیتا ہے۔ جو ان کے مرتبۂ اسمیت کے وصف کا مقتضا ہے بخلاف اسم رحمٰن کے کہ اس کے معنی ہیں۔ صاحب اُس کمال کا جو بالاستیعاب جمیع کمالات کو شامل ہو۔ اور وہ ایک صفت جامعہ ہے۔ جس میں جمیع صفات الٰہیہ داخل ہیں۔ اور جان کہ صفت محقق کے نزدیک وہ چیز ہے جو ادراک نہیں کی جاتی۔ اور اس کی غائت نہیں ہے۔ بخلاف ذات کے کہ محقق اس کو ادراک کرتا ہے۔ اور جانتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے لیکن اس کی صفات کے تقاضائے کمال کا ادراک نہیں کرتا۔ اور وہ ذات الٰہی کی بابت ایک بیّن دلیل پہ ہوتا ہے۔ نہ صفات الٰہی کی بابت۔ اس کی مثال یہ ہے کہ بندہ جب مرتبۂ کونیہ سے مرتبۂ قدسیہ پہ ترقی کرتا ہے۔ اور آں جانب سے اس پہ انکشاف ہوتا ہے۔ تو وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات عین اس کی ذات ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس نے ذات کا ادراک کر لیا۔ اور اُسے جان لیا۔ آں حضرت صلعم نے فرمایا ہے۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا۔ اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ یہ بات اس پہ باقی رہ جاتی ہے کہ وہ ذات کی صفتوں کو معلوم کرے۔ ایسے طور پہ کہ جس شان سے ذات الٰہیہ اُن سے موصوف ہے وہی شان اس میں پیدا ہو جائے اور ان صفات کی حقیقت کا وہی حق اُسے حاصل ہو۔ جو ذات الٰہیہ کو حاصل ہے۔ یہ قطعی اور یقینی بات ہے کہ صفت کی غائت کا ادراک نہیں ہو سکتا۔ مثال کے طور پر صفت علمیہ کو لو۔ کہ جب عارف اس کو حاصل کرتا ہے تو بالتفصیل اس کی تمام باتیں اُسے معلوم نہیں ہوتیں۔ وہ اُتنا ہی جانتا ہے جتنا کہ اس کو علم دیا جاتا ہے۔ مثلاً صفت علمیہ سے اُسے معلوم ہوتا ہے کہ کتنے آدمی دنیا میں موجود ہیں۔ تو یہ بات اس پہ باقی رہ جاتی ہے کہ وہ الگ الگ اُن سب کے نام بھی جان لے۔ اگر یہ معلوم کر لے، تو پھر یہ کہ اُن کے اوصاف کیا ہیں۔ پھر اُن کی ذوات پھر اُن کے انفاس پھر اُن کے حالات، غرضیکہ یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا۔ ایسا ہی باقی صفات کا حال ہے کہ بہ تفصیل و بالاستیعاب ان کا حال معلوم نہیں ہوتا۔ ان عارف کو بہ سبیل اجمال ان کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔ خلاصہ تقریر یہ کہ ذات مدرک ہے اور صفات غیر مدرک ہیں۔ اس لیے کہ صفات کے شمار اور پھر ان کے مقتضیات کی

علیہ الرحمۃ نے بیان کر دیے ہیں۔ مترجم) اور اس کشف کی علامت یہ ہے کہ اولاً ظہورِ رب سے اپنے نفس سے فانی ہو۔ پھر دوسری مرتبہ میں ظہورِ سرِّ ربوبیت سے رب سے بھی فانی ہو۔ پھر تیسری دفعہ بظہورِ متحققاتِ ذات اپنے متعلقاتِ صفات سے فانی ہو۔ پھر جب تجھ کو یہ بات ثابت ہو گئی۔ تو اس وقت تو نے ذات کا ادراک کر لیا۔ جس پر تیرے نفس ادراک میں کسی دوسری ذات کی زیادتی نہیں ہوتی۔ لیکن علم۔ قدرت سمع۔ بصر۔ عظمت۔ کبریائی اور اس جیسی اور باتیں جو تیری ہوّیت کو لازم ہیں۔ یہ سب مدارکِ صفات کی قبیل سے ہیں۔ علیٰ قدر قوتِ عزم و علوِ ہمت و دخولِ علم ان میں سے ہر ایک کا ادراک دونوں ذاتوں کی طرف سے ہوتا ہے (یعنی صفاتِ مؤثرہ الٰہیہ و صفاتِ متاثرہ خلقیہ جو عارف سے ظہور پذیر ہوتی ہیں ان کا ادراک بطریقِ اعتبار عارف کو دو ذاتوں کی جہت سے ہوتا ہے۔ گو فی الحقیقت وہ ایک ہی ذات میں ملیامیٹ ہوتا ہے۔ مترجم)

صفات و ذات کا ادراک

پس جو تو چاہتا ہے۔ کہہ دے۔ اگر کہے کہ ذات ادراک نہیں کی جاتی۔ تو یہ بھی صحیح ہے۔ اس اعتبار سے کہ ذات عینِ صفات ہے اور صفات ادراک نہیں کی جاتیں۔ جیسا کہ مذکور ہوا انہی معنوں کی طرف کہ ذات ادراک نہیں کی جاتی۔ خدا کے اس قول میں اشارہ ہے لا تدرکہ الابصار۔ آنکھیں اس کو نہیں پاتی ہیں۔ اس لیے کہ آنکھیں صفات سے ہیں پھر جو صفت کا ادراک نہیں کرتا وہ ذات کا بھی ادراک نہیں کرتا۔ جب کہ خود صفت یعنی بصر ذات کا ادراک نہیں کرتی۔ اور اگر تو کہے کہ وہ یعنی ذات ادراک کی جاتی ہے تو یہ بھی صحیح ہے۔ بہ اعتبار اس کے جو اوپر کی بحث میں مذکور ہوا۔

یہ مسئلہ بہت سے اہل اللہ سے مخفی رہا۔ اور مجھ سے پہلے کسی نے یہ بات نہیں کہی پس اس میں غور و تامل کرنا چاہیے۔ اور یہ نوادرِ وقت سے ہے۔ جس پر اس مشہد کا انکشاف ہوا۔ اس نے اپنے اوصاف سے اتصافِ الٰہی کی لذت کو چکھا۔ پھر جب اس سے ترقی کر کے اوپر کے مقام کو پہنچا۔ تو اس اتصاف کی کیفیت کی معرفت اُسے حاصل ہوئی۔ اور اس معرفت میں نہایت کا ہونا اور اس میں داخل ہونا ممکن ہے۔ پس اس کو سمجھ۔

اس سمجھ پر کہ کوئی اس کو بجز اُن اشخاص کے نہیں سمجھ سکتا۔ جو کمال کے لیے مستعد اور ذوالجلال والاکرام کے مقرب ہیں۔ اور اس مقام سے ورے کتنے ہی گندم گوں نیزے اور تلواریں ہیں ؎

او لم قلبی من زرود بمائہم   وبیا وھی کم مات ثمہ والع
ولی طمع بین الاجارع عہدہ   قدیم وکم خابت ہنالک المطامع

ترجمہ: "میرے دل کو مقامِ زرود کے پانی کا حریص کیا۔ اور اے میری دیوانگی اس بات کو سمجھ کہ کتنے ہی حریص وہاں مر گئے۔ مجھے گھونٹوں کی طمع ہے۔ اس خیال پر کہ اس کا عہد قدیم ہے حالانکہ وہاں کتنی ہی اُمیدیں ناکام رہیں۔"

معانی

یہ جو کچھ مذکور ہوا۔ اس کے علاوہ ان معنوں میں ہماری ایک اور گفتگو بھی ہے اور وہ ظاہر لفظ میں پہلے معنوں کی مضاد ہے۔ ورنہ در حقیقت کوئی تضاد نہیں۔ اس لیے کہ جو حقائق متضاد معلوم ہوتے ہیں حقیقت میں وہ سب ایک ہی معنی رکھتے ہیں۔ اور ہماری وہ دوسری گفتگو یہ ہے کہ صفات من حیث الاطلاق معانی معلومہ ہیں اور ذات ایک امر ہے۔ مجہول۔ پس معانی معلومہ امر مجہول کی نسبت اس بات کے زیادہ قریب ہیں کہ وہ ادراک کیے جائیں۔ پھر جب اوپر ثابت ہو چکا۔ کہ ان میں یعنی صفات میں ادراک نہیں چل سکتا تو پھر کسی وجہ سے ادراک ذات کی کوئی راہ نہیں ہے۔ پس حقیقت الامر میں نہ اس کی صفات مُدرَک ہیں۔ نہ ذات۔

اور جان کہ اس کا اسم رحمٰن فعلان کے وزن پر ہے۔ اور یہ وزن لغت میں قوتِ اتصاف کے معنوں کا فائدہ دیتا ہے۔ اور اسم رحمٰن جس میں قوتِ اتصافِ رحمت کے معنی پائے جاتے ہیں۔ ذاتِ باری سے اس کے مختص ہونے کی وجہ یہی ہے کہ اس کی رحمت نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے۔ حتیٰ کہ دوزخیوں کا مآلِ کار بھی آخر میں رحمت ہو گا۔

اور جان۔ کہ اسم رحمٰن کے ماتحت جمیع اسماء الٰہیہ نفسیہ ہیں۔ اور وہ سات ہیں۔ حیات[1]۔ علم[2]۔ قدرت[3]۔ ارادت[4]۔ سمع[5]۔ بصر[6]۔ کلام[7]۔ اور الرحمٰن کے حروف سات ہیں پہلا الف ہے اور وہ حیات ہے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ حیاتِ الٰہی جمیع اشیاء میں ساری ہے

الإنسان الكامل

في معرفة الأواخر والأوائل

تأليف

الشيخ عبد الكريم بن ابراهيم الجيلي

المتوفى سنة ٨٠٥هـ

حقق نصوصه وعلق عليه

أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة

منشورات

محمد علي بيضون

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

بكتمان الأسرار ليرتفع حينئذٍ من مقام التصديق إلى مقام القرب في الرفيق الأعلى ونعم الرفيق، وذلك منة من الله وفضل واعتناء بعبده لئلا تنهزم جيوش إيمانه بعساكر دوام الحجاب، فيرجع إلى الخطأ عن حقيقة الصواب، لأن مكتمات الربوبية ومقتضيات المرتبة الإلهية، عزيزة المرام عالية المقام، لا تكاد القلوب لشدّة عزّتها أن توقن بحصولها إلا بعد الكشف، لأن الحق في نفسه ليس له وسع قبول تلك الأشياء، فلا يوقن بها إلا بعد الكشف الإلهي، فكما أن الناس لا يتحققون وقوع الأمر إلا بخروج الدابة، كذلك العارف لا يتحقق بقبول تلك المقتضيات الإلهية إلا بعد خروج الروح من أرض الطبائع وخلاصها من القواطع والموانع فافهم.

ومن أمارات الساعة الكبرى: خروج الدجال، وأن تكون له جنة عن يساره ونار عن يمينه، وأنه مكتوب بين عينيه كافر بالله، وأنه يعطش الناس ويجوعون حتى لا يجدوا مأكلاً ولا مشرباً إلا عند هذا الملعون، وإن كل من آمن به فإنه يسقيه من مائه ويطعمه من طعامه، ومن أكل من ذلك أو شرب منه لا يفلح أبداً، وأنه يدخل المؤمن به جنته ومن دخل جنته قلبها الله عليه ناراً وإنه يدخل من لا يؤمن به ناره، ومن دخل ناره قلبها الله عليه جنة، وإن من الناس من يأكل من حشيش الجزر إلى أن يرفع الله عنه هذا الضرر، وإن اللعين لا يزال يدور في أقطار الأرض إلا مكة والمدينة، فإنه لا يدخلها، وإنه يتوجه إلى بيت المقدس فإذا بلغ رملة لد وهي قرية قريبة من بيت المقدس بينهما مسيرة يوم وليلة، أنزل الله عيسى عليه السلام على منارة هناك وفي يده الحربة، فإذا رآه اللعين ذاب كما يذوب الملح في الماء فيضربه بالحربة فيقتله. وكذلك الساعة الصغرى من علامات قيامها في الإنسان خروج الدجال من حقيقته وهي النفس الدجالة، يعني أنها تخلط عليه الباطل وتبرزه له في معرض الحق، ويقال دجل فلان على فلان: يعني لبس عليه الأمر واستغلطه، وهذه النفس الدجالة هي المسماة من بعض وجوهها بشيطان الإنس وهي محل الشياطين والوسواس وموضع المردة والخناس، وتسمى أيضاً من بعض وجوهها بالنفس الأمارة بالسوء، ومطلق لفظ النفس فهو اسمها في اصطلاح الصوفية؛ فمهما ذكروا النفس فإنهم يريدون الأوصاف المعلومة من العبد، فهي بمثابة الدجال ومقتضياتها الشهوانية هي بمثابة الجنة التي هي عن يساره لأنها طريق أهل الشقاوة، ومخالفتها بترك الطبائع والعوائد وحسم العلائق والقواطع هي بمثابة النار التي عن يمين الدجال؛ إذ اليمين طريق أهل السعادة، وما تقتضيه الأمور النفسانية من تكثيف الحجب الظلمانية هو بمثابة

الكتابة التي على جبين الدجال، هذا هو الكافر بالله، وصيرورة العارف في أسرها حتى يعدم عليه الصواب، فلا يكاد عند غلبتها أن يفهم معنى الخطاب هو بمثابة الجوع والعطش للناس في زمان الدجال وقهرها باللذات بالخاصة، حتى لا يكاد يجد العارف بدأً من مرافقتها هو بمثابة أن لا يجد الناس مأكلاً ولا مشرباً إلا عند الدجال اللعين، وقد قال النبيّ ﷺ يشير إلى هذا المعنى: «سيأتي على الناس زمان يكون القابض فيه على دينه كالقابض على الجمر»(1) فمن رجع في تلك المدة عن المجاهدة ونعوذ بالله من ذلك إلى المقتضيات النفسية وركن إلى الأمور الطبيعية، واستعمل الملذوذات الشهوانية، وأخذ في الأفعال العادية هو بمثابة من أخذ من الدجال فأخذ الركون إلى المباحات التي هي عند العارف كالخمر الحرام، هو بمثابة من أطعمه الدجال من ذلك الطعام وانهماك من رجع إلى النفس والغفلات والأماني التي هي كالشراب بمثابة من سقاه اللعين مما عنده من الشراب، ومن رجع من العارفين قبل بلوغه إلى هذه الأشياء فهو بمثابة من لا يفلح أبداً، ثم الاغترار بزخارف الدار التي بقاؤها محال ولذاتها خيال، هو بمثابة من دخل جنة الدجال فيقلبها الحق عليه ناراً، ويصير قراره فيها بواراً؛ ومن أسعده التوفيق وثبته الحق في جادة الطريق سلك بأنوار الشريعة في ليل التحقيق راكباً على متون المخالفات والمجاهدات والرياضات وأكل من حشيش الأكوان جزر ظهور الرحمٰن، فهو بمثابة من دخل نار الدجال فقلبها له نعيماً لا يزول وملكاً لا يحول، وأما إنه لا يزال يدور في أقطار الأرض إلى أن يحلّ الأمر الفرض ما خلا مكة الزهراء والمدينة ذات الروضة الخضراء، فهو بمثابة ما تلبس به النفس على العبد في جميع المقامات ما خلا مقامين أحدهما مقام الاصطلام الذاتي وهو غيبوبة العبد عن وجوده بجاذب الحضرة الإلٰهية الذاتية، فيذهب عن حسه ويفنى عن نفسه، وهذا هو مقام السكر، والمقام الثاني: هو المقام المحمدي المعبر عنه في اصطلاح القوم بالصحو الثاني، فهذان المقامان ليس للنفس فيهما مجال لأنهما مصونان عن طوارق العلل، محفوظات في غيب الأزل، فهما في ذلك المجال بمثابة البلدتين اللتين لا يدخلهما الدجال، وما يلتبس على العبد من الكشوفات الإلٰهية فيغلط بها عن المحجة الصوابية هو بمثابة توجه هذا اللعين الأنجس إلى قطر البيت الأقدس ثم وقوفه دون تلك المحجة بالأرض المسماة بالرملة هو لأن دجال النفوس عند ظهوره على العارف في كل لبوس قد يظهر في

---

(1) الترمذي (٢٢٦٠)، وأحمد ٢/٣٩٠ و٣٩١، والصحيحة (٩٥٧).

صحيح

«الجامع الصغير وزيادته»

(الفتح الكبير)

تأليف

محمد ناصر الدين الألباني

اطلب معه القسم الآخر:
" ضعيف الجامع الصغير وزيادته "
و" تبويب وترتيب أحاديث الصحيح على أبواب الفقه "
" ومعجم غرائب ألفاظه "

المجلد الثاني

المكتب الإسلامي

٥٦٠٣ ـ «ما توادَّ اثنانِ في الله فيُفرَّقَ بينهما إلا بذنبٍ يُحدِثُه أحدهما».

(صحيح) (خد) عن أنس الصحيحة ٦٣٧

٥٦٠٤ ـ «ما توطَّنَ رجلٌ مسلِمٌ المساجدَ للصَّلاةِ والذِّكرِ، إلا تَبَشْبَشَ الله له من حين يخرجُ من بيتِهِ، كما يَتَبَشْبَشُ أهلُ الغائبِ بغائِبهم، إذا قَدِمَ عليهم».

(هـ، ك) عن أبي هريرة

(حسن) صحيح الترغيب ٣٠١ و٣٢٥: الطيالسي، حم، هـ، ابن خزيمة، حب.

٥٦٠٥ ـ ١٨٠٧ ـ «ما تَوفَّى الله نبياً قطُّ، إلا دُفِنَ حيث يُقبَضُ رُوحُهُ».

(صحيح) (ابن سعد) عن ابن أبي مليكة مرسلاً أحكام الجنائز ١٣٧

٥٦٠٦ ـ ١٨٠٨ ـ «ما جعلَ اللَّهُ منِيةَ عبدٍ بأرضٍ، إلا جَعلَ لهُ فيها حاجةً».

(صحيح) (طب، والضياء) عن أسامة بن زيد الصحيحة ١٢٢٢

٥٦٠٧ ـ «ما جَلَسَ قومٌ مجلِساً لم يذكروا الله تعالى فيه، ولم يُصلُّوا على نبِّيهم، إلا كانَ عليهم تِرَةً، فإن شاء عذَّبهم، وإن شاء غَفرَ لهم».

(صحيح) (ت، هـ) عن أبي هريرة، وأبي سعيد الصحيحة ٧٤

٥٦٠٨ ـ ١٨٠٩ ـ «ما جلس قومٌ يذكرونَ الله، إلا حفتهُمُ الملائكةُ، وغَشيتهُمُ الرَّحمة، ونَزلَتْ عليهم السَّكِينة، وَذَكرهمُ اللَّهُ فيمن عِنْدَهُ».

(صحيح) (حب) عن أبي سعيد وأبي هريرة معاً م ٨/٧١[1]

٥٦٠٩ ـ «ما جلسَ قومٌ يذكرون الله تعالى، إلا ناداهم منادٍ من السَّماء: قوموا مغفوراً لكم».

(صحيح) (حم والضياء) عن أنس الصحيحة ٢٢١٠

٥٦١٠ ـ «ما جلسَ قومٌ يذكرون الله تعالى فيقومون حتى يُقالَ لهم:

---

(١) قلت: وتأتي روايته بلفظ: «من نفس عن مؤمن...» برقم (٦٥٧٧).

تفسير الصافي

أو

الصافي في تفسير القرآن

هذا هو الكتاب المستطاب
المسمى بالصافي في تفسير كلام الله الوافي
من تصنيفات المفسر المحدث وزبدة العلماء المجتهدين
جناب الآخوند الملقب بالفيض الكاشاني رحمه الله وفي
[illegible] جناب [illegible] محمد وآله الطاهرين
من الهجرة النبوية
١٢٨٣

ابن الله والقمي عن شهر بن حوشب قال قال لي الحجاج بآية في كتاب الله قد أعيتني فقلت أيها الأمير أية آية هي فقال وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته والله لاذ امر باليهودي
والنصراني فيضرب عنقه ثم ارمقه بعيني فما اراه يحرك شفتيه حتى يخمد فقلت اصلح الله الأمير ليس على ما تأولت قال كيف هو قلت ان عيسى ينزل قبل يوم القيامة الى الدنيا فلا يبقى اهل
ملة يهودي ولا غيره الا آمن به قبل موته ويصلي خلف المهدي قال ويحك انى لك هذا ومن اين جئت به فقلت حدثني به محمد بن علي بن الحسين بن علي بن ابي طالب فقال جئت بها من عين صافية
قال القمي وروي ان رسول الله اذا رجع آمن به الناس كلهم والعياشي عن الباقر في تفسير هذه الآية ليس من احد من جميع الأديان يموت الا رأى رسول الله وامير المؤمنين

[illegible]

الجزء الاول

من تفسير القرآن الجليل المسمى لباب التأويل في معانى التنزيل تأليف الامام
العلامة قدوة الامة وعلم الائمة ناصر الشريعة ومحيي السنة علاء الدين
على بن محمد بن ابراهيم البغدادى الصوفى المعروف
بالخازن تغمده الله برحمته آمين

وبهامشه تفسير الشيخ الاكبر العارف بالله تعالى العلامة محيي الدين عربى
اعاد الله علينا من بركاته آمين

طبعه حسن حلمى الكتبي ومحمد حسن جمالى الحلبي برخصة
نظارة المعارف التى لابد منها فى سنة سبعة عشر
وثلاثمائة والف

(والآخرة) اى واعذبهم فى الآخرة بالنار (ومالهم من ناصرين) يعنى مانعين يمنعونهم من عذابنا (واما الذين آمنوا) يعنى بعيسى عليه السلام وصدقوا بنبوته وانه عبدالله ورسوله وكلمته (وعملوا الصالحات) يعنى عملوا بما فرضت عليهم وشرعت لهم (فيوفيهم اجورهم) يعنى جزاء اعمالهم لا ينقص منه شئ (والله لا يحب الظالمين) اى لا يحب من ظلم غيره حقا له او وضع شيأ فى غير موضعه والمعنى انه تعالى لا يرحمهم ولا يثنى عليهم بجميل ثم قال تعالى (ذلك) يعنى الذين ذكرته لك من اخبار عيسى وامه مريم والحواريين وغير ذلك من القصص (نتلوه عليك) اى نخبرك به يا محمد على لسان جبريل وانما اضاف ما يتلوه جبريل عليه السلام الى نفسه سبحانه وتعالى لانه من عنده وبامره من غير تفاوت اصلا فاضافه اليه (من الآيات) يعنى من القرآن وقيل الآيات يعنى العلامات الدالة على نبوتك يا محمد لانها اخبار لا يعلمها الا من يقرا ويكتب او نبي يوحى اليه وانت امى لا تقرا ولا تكتب فثبت ان ذلك من الوحى السماوى الذى انزل عليك (والذكر الحكيم) اى المحكم الممنوع من الباطل قيل المراد من الذكر الحكيم القرآن لانه حاكم يستفاد منه جميع الاحكام وقيل الذكر الحكيم هو اللوح المحفوظ الذى منه نزلت جميع كتب الله على رسله وهو لوح من درة بيضاء معلق بالعرش *قوله عز وجل (ان مثل عيسى عند الله كمثل آدم خلقه من تراب) الآية اجمع اهل التفسير ان هذه الآية نزلت فى محاجة نصارى وفد نجران قال ابن عباس ان رهطا من اهل نجران قدموا على النبى صلى الله عليه وسلم وكان فيهم السيد والعاقب فقالوا النبى صلى الله عليه وسلم ما شأنك تذكر صاحبنا فقال من هو قالوا عيسى تزعم انه عبدالله فقال النبى صلى الله عليه وسلم اجل انه عبدالله فقالوا له فهل رايت له مثلا او انبئت به ثم خرجوا من عنده فجاءه جبريل عليه السلام فقال له قل لهم اذا اتوك ان مثل عيسى عند الله كمثل آدم خلقه من تراب وقيل ان النبى صلى الله عليه وسلم قال لهم انه عبدالله ورسوله وكلمته القاها الى مريم العذراء البتول فغضبوا وقالوا يا محمد هل رايت انسانا قط من غير اب فانزل الله تعالى ان مثل عيسى عند الله اى فى الخلق والانشاء فى كونه خلقه من غير اب كمثل آدم فى كونه خلقه من تراب من غير اب وام ومعنى الآية ان صفة خلق عيسى من غير اب كصفة آدم فى كونه خلقه من تراب لا من اب وام فمن اقر بان الله خلق آدم من التراب اليابس وهو ابلغ فى القدرة فلم لا يقر بان الله خلق عيسى ابن مريم من غير اب بل الشأن فى خلق آدم اعجب واغرب وتم الكلام عند قوله كمثل آدم لانه تشبيه كامل ثم قال تعالى خلقه من تراب فهو خبر مستأنف على جهة التفسير لحال خلق آدم فى كونه خلقه من تراب اى قدره جسدا من طين (ثم قال له كن) اى انشأه خلقا بالكلمة وكذلك عيسى انشأه خلقا بالكلمة فعلى هذا القول ذكروا فى الآية اشكالا وهو انه تعالى قال خلقه من تراب ثم قال له كن فهذا يقتضى ان يكون خلق آدم متقدما على قوله كن ولا تكوين بعد الخلق واجيب عن هذا الاشكال بان الله تعالى اخبر بانه خلقه من تراب لا من ذكر وانثى ثم ابتدا خبرا آخر فقال انى اخبركم ايضا انى قلت له كن فكان من غير ترتيب فى الخلق كما يكون فى الولادة ويحتمل ان يكون المراد انه تعالى خلقه جسدا من تراب ثم قال له كن بشرا فكان فيصح النظم وقيل الضمير فى قوله كن يرجع الى عيسى عليه السلام وعلى هذا فلا اشكال فى الآية فان قلت كيف شبه عيسى عليه السلام بآدم عليه السلام وقد وجد عيسى من غير اب ووجد آدم من غير اب ولا ام قلت هو مثله فى احد الطرفين فلا يمنع اختصاصه دونه بالطرف الآخر من تشبيهه به لان المماثلة

بينهم وبين الله والهيبة الهوى والشهوات وسائر المفاسد والفتن المانعة اياهم من كمالهم واهتدائهم حرم عليهم (فمن افترى على الله الكذب من بعد ذلك فأولئك هم الظالمون قل صدق الله فاتبعوا ملة ابراهيم حنيفا وما كان من المشركين ان اول بيت وضع للناس) قيل هو اول بيت ظهر على وجه الماء عند خلق السماء والارض خلقه قبل الارض بألفى عام وكان زبدة بيضاء على وجه الماء فدحيت الارض تحته فالبيت اشارة الى القلب الحقيق وظهوره على وجه الماء تعلقه بالنطفة عند سماء الروح الحيوانى وارض البدن وخلقه قبل الارض اشارة الى قدمه وحدوث البدن وتبينه بألفى عام اشارة الى تقدمه على البدن بطورين طور النفس وطور القلب تقدما بالرتبة اذا الف رتبة تامة كما سبقت الاشارة اليه وكونه زبدة بيضاء اشارة الى صفاء جوهره ودحو الارض تحته اشارة الى تكون البدن من تأثير وكون

مشاركة في بعض الاوصاف ولانه شبه به في انه وجد وجودا خارجا عن العادة المستمرة وهما في ذلك نظيران لان الوجود من غير اب وام اغرب في العادة من الوجود من غير اب فشبه الغريب بالاغرب ليكون اقطع للخصم واحسم لمادة شبهته اذا نظر فيما هو اغرب مما استغربه وحكي ان بعض العلماء اسر في بعض بلاد الروم فقال لهم لم تعبدون عيسى قالوا لانه لا اب له قال فآدم اولى لانه لا اب له ولا ام قالوا وكان يحيي الموتى فقال حزقيل اولى لان عيسى احيا اربعة نفر واحيا حزقيل اربعة آلاف قالوا وكان يبرئ الاكمه والابرص قال فجرجيس اولى لانه طبخ واحرق ثم قام سليما * وقوله كن (فيكون) قال ابن عباس معناه كن فكان فأريد بالمستقبل الماضي وقيل معناه ثم قال له كن واعلم يا محمد ان ما قال له ربك كن فانه يكون لا محالة (الحق من ربك) الذي اخبرتك به من تمثيل عيسى بآدم هو الحق من ربك (فلا تكن من الممترين) اي من الشاكين ان ذلك كذلك وهذا خطاب للنبي صلى الله عليه وسلم والمراد به امته لانه صلى الله عليه وسلم لم يشك قط فهو كقوله تعالى يا ايها النبي اذا طلقتم النساء والمعنى فلا تكن من الممترين يا ايها السامع كائنا من كان لهذا التمثيل والبرهان الذي ذكر فهو من باب التهييج لزيادة الثبات والطمأنينة * قوله عز وجل (فمن حاجك فيه) اي فمن جادلك في عيسى وقيل في الحق (من بعد ما جاءك من العلم) يعني بان عيسى عبد الله ورسوله (فقل تعالوا) اي هلموا والمراد منه المجيء واصله من العلو بالراي والعزم كما تقول تعالى نتفكر هذه المسئلة (ندع ابناءنا وابناءكم) اي يدع كل منا ومنكم ابناءه (ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم) قيل اراد بالابناء الحسن والحسين وبالنساء فاطمة وبالنفس نفسه صلى الله عليه وسلم وعليا رضي الله عنه وقيل هو على العموم لجماعة اهل الدين (ثم نبتهل) قال ابن عباس نتضرع في الدعاء وقيل معناه نجتهد ونبالغ في الدعاء وقيل معناه نلتعن والابتهال الالتعان يقال عليه بهلة الله اي لعنة الله (فنجعل لعنة الله على الكاذبين) يعني منا ومنكم في امر عيسى قال المفسرون لما قرا رسول الله صلى الله عليه وسلم هذه الآية على وفد نجران ودعاهم الى المباهلة قالوا حتى نرجع وننظر في امرنا ثم نأتيك غدا فلما خلا بعضهم ببعض قالوا للعاقب وكان كبيرهم وصاحب رايهم ما ترى يا عبد المسيح قال لقد عرفتم يا معشر النصارى ان محمدا نبي مرسل ولئن فعلتم ذلك لتهلكن فان ابيتم الا الاقامة على ما انتم عليه من القول في صاحبكم فوادعوا الرجل وانصرفوا الى بلادكم فأتوا رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد احتضن الحسين واخذ بيد الحسن وفاطمة تمشي خلفه وعلي يمشي خلفها والنبي صلى الله عليه وسلم يقول لهم اذا دعوت فامنوا فلما رآهم اسقف نجران قال يا معشر النصارى اني لارى وجوها لو سالوا الله ان يزيل جبلا لازاله من مكانه فلا تبتهلوا فتهلكوا ولا يبقى على وجه الارض نصراني الى يوم القيامة فقالوا يا ابا القاسم قد راينا ان لا نباهلك وان نتركك على دينك وتتركنا على ديننا فقال لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم فان ابيتم المباهلة فاسلموا يكن لكم ما للمسلمين وعليكم ما عليهم فابوا ذلك فقال اني اناجزكم فقالوا ما لنا بحرب طاقة ولكنا نصالحك على ان لا تغزونا ولا تخيفنا ولا ترد نا عن ديننا وان نؤدي اليك في كل سنة الفي حلة الف في صفر والف في رجب زاد في رواية وثلاثا وثلاثين درعا عادية وثلاثا وثلاثين بعيرا واربعا وثلاثين فرسا غازية فصالحهم رسول الله صلى الله عليه وسلم على ذلك وقال والذي نفسي بيده ان العذاب تدلى على اهل نجران ولو تلاعنوا لمسخوا قردة وخنازير ولاضطرم عليهم الوادي نارا ولاستأصل الله نجران واهله حتى الطير على الشجر ولما حال الحول على النصارى

اشكاله وتخطيطاته وصور اعضائه تابعة لهيآته فهذا تأويل الحكاية واعلم ان محل تعلق الروح بالبدن واتصال القلب الحقيقي به اولا هو القلب الصوري وهو اول ما يتكون من الاعضاء واول عضو يتحرك وآخر عضو يسكن فيكون اول بيت وضع للناس (للذي ببكة) الصدور صورة او اول متعبد ومسجد وضع للناس للقلب الحقيقي الذي ببكة الصدور المعنوي وذلك الصدور اشرف مقام من النفس وموضع ازدحامات القوى المتوجهة اليه (مباركا) ذا بركة الهية من الفيض المتصل منه بجميع الوجود والقوة والحياة فان جميع القوى التي في الاعضاء تسري منه اولا اليها (وهدى للعالمين) سبب هداية ونور يهتدى به الى الله (فيه آيات بينات) من العلوم والمعارف والحكم والحقائق (مقام ابراهيم) اي العقل الذي هو موضع قدم ابراهيم الروح يعني محل اتصال نوره من القلب (ومن دخله) من السالكين والمتحيرين في بيداء الجهالات (كان آمنا) من اغوا سعالي المتخيلة وعفاريت احاديث

صحيح البخاري

المسمى:

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري
رحمه الله تعالى
١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة "السلطانية" المعتمدة على النسخة اليونينية،
ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً "للمعجم المفهرس" و"تحفة الأشراف"

اعتنى به
أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﵄ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تُحْشَرُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلاً، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ﴾ [الأنبياء: ١٠٤]. فَأَوَّلُ مَنْ يُكْسَى إِبْرَاهِيمُ، ثُمَّ يُؤْخَذُ بِرِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِي ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ، فَأَقُولُ: أَصْحَابِي، فَيُقَالُ: إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ، فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ: ﴿وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾ ـ إِلَى قَوْلِهِ ـ ﴿الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾». [المائدة: ١١٧، ١١٨].

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: ذُكِرَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ، عَنْ قَبِيصَةَ قَالَ: هُمُ الْمُرْتَدُّونَ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ، فَقَاتَلَهُمْ أَبُو بَكْرٍ ﵁. [طرفه في: ٣٣٤٩].

٤٩/ ٥٠ ـ باب نُزُولُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

٣٤٤٨ ـ حدثنا إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ: سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ ﵁ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَماً عَدْلاً، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ، وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ، وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ، حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا». ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَاقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾ [النساء: ١٥٩]. [طرفه في: ٢٢٢٢].

٣٤٤٩ ـ حدثنا ابْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ، وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ». تَابَعَهُ عُقَيْلٌ وَالْأَوْزَاعِيُّ. [مسلم: كتاب الإيمان، باب نزول عيسى بن مريم حاكماً بشريعة نبينا محمد ﷺ، رقم: ١٥٥]. [طرفه في: ٢٢٢٢].

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

٥٠/ ٥١ ـ باب ما ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ

٣٤٥٠ ـ حدثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ: قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو لِحُذَيْفَةَ: أَلَا تُحَدِّثُنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ: «إِنَّ مَعَ الدَّجَّالِ إِذَا خَرَجَ مَاءً وَنَاراً، فَأَمَّا الَّذِي يَرَى النَّاسُ أَنَّهَا النَّارُ فَمَاءٌ بَارِدٌ، وَأَمَّا الَّذِي يَرَى النَّاسُ أَنَّهُ مَاءٌ بَارِدٌ فَنَارٌ تُحْرِقُ، فَمَنْ أَدْرَكَ مِنْكُمْ فَلْيَقَعْ فِي الَّذِي يَرَى أَنَّهَا نَارٌ، فَإِنَّهُ عَذْبٌ بَارِدٌ». [الحديث ٣٤٥٠ ـ طرفه في: ٧١٣٠].

٣٤٥١ ـ قَالَ حُذَيْفَةُ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «إِنَّ رَجُلاً كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، أَتَاهُ الْمَلَكُ لِيَقْبِضَ رُوحَهُ، فَقِيلَ لَهُ: هَلْ عَمِلْتَ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ: مَا أَعْلَمُ، قِيلَ لَهُ: انْظُرْ، قَالَ: مَا أَعْلَمُ شَيْئاً غَيْرَ أَنِّي كُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا وَأُجَازِيهِمْ، فَأُنْظِرُ الْمُوسِرَ وَأَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ، فَأَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ». [طرفه في: ٢٠٧٧].

٣٤٥٢ ـ فَقَالَ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «إِنَّ رَجُلاً حَضَرَهُ الْمَوْتُ، فَلَمَّا يَئِسَ مِنَ الْحَيَاةِ أَوْصَى أَهْلَهُ: إِذَا أَنَا مُتُّ فَاجْمَعُوا لِي حَطَباً كَثِيراً، وَأَوْقِدُوا فِيهِ نَاراً، حَتَّى إِذَا أَكَلَتْ لَحْمِي وَخَلَصَتْ إِلَى عَظْمِي فَامْتُحِشَتْ، فَخُذُوهَا فَاطْحَنُوهَا، ثُمَّ انْظُرُوا يَوْماً رَاحاً فَاذْرُوهُ فِي الْيَمِّ، فَفَعَلُوا، فَجَمَعَهُ فَقَالَ لَهُ: لِمَ فَعَلْتَ ذَلِكَ؟ قَالَ: مِنْ خَشْيَتِكَ، فَغَفَرَ اللهُ لَهُ».

قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو: وَأَنَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ ذَاكَ: «وَكَانَ نَبَّاشاً». [مسلم: كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب ذكر الدجال وصفته وما معه، رقم: ٢٩٣٤، ٢٩٣٥]. [الحديث ٣٤٥٢ ـ طرفاه في: ٣٤٧٩، ٦٤٨٠].

٣٤٥٣، ٣٤٥٤ ـ حدثني بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنِي مَعْمَرٌ وَيُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ عَائِشَةَ وَابْنَ عَبَّاسٍ ﵃ قَالَا: لَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ، طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً عَلَى وَجْهِهِ، فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ، فَقَالَ وَهُوَ كَذَلِكَ: «لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ». يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوا. [طرفه في: ٤٣٦، ٤٣٧].

٣٤٥٥ ـ حدثني مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ، قَالَ: قَاعَدْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ خَمْسَ سِنِينَ، فَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ». قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: «فُوا

بِبَيعَةِ الأَوَّلِ فَالأَوَّلِ، أَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ، فَإِنَّ اللهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعاهُمْ». [مسلم: كتاب الإمارة، باب وجوب الوفاء ببيعة الخلفاء الأول فالأول، رقم: ١٨٤٢].

٣٤٥٦ ـ حدثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قالَ: حَدَّثَني زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ عَطاءِ بْنِ يَسارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْراً بِشِبْرٍ، وَذِراعاً بِذِراعٍ، حَتَّى لَوْ سَلَكُوا جُحْرَ ضَبٍّ لَسَلَكْتُمُوهُ». قُلْنا: يا رَسُولَ اللهِ، اليَهُودَ وَالنَّصارَى؟ قالَ: «فَمَنْ». [الحديث ٣٤٥٦ ـ طرفه في: ٧٣٢٠].

٣٤٥٧ ـ حدثنا عِمْرانُ بْنُ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الوارِثِ: حَدَّثَنا خالِدٌ، عَنْ أَبِي قِلابَةَ، عَنْ أَنَسٍ ﷺ قالَ: ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوسَ، فَذَكَرُوا اليَهُودَ وَالنَّصارَى، فَأُمِرَ بِلالٌ: أَنْ يَشْفَعَ الأَذانَ، وَأَنْ يُوتِرَ الإِقامَةَ. [طرفه في: ٦٠٣].

٣٤٥٨ ـ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنا سُفْيانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عائِشَةَ ﷺ: كانَتْ تَكْرَهُ أَنْ يَجْعَلَ يَدَهُ في خاصِرَتِهِ، وَتَقُولُ: إِنَّ اليَهُودَ تَفْعَلُهُ. تابَعَهُ شُعْبَةُ، عَنِ الأَعْمَشِ.

٣٤٥٩ ـ حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا لَيْثٌ، عَنْ نافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «إِنَّما أَجَلُكُمْ في أَجَلِ مَنْ خَلا مِنَ الأُمَمِ، ما بَيْنَ صَلاةِ العَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ، وَإِنَّما مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ اليَهُودِ وَالنَّصارَى، كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالاً، فَقالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي إِلَى نِصْفِ النَّهارِ عَلَى قِيراطٍ قِيراطٍ، فَعَمِلَتِ اليَهُودُ إِلَى نِصْفِ النَّهارِ عَلَى قِيراطٍ قِيراطٍ، ثُمَّ قالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهارِ إِلَى صَلاةِ العَصْرِ عَلَى قِيراطٍ قِيراطٍ؟ فَعَمِلَتِ النَّصارَى من نِصْفِ النَّهارِ إِلَى صَلاةِ العَصْرِ على قِيراطٍ قِيراطٍ، ثُمَّ قالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ صَلاةِ العَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِيراطَيْنِ قِيراطَيْنِ؟ أَلا، فَأَنْتُمُ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ مِنْ صَلاةِ العَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ، عَلَى قِيراطَيْنِ قِيراطَيْنِ، أَلا لَكُمُ الأَجْرُ مَرَّتَيْنِ، فَغَضِبَتِ اليَهُودُ وَالنَّصارَى، فَقالُوا: نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلاً، وَأَقَلُّ عَطاءً، قالَ اللهُ: هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئاً؟ قالُوا: لا، قالَ: فَإِنَّهُ فَضْلِي أُعْطِيهِ مَنْ شِئْتُ». [طرفه في: ٥٥٧].

٣٤٦٠ ـ حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنا سُفْيانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ طاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ ﷺ يَقُولُ: قاتَلَ اللهُ فُلاناً، أَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «لَعَنَ اللهُ اليَهُودَ، حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَجَمَلُوها فَباعُوها». تابَعَهُ جابِرٌ، وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [طرفه في: ٢٢٢٣].

٣٤٦١ ـ حدثنا أَبُو عاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ: أَخْبَرَنا الأَوْزاعِيُّ: حَدَّثَنا حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي كَبْشَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً، وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرائِيلَ وَلا حَرَجَ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

٣٤٦٢ ـ حدثنا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قالَ: حَدَّثَني إِبْراهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهابٍ قالَ: قالَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: إِنَّ أَبا هُرَيْرَةَ ﷺ قالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «إِنَّ اليَهُودَ وَالنَّصارَى لا يَصْبُغُونَ، فَخالِفُوهُمْ». [مسلم: كتاب اللباس والزينة، باب مخالفة اليهود في الصبغ، رقم: ٢١٠٣]. [الحديث ٣٤٦١ ـ طرفه في: ٥٨٩٩].

٣٤٦٣ ـ حدثني مُحَمَّدٌ قالَ: حَدَّثَني حَجَّاجٌ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ، عَنِ الحَسَنِ: حَدَّثَنا جُنْدُبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ في هذا المَسْجِدِ، وَما نَسِينا مُنْذُ حَدَّثَنا وما نَخْشى أَنْ يَكُونَ جُنْدُبٌ كَذَبَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كانَ فِيمَنْ كانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهِ جُرْحٌ، فَجَزِعَ، فَأَخَذَ سِكِّيناً فَحَزَّ بِها يَدَهُ، فَما رَقَأَ الدَّمُ حَتَّى ماتَ، قالَ اللهُ تَعالَى: بادَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ، حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الجَنَّةَ». [طرفه في: ١٣٦٤].

٥١/٥١ ـ باب حَدِيثُ أَبْرَصَ وَأَعْمَى وَأَقْرَعَ في بَنِي إِسْرائِيلَ

٣٤٦٤ ـ حدثني أَحْمَدُ بْنُ إِسْحاقَ: حَدَّثَنا عَمْرُو بْنُ عاصِمٍ: حَدَّثَنا هَمَّامٌ: حَدَّثَنا إِسْحاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قالَ: حَدَّثَني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ: أَنَّ أَبا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ ح. وَحَدَّثَني مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجاءٍ: أَخْبَرَنا هَمَّامٌ، عَنْ إِسْحاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ قالَ: أَخْبَرَني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ: أَنَّ أَبا هُرَيْرَةَ ﷺ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ ثَلاثَةً في بَنِي إِسْرائِيلَ: أَبْرَصَ وَأَقْرَعَ وَأَعْمَى، بَدا لِلَّهِ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكاً، فَأَتَى الأَبْرَصَ فَقالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قالَ: لَوْنٌ حَسَنٌ، وَجِلْدٌ حَسَنٌ، قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ، قالَ: فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ، فَأُعْطِيَ لَوْناً حَسَناً، وَجِلْداً حَسَناً، فَقالَ: أَيُّ المالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قالَ: الإِبِلُ ـ أَوْ قالَ: البَقَرُ، هُوَ شَكَّ في ذٰلِكَ: إِنَّ الأَبْرَصَ وَالأَقْرَعَ: قالَ أَحَدُهُما الإِبِلُ، وَقالَ

صحيح البخاري

المسمى:

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

رحمه الله تعالى

١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة "السلطانية" المعتمدة على النسخة اليونينية،
ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً للمعجم المفهرس "وتحفة الأشراف"

اعتنى به

أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «خُفِّفَ عَلَى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْقُرْآنُ، فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَوَابِّهِ فَتُسْرَجُ، فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَبْلَ أَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهُ، وَلَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهِ». رَوَاهُ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ صَفْوَانَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [طرفه في: ٢٠٧٣].

٣٤١٨ - حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ، وَأَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو رضي الله عنهما قَالَ: أُخْبِرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنِّي أَقُولُ: وَاللهِ لأَصُومَنَّ النَّهَارَ، وَلأَقُومَنَّ اللَّيْلَ ما عِشْتُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنْتَ الَّذِي تَقُولُ: واللهِ لأَصُومَنَّ النَّهَارَ وَلأَقُومَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ؟» قُلْتُ: قَدْ قُلْتُهُ، قَالَ: «إِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ، فَصُمْ وَأَفْطِرْ، وَقُمْ وَنَمْ، وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ». فَقُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: «فَصُمْ يَوْماً وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ». قَالَ: قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «فَصُمْ يَوْماً وَأَفْطِرْ يَوْماً، وَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ، وَهُوَ عَدْلُ الصِّيَامِ». قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْهُ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: «لَا أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ». [طرفه في: ١١٣١].

٣٤١٩ - حدثنا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ: حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَمْ أُنَبَّأْ أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ»؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: «فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتِ الْعَيْنُ، وَنَفِهَتِ النَّفْسُ، صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَذٰلِكَ صَوْمُ الدَّهْرِ، أَوْ كَصَوْمِ الدَّهْرِ». قُلْتُ: إِنِّي أَجِدُ بِي - قَالَ مِسْعَرٌ: يَعْنِي قُوَّةً - قَالَ: «فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَكَانَ يَصُومُ يَوْماً وَيُفْطِرُ يَوْماً، وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى». [طرفه في: ١١٣١].

٣٨/ ٣٩ - باب أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللهِ صَلَاةُ دَاوُدَ، وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ صِيَامُ دَاوُدَ: كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ. وَيَصُومُ يَوْماً وَيُفْطِرُ يَوْماً

قَالَ عَلِيٌّ: وَهُوَ قَوْلُ عَائِشَةَ: ما أَلْفَاهُ السَّحَرُ عِنْدِي إِلَّا نَائِماً.

٣٤٢٠ - حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ الثَّقَفِيِّ: سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ صِيَامُ دَاوُدَ: كَانَ يَصُومُ يَوْماً وَيُفْطِرُ يَوْماً، وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللهِ صَلَاةُ دَاوُدَ: كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ». [طرفه في: ١١٣١].

٣٩/ ٤٠ - باب

﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَفَصْلَ الْخِطَابِ﴾ [ص: ١٧ - ٢٠]

قَالَ مُجَاهِدٌ: الْفَهْمُ فِي الْقَضَاءِ ﴿وَلَا تُشْطِطْ﴾ لَا تُسْرِفْ ﴿وَاهْدِنَا إِلَى سَوَاءِ الصِّرَاطِ إِنَّ هَذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً﴾، يُقَالُ لِلْمَرْأَةِ نَعْجَةٌ، وَيُقَالُ لَهَا أَيْضاً شَاةٌ، ﴿وَلِيَ نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا﴾ [ص: ٢٢، ٢٣] مِثْلُ ﴿وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا﴾ [آل عمران: ٣٧] ضَمَّهَا. ﴿وَعَزَّنِي﴾ غَلَبَنِي، صَارَ أَعَزَّ مِنِّي، أَعْزَزْتُهُ جَعَلْتُهُ عَزِيزاً ﴿فِي الْخِطَابِ﴾ يُقَالُ الْمُحَاوَرَةُ ﴿قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَى نِعَاجِهِ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْخُلَطَاءِ﴾ الشُّرَكَاءِ ﴿لَيَبْغِي - إِلَى قَوْلِهِ - أَنَّمَا فَتَنَّاهُ﴾ [ص: ٢٣ - ٢٤]. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اخْتَبَرْنَاهُ، وَقَرَأَ عُمَرُ: فَتَّنَّاهُ، بِتَشْدِيدِ التَّاءِ ﴿فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ﴾ [ص: ٢٤].

٣٤٢١ - حدثنا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: سَمِعْتُ الْعَوَّامَ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَسْجُدُ فِي ﴿ص﴾؟ فَقَرَأَ: ﴿وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ - حتى أتى - فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ [الأنعام: ٨٤ - ٩٠] فَقَالَ: نَبِيُّكُمْ ﷺ مِمَّنْ أُمِرَ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِمْ. [الحديث ٣٤٢١ - أطرافه في: ٤٦٣٢، ٤٨٠٦، ٤٨٠٧].

٣٤٢٢ - حدثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: لَيْسَ ﴿ص﴾ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُودِ، وَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْجُدُ فِيهَا. [طرفه في: ١٠٦٩].

٤٠/ ٤١ - باب قَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

﴿وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝٣٠﴾ الرَّاجِعُ الْمُنِيبُ.

وَقَوْلُهُ: ﴿هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي﴾ [ص: ٣٥]، وَقَوْلُهُ: ﴿وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ﴾

سیرت ابن ہشام (اردو) جلد 2 صفحہ 341 حضور کو حضرت ابراہیم کی پیروی

مِنهاجُ السُّنةِ النَّبويَّة

لابن تيمية

أبي العباس تقي الدين أحمد بن عبد الحليم

تحقيق

الدكتور محمد رشاد سالم

الجزء الأول

وهذا يبين أن الأئمة هم الأمراء ولاة الأمور، وأنه يُكره ويُنكر ما يأتونه من معصية الله، ولا تنزع[1] اليد من طاعتهم، بل يطاعون فى طاعة الله، وأن منهم خياراً وشراراً، من يُحَب ويُدعى له ويُحب الناس ويدعو لهم، ومن يبغض ويدعو على الناس ويبغضونه ويدعون عليه.

وفى الصحيحين[2] [عن أبى هريرة][3]، عن النبى صلى الله عليه وسلم، قال: «كانت بنو إسرائيل تسوسهم الأنبياء، كلما هلك نبى خلفه نبى، وإنه لا نبى بعدى، وستكون خلفاء فتكثر[4]. قالوا: فما تأمر؟ قال: «فُوا ببيعة الأول فالأول، وأعطوهم حقهم، فإن الله سائلهم عما استرعاهم[5]». فقد أخبر أن بعده خلفاء كثيرين[6]، وأمر أن يوفى ببيعة

= على الأمراء فيما يخالف الشرع..)؛ سنن أبى داود ٤/٣٣٣ - ٣٣٤ (كتاب السنة، باب فى قتل الخوارج)؛ سنن الترمذى ٣/٣٦١ (كتاب الفتن، باب منه)؛ المسند (ط. الحلبى) ٦/٢٩٥، ٣٠٢، ٣٠٥، ٣٢١.

(١) ا، ب: ولا تنزعن.

(٢) ن، م: وفى الصحيح.

(٣) عن أبى هريرة: ساقطة من (ن)، (م).

(٤) فى (ن): وتنكر، (م): تنكر؛ وفى صحيح مسلم (٣/١٤٧١): وتكثر. ويقول النووى فى شرحه على مسلم (١٢/٢٣١): فتكثر بالثاء المثلثة من الكثرة وهذا هو الصواب المعروف. قال القاضى: وضبطه بعضهم فتكبر بالباء الموحدة كأنه من إكبار قبيح فعالهم، وهذا تصحيف. وفى صحيح البخارى (٤/١٦٩): فيكثرون.

(٥) الحديث عن أبى هريرة رضى الله عنه فى: البخارى ٤/١٦٩ (كتاب الأنبياء، باب ما ذكر عن بنى إسرائيل)؛ مسلم ٣/١٤٧١ (كتاب الإمارة، باب وجوب الوفاء ببيعة الخلفاء..)؛ سنن ابن ماجه ٢/٩٥٨ - ٩٥٩ (كتاب الجهاد، باب الوفاء بالبيعة)؛ المسند (ط. المعارف) ١٥/١٠٩ - ١١٠.

(٦) ن: تنكر؛ م: ينكرون؛ ا: كثيرون. والمثبت من (ب).

مختصر

منهاج السنة

لأبي العباس شيخ الإسلام أحمد بن تيمية

رحمه الله

«وقد اتهم طائفة من أتباع الأئمة بالميل إلى نوع من الاعتزال ولم يعلم عن أحد منهم أنه اتهم بالرفض لبعد الرفض عن طريقة أهل العلم» .

(ابن تيمية)

اختصره

الشيخ عبد الله الغنيمان

المدرس بقسم الدراسات العليا بالجامعة الإسلامية
بالمدينة المنورة

الجزء الأول

دار الأرقم

برمنجهام . بريطانيا

نوري وخلقت عليًّا من نورك فاطلعت عَلَى سرائر قلبك، فلم أجد إلى قلبك أحبَّ من عليّ، فخاطبتك بلسانه كيما يطمئن قلبك.

وعن ابن عباس قال: قال رسول الله ﷺ: لو أن الرياض أقلام، والبحر مداد، والجنّ حسّاب، والإنس كتّاب ما أحصوا فضائل عليّ بن أبي طالب.

وبالإسناد قال: قال رسول الله ﷺ: إن الله تعالى جعل الأجر عَلَى فضائل عليّ لا يُحصى كثرة، فمن ذكر فضيلة من فضائله مقرًّا بها غفر الله له ما تقدّم من ذنبه وما تأخر، ومن كتب فضيلة من فضائله لم تزل الملائكة تستغفر له ما بقى لتلك الكتابة رسم، ومن استمع فضيلة من فضائله غفر الله له الذنوب التي اكتسبها بالاستماع، ومن نظر إلى كتاب من فضائله غفر الله له الذنوب التي اكتسبها بالنظر، ثم قال: النظر إلى وجه أمير المؤمنين عليّ عبادة، وذكره عبادة، لا يقبل الله إيمان عبدٍ إلاّ بولايته والبراءة من أعدائه.

وعن حكيم بن حزام عن أبيه عن جده عن النبي ﷺ أنه قال: لَمُبارزة عليّ لعمرو بن عبد ودّ يوم الخندق أفضل من عمل أمتي إلى يوم القيامة.

وعن سعد بن أبي وقاص قال: أمر معاوية بن أبي سُفيان سعداً بالسبّ فأبى، فقال: ما منعك أن تسبّ عليّ بن أبي طالب؟ قال: ثلاث قالهن رسول الله ﷺ فلن أسبّه، لأن يكون لي واحدة منهن أحبّ إليّ من حمر النعم: سمعت رسول الله ﷺ يقول لعليّ وقد خلّفه في بعض مغازيه، فقال له عليّ: تخلفني مع النساء والصبيان؟ فقال له رسول الله ﷺ: أما ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى؟ إلا أنه لا نبي بعدي. وسمعته يقول يوم خيبر: لأعطين الراية رجلاً يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله. قال: فتطاولنا، فقال: ادعوا لي عليًّا، فأتاه وبه رمد، فبصق في عينيه ودفع الراية إليه، ففتح الله عليه. وأنزلت هذه الآية: ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ﴾[1]. دعا رسول الله ﷺ عليًّا وفاطمة والحسن والحسين فقال: «هؤلاء أهلي».

والجواب: أن أخطب خوارزم هذا له مصنّف في هذا الباب فيه من الأحاديث المكذوبة مالا يخفى كذبه على من له أدنى معرفة بالحديث، فضلاً عن علماء الحديث، وليس هو من علماء الحديث ولا ممن يُرجع إليه في هذا الشأن البتة. وهذه الأحاديث مما يعلم أهل المعرفة بالحديث أنها من المكذوبات. وهذا الرجل قد ذكر أنه يذكر ما هو صحيح عندهم، ونقلوه في المعتمد من قولهم وكتبهم، فكيف يذكر ما أجمعوا على أنه كذب موضوع، ولم يُرو في شيء من كتب الحديث المعتمدة، ولا صححه أحد من أئمة الحديث.

---

(١) الآية ٦١ من سورة آل عمران.

فالعشرة الأول كلها كذب إلى آخر حديث : قتله لعمرو بن عبد ودّ. وأما حديث سعد لما أمره معاوية بالسبّ فأبى، فقال : ما منعك أن تسبّ عليّ بن أبي طالب؟ فقال : ثلاث قالهن رسول الله ﷺ فلن أسبّه، لأن يكون لي واحدة منهن أحب إليّ من حمر النعم . . الحديث. فهذا حديث صحيح رواه مسلم في صحيحه[1] وفيه ثلاث فضائل لعليّ لكن ليست من خصائص الأئمة ولا من خصائص عليّ، فإن قوله وقد خلّفه في بعض مغازيه فقال له عليّ : يارسول الله تخلّفني مع النساء والصبيان؟ فقال له رسول الله ﷺ : أما ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى؟ إلا أنه لا نبي بعدي، ليس من خصائصه؛ فإنه استخلف عَلَى المدينة غير واحد، ولم يكن هذا الاستخلاف أكمل من غيره. ولهذا قال له عليّ : أتخلفني مع النساء والصبيان؟ لأن النبي ﷺ كان في كل غزاة يترك بالمدينة رجالا من المهاجرين والأنصار، إلا في غزوة تبوك فإنه أمر المسلمين جميعهم بالنفير، فلم يتخلف بالمدينة إلا عاصٍ أو معذور غير النساء والصبيان. ولهذا كره عليّ الاستخلاف، وقال : أتخلفني مع النساء والصبيان؟ يقول تتركني مخلفا لا تستصحبني معك؟ فبيّن له النبي ﷺ أن الاستخلاف ليس نقصا ولا غضاضة؛ فإن موسى استخلف هارون على قومه لأمانته عنده، وكذلك أنت استخلفتك لأمانتك عندي، لكن موسى استخلف نبيًا وأنا لا نبي بعدي. وهذا تشبيه في أصل الاستخلاف، فإن موسى استخلف هارون على جميع بنى إسرائيل، والنبي ﷺ استخلف عليًا على قليل من المسلمين، وجمهورهم استصحبهم في الغزاة. وتشبيهه بهارون ليس بأعظم من تشبيه أبي بكر وعمر : هذا بإبراهيم وعيسى، وهذا بنوح وموسى؛ فإن هؤلاء الأربعة أفضل من هارون، وكل من أبي بكر وعمر شبه باثنين لا بواحد، فكان هذا التشبيه أعظم من تشبيه عليّ، مع أن استخلاف عليّ له فيه اشباه وأمثال من الصحابة .

وهـذا التشبيه ليس لهذين فيه شبيه، فلم يكن الاستخلاف من الخصائص، ولا التشبيه بنبي في بعض أحواله من الخصائص .

وكـذلـك قولـه : «لأعطين الراية رجلاً يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله قال : فتطاولنا، فقال : ادعوا لي عليًا، فأتاه وبه رمد، فبصق في عينيه ودفع الراية إليه، ففتح الله على يديه. وهذا الحديث أصح ما رُوى لعليّ من الفضائل، أخرجاه في الصحيحين من غير وجه. وليس هذا الوصف مختصًا بالأئمة ولا بعليّ؛ فإن الله ورسوله يحب كل مؤمن تقى، وكل مؤمن تقى يحب الله ورسوله، لكن هذا الحديث من أحسن ما يُحتج به على النواصب

(١) انظر مسلم جـ ٤ ص ١٨٧١ .

الذين يتبرؤون منه ولا يتولونه ولا يحبونه، بل قد يكفِّرونه أو يفسقونه كالخوارج ؛ فإن النبي ﷺ شهد له بأنه يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله .

لكن هذا الاحتجاج لا يتم على قول الرافضة الذين يجعلون النصوص الدالة على فضائل الصحابة كانت قبل ردتهم ؛ فإن الخوارج تقول في عليّ مثل ذلك، لكن هذا باطل، فإن الله ـ ورسوله ـ لا يطلق هذا المدح على من يعلم أنه يموت كافرا. وهو كذلك حجة على بعض أهل الأهواء من المعتزلة وغيرهم، وبعض المروانية ومن كان على هواهم، الذين كانوا يبغضونه ويسبّونه .

وكذلك حديث المباهلة شركه فيه فاطمة وحسن وحسين، كما شركوه في حديث الكساء، فعُلم أن ذلك لا يختص بالرجال ولا بالذكور ولا بالأئمة، بل يشركه فيه المرأة والصبي، فإن الحسن والحسين كانا صغيرين عند المباهلة، فإن المباهلة كانت لما قدم وفد نجران بعد فتح مكة سنة تسع أو عشر، والنبي ﷺ مات ولم يكمل الحسين سبع سنين، والحسن أكبر منه بنحو سنة، وإنما دعا هؤلاء لأنه أمر أن يدعو كل واحد من الأقربين : الأبناء والنساء والأنفس، فيدعو الواحد من أولئك : ابناءه ونساءه، وأخص الرجال به نسباً .

وهؤلاء أقرب الناس إلى النبي ﷺ نسبا، وإن كان غيرهم أفضل منهم عنده، فلم يؤمر أن يدعو أفضل أتباعه، لأن المقصود أن يدعو كل واحد منهم أخصّ الناس به، لما في جبلة الإنسان من الخوف عليه وعلى ذوي رحمه الأقربين إليه، ولهذا خصهم في حديث الكساء .

والدعاء لهم والمباهلة مبناها على العدل، فأولئك أيضاً يحتاجون أن يدعوا أقرب الناس إليهم نسبا، وهم يخافون عليهم مالا يخافون على الأجانب، ولهذا امتنعوا عن المباهلة، لعلمهم بأنه على الحق، وأنهم إذا باهلوه حقت عليهم بهلة الله وعلى الأقربين إليهم، بل قد يحذر الإنسان على ولده ما لا يحذره على نفسه .

فإن قيل : فإذا كان ما صح من فضائل عليّ رضي الله عنه، كقوله ﷺ : «لأعطين الراية رجلاً يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله»، وقوله : «أما ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى»، وقوله : اللهم هؤلاء أهل بيتي فأذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا» ليس من خصائصه، بل له فيه شركاء، فلماذا تمنىّ بعض الصحابة أن يكون له ذلك، كما روى عن سعد وعن عمر ؟

وما ينطق عن الهوى إن هو إلا وحي يوحى

الحمد لله الذي وفق بلطفه العميم بطبع هذا الكتاب الذي بركته من البركات آية من الآيات المستمرة

تأليف الإمام الحافظ وحيد عصره في بلده ... أبي بكر أحمد بن ...

كتاب الأسماء والصفات

وقد اعتنى بطبعه العبد المسكين الراجي لرحمة ربه محمد محي الدين الجعفري الزيبي غفر الله له ولآبائه أجمعين

وتشرف بطبعه المطبع المسمى بنور احمدي الواقع

كتاب الاسماء والصفات

للامام الحافظ وحيد عصره فريد دهره ابي بكر احمد بن الحسين
بن علي البيهقي رحمه الله تعالى وشكر الله سعيه آمين

مولده سنة ٣٨٤ﻫ وتوفي بنيسابور
١٠ جمادى الاولى من سنة ٤٥٨ﻫ
وحمل تابوته الى
بيهق

الطبعة الاولى
في المطبع المسمى بانوار احمدي باله آباد
الواقع في الهند
سنة ١٣١٣ هجرية

ما يرون ان الله عز وجل عصاه مخلوق رضراضهم الدر والياقوت وجبالهم الذهب و
الفضة لا يحرثون ولا يزرعون ولا يعملون عملا لهم شجر على ابوابهم لها ثمر هي طعامهم وشجرها
اوراق عراض هي لباسهم **اخبرنا** ابو عبد الله الحافظ قال انا احمد بن يعقوب الثقفي قال
ثنا عبيد بن غنام النخعي قال انا علي بن حكيم قال ثنا شريك عن عطاء بن السائب عن
ابي الضحى عن ابن عباس رضي الله عنهما انه قال الله الذي خلق سبع سموات ومن الارض
مثلهن قال سبع ارضين في كل ارض نبي كنبيكم وآدم كآدم ونوح كنوح وابرهيم كابرهيم وعيسى
كعيسى **واخبرنا** ابو عبد الله الحافظ قال انا عبد الرحمن بن الحسن قال ثنا ابرهيم بن الحسين
قال ثنا آدم بن ابي اياس قال ثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن ابي الضحى عن ابن عباس رضي الله عنهما
في قوله عز وجل خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن قال في كل ارض نحو ابرهيم عليه السلام
اسناد هذا عن ابن عباس رضي الله عنهما صحيح وهو شاذ بمرة لا اعلم لابي الضحى عليه متابعا
والله اعلم **اخبرنا** ابو زكريا بن ابي اسحق قال انا ابو عبد الله بن ابي يعقوب قال ثنا محمد بن
عبد الوهاب قال انا جعفر بن عون قال انا اسامة بن زيد عن معاذ عن عبد الله بن حبيب
قال رايت ابن عباس رضي الله عنهما يسأل تبيعا هل سمعت كعبا يذكر السحاب بشيء قال
سمعت كعبا يقول ان السحاب غربال للمطر ولولا السحاب لافسد المطر ما يقع عليه قال صدقت
وانا قد سمعته قال وسمعت كعبا يذكر ان الارض تنبت العام نبتا وقابل غيره قال نعم قال و
سمعت كعبا يقول ان البذر يعني بذر الحشائش ينزل مع المطر فيخرج في الارض قال نعم
صدقت وانا قد سمعته

باب ما جاء في معنى قول الله عز وجل أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ

وقال ابو عبد الله محمد بن اسمعيل البخاري رحمه الله
في الجامع الصحيح حدثنا الحميدي قال ثنا سفين قال حدثوني عن الزهري عن محمد بن جبير
بن مطعم عن ابيه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرء في المغرب والطور فلما
بلغ هذه الآية ام خلقوا من غير شيء ام هم الخالقون ام خلقوا السموات والارض بل لا
يوقنون كاد قلبي ان يطير **اخبرنا** ه ابو عبد الله الحافظ قال زادني ابو صالح عن ابرهيم بن
معقل عن محمد بن اسمعيل البخاري فذكره **قال** ابو سليمن الخطابي رحمه الله انما كان انزعاجه عند سماع
هذه الآية لحسن تلقيه معنى الآية ومعرفته بما تضمنت من بليغ الحجة فاستدركها بلطيف طبعه
واستشف معناها بذكي فهمه وهذه الآية مشكلة جدا **قال** ابو اسحق الزجاج في معنى

هذه الاية

ملء الرواية
انه ارضا ... [illegible]

حديث سبع ارضين

ام خلقوا من غير شيء ام هم الخالقون

هذه الاٰية قال فهى اصعب ما فى هذه السورة قال بعض اهل اللغة ليس هم باشد خلقا من
خلق السمٰوات والارض لان السمٰوات والارض خلقتا من غير شئ وهم خلقوا من ادم وادم خلق من تراب
قال وقيل فيما قول الاخر ام خلقوا من غير شئ ام خلقوا لغير شئ اى خلقوا باطلا لايحاسبون ولايؤمرون
ولاينهون قال الشيخ ابو سليمان وههنا قول ثالث هو اجود من القولين اللذين ذكرهما
ابو اسحٰق وهو الذى يليق بنظم الكلام وهو ان يكون المعنى ام خلقوا من غير شئ فوجدوا بلا
خالق وذلك ما لايجوز ان يكون لان تعلق الخلق بالخالق من ضرورة الاسم فلابد له من
خالق فاذ قد انكروا الاله الخالق ولم يجز ان يوجد وا بلا خالق خلقهم افهم الخالقون لانفسهم
وذلك فى الفساد اكثر وفى الباطل اشد لان ما لاوجود له فيجوز ان يكون موصوفا بالقدرة
كيف يخلق وكيف يتاتى منه الفعل واذا بطل الوجهان معًا قامت الحجة عليهم بان لهم خالقا
فليؤمنوا به اذًا ثم قال ام خلقوا السمٰوات والارض بل لايوقنون وذلك شئ لايمكنهم ان
يدعوه بوجه فهم منقطعون والحجة لازمة لهم من الوجهين معًا ثم قال بل لايوقنون فذكر
العلة التى عاقتهم عن الايمان وهى عدم اليقين الذى هو موهبة من الله عزوجل فلاينال
الابتوفيقه ولهذا كان انزعاج جبير بن مطعم رضى الله عنه حتى قال كاد قلبى ان يطير والله اعلم
وهذا باب لايفهمه الا ارباب القلوب قلت وقد روى محمد بن السائب عن ابى صالح
عن ابن عباس رضى الله عنهما تفسير هذه السورة وقال فى هذه الاٰية ام خلقوا من غير
شئ من غير رب ام هم الخالقون يعنى اهل مكة

باب ما جاء فى العرش والكرسى

العرش والكرسى

قال الله عزوجل وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ وقال تعالى وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ
الْعَظِيْمِ وقال جل وعلا ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ وقال جلت عظمته وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ
حَوْلِ الْعَرْشِ وقال تعالى اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ الاٰية وقال
تبارك وتعالى وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ واقاويل اهل التفسير على ان العرش هو
السرير وانه جسم مجسم خلقه الله تعالى وامر ملائكته بحمله وتعبدهم بتعظيمه والطواف كما خلق
فى الارض بيتا وامر بنى اٰدم بالطواف واستقباله فى الصلاة وفى اكثر هذه الاٰيات دلالة
على صحة ما ذهبوا اليه وفى الاخبار والاٰثار الواردة فى معناه دليل على صحة ذلك وقال تبارك
وتعالى وسع كرسيه السمٰوات والارض وروينا عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضى الله
عنهما انه قال علمه وسائر الروايات عن ابن عباس وغيره يدل على ان المراد به الكرسى المشهور

الأدب المفرد

لأبي عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري

١٩٤ — ٢٥٦

طبع على نفقة

الحاجّ يوسف زَيْنَل علي رضا

من أعيان الحجاز

حقّق نصوصه ، ورقم أبوابه وأحاديثه

وعلّق عليه

محمد فؤاد عبد الباقي

المطبعة السلفية ومكتبتها

٢١ شارع الفتح بالروضة تليفون ٢٩٣٦٤

ابن عوف قال : شهدت مع عومتي حلف المطيبين . فما أحب ان أنكثه وأن لي حمر النعم

٢٥٧ — باب الاخاء

٥٦٨ — حدثنا موسى بن إسمعيل قال : حدثنا حماد بن سلمة ، عن ثابت ، عن أنس قال : آخى النبيُّ ﷺ بين ابن مسعود والزبير

٥٦٩ — حدثنا محمد بن سلام قال : أخبرنا ابن عيينة قال : حدثنا عاصم الأحول ، عن أنس بن مالك قال : حالف رسول الله ﷺ بين قريش والانصار في داري التي بالمدينة

البخاري في : ٦٩ — كتاب الاعتصام ، ١٦ — باب ما ذكر النبي صلى الله عليه وسلم وحض على اتفاق أهل العلم

مسلم في : ٤٤ — كتاب فضائل الصحابة ، ح ٢٠٥

٢٥٨ — باب لا حلف في الاسلام

٥٧٠ — حدثنا خالد بن مخلد قال : حدثنا سليمان بن بلال قال : حدثني عبد الرحمن ابن الحارث ، عن عمرو بن شعيب ، عن أبيه ، عن جده قال : جلس النبيُّ ﷺ عام الفتح على درج الكعبة ، فحمد الله وأثنى عليه ، ثم قال « من كان له حلف في الجاهلية ، لم يزده الاسلام إلا شدة . ولا هجرة بعد الفتح »

ليس في شيء من الكتب الستة

٢٥٩ — باب من استَمْطَرَ في أول المطر

٥٧١ — حدثنا عبد الله بن أبي الاسود قال : حدثنا جعفر بن سليمان ، عن ثابت ، عن أنس قال : أصابنا مع النبيِّ ﷺ مطر ، فحسر النبيُّ ﷺ ثوبه عنه حتى أصابه المطر ، قلنا : لِمَ فعلتَ ؟ قال « لانه حديث عهد بربه »

مسلم في : ٩ — كتاب صلاة الاستسقاء ، ح ١٣

٢٦٠ — باب ان الغَنَم بركة

٥٧٢ — حدثنا إسماعيل قال : حدثني مالك ، عن محمد بن عمرو بن حلحلة ، عن حميد بن مالك بن خيثم أنه قال : كنتُ جالسا مع أبي هريرة بأرضه بالعقيق ، فأتاه قوم

الأدب المفرد

لأبي عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري

١٩٤ — ٢٥٦

طبع على نفقة

الحاج يوسف زينل علي رضا

من أعيان الحجاز

حقق نصوصه، ورقم أبوابه وأحاديثه

وعلق عليه

محمد فؤاد عبد الباقي

المطبعة السلفية ومكتبتها

٢١ شارع الفتح بالروضة تليفون ٢٩٣٦٤

مُعَيط ـ أخبرته أنها سمعت رسول الله ﷺ يقول «ليس الكذاب الذى يصلح بين الناس فيقول خيرا أو ينمى خيرا»

قالت : ولم اسمعه يرخص فى شىء مما يقول الناس من الكذب إلا فى ثلاث : الإصلاح بين الناس . وحديث الرجل امرأته . وحديث المرأة زوجها

البخارى فى : ٥٣ ـ كتاب الصلح ، ٢ ـ باب ليس الكاذب الذى يصلح بين الناس
مسلم فى : ٤٥ ـ كتاب البر والصلة والآداب ، ح ١٠١

١٨٠ — باب لا يصلح الكذب

٣٨٦ ـ حدثنا مسدد قال : حدثنا عبد الله بن داود ، عن الأعمش ، عن أبى وائل ، عن عبد الله ، عن النبىّ ﷺ قال « عليكم بالصدق . فان الصدق يهدى إلى البر . وإن البر يهدى إلى الجنة . وإن الرجل يصدق حتى يكتب عند الله صِدّيقا . وإياكم والكذبَ . فان الكذب يَهدى الى الفجور . والفجور يهدى الى النار . وإن الرجل ليكذب حتى يكتب عند الله كذابا »

البخارى فى : ٧٨ ـ كتاب الادب ، ٦٩ ـ باب قول الله تعالى ﴿ يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين ﴾
مسلم فى : ٤٥ ـ كتاب البر والصلة والآداب ، ح ١٠٣ و ١٠٤ و ١٠٥

٣٨٧ ـ حدثنا قتيبة قال : حدثنا جرير ، عن الأعمش ، عن مجاهد ، عن أبى معمر ، عن عبد الله قال : لا يصلح الكذب فى جد ولا هزل . ولا أن يَعِدَ أحدُكم ولده شيئا ثم لا ينجز له .

١٨١ — باب الذى يصبر على اذى الناس

٣٨٨ ـ حدثنا آدم قال : حدثنا شعبة ، عن الأعمش ، عن يحيى بن وثّاب ، عن ابن عمر ، عن النبى ﷺ قال «المؤمن الذى يخالط الناس و يصبر على أذاهم ، خير من الذى لا يخالط الناس ولا يصبر على أذاهم»

الترمذى فى : ٣٥ ـ كتاب القيامة ، ٥٥ ـ باب حدثنا أبو موسى
ابن ماجه فى : ٣٦ ـ كتاب الفتن ، ٢٣ ـ باب الصبر على البلاء ، ح ٤٠٣٢

الأدب المفرد

لأبي عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري

١٩٤ — ٢٥٦

طبع على نفقة

الحاجّ يوسف زَيْنَل علي رضا

من أعيان الحجاز

حقّق نصوصه ، ورقم أبوابه وأحاديثه

وعلّق عليه

محمد فؤاد عبد الباقي

المطبعة السلفية - ومكتبتها

٢١ شارع الفتح بالروضة تليفون ٢٩٣٦٤

٣٧١ — حدثنا حجاج قال : حدثنا شعبة قال : أخبرني عبد الملك قال : سمعت قبيصة بن جابر قال : سمعت عمر أنه قال : من لا يرحم لا يرحم ولا يغفر من لا يغفر ولا يُعفَ عمن لم يَعفُ ولا يُوَقَ من لا يتوق .

١٧٤ — باب ارحم من فى الارض

٣٧٢ — حدثنا حفص بن عمر قال : حدثنا شعبة ، عن عبد الملك بن عمير ، عن قبيصة بن جابر ، عن عمر قال : لا يُرحم من لا يَرحم ، ولا يُغفر لمن لا يَغفر . ولا يتاب على من لا يتوب . ولا يوق من لا يتوق

٣٧٣ — حدثنا مسدد قال : حدثنا إسمعيل بن إبراهيم قال : حدثنا زياد بن مخراق ، عن معاوية بن قرة ، عن أبيه قال : قال رجل : يا رسول الله ! انى لأذبح الشاة فأرحمها . أو قال : إنى لأرحم الشاة أن أذبحها . قال « والشاة ان رحمتها ، رحمك الله » مرتين

ليس فى شىء من الكتب الستة

٣٧٤ — حدثنا آدم قال : حدثنا شعبة ، عن منصور ، سمعت أبا عثمان مولى المغيرة ابن شعبة يقول : سمعت أبا هريرة يقول : سمعت النبىّ ﷺ الصادق المصدوق أبا القاسم ﷺ يقول « لا تنزع الرحمة إلاّ من شقىّ »

الترمذى فى : ٢٥ — كتاب البر والصلة ، ١٦ — باب ما جاء فى رحمة المسلمين

٣٧٥ — حدثنا مسدد قال : حدثنا يحيى ، عن إسمعيل قال : أخبرنى قيس قال : أخبرنى جرير ، عن النبى ﷺ قال « من لا يرحم الناس ، لا يرحمه الله »

انظر الحديث ٣٧٠

١٧٥ — باب رحمة العيال

٣٧٦ — حدثنا حرمى بن حفص قال : حدثنا وهيب قال : حدثنا أيوب ، عن عمرو ابن سعيد ، عن أنس بن مالك قال : كان النبىّ ﷺ أرحم الناس بالعيال . وكان له ابن مسترضع فى ناحية المدينة وكان ظئره قَيْنا . وكنا نأتيه . وقد دخن البيت بإذْخِر . فيقبّله ويَشَمّه .

الأدب المفرد

لأبي عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري

١٩٤ — ٢٥٦

طبع على نفقة

الحاجّ يوسف زَينل علي رضا

من أعيان الحجاز

حقّق نصوصه ، ورقم أبوابه وأحاديثه

وعلّق عليه

محمد فؤاد عبد الباقي

المطبعة السلفية ومكتبتها

٢١ شارع الفتح بالروضة تليفون ٢٩٣٦٤

٣٧١ – حدثنا حجاج قال : حدثنا شعبة قال : أخبرني عبد الملك قال : سمعت قبيصة بن جابر قال : سمعت عمر أنه قال : من لا يرحم لا يرحم ولا يغفر من لا يغفر ولا يُعفَ عمن لم يَعفُ ولا يُوَقَّ من لا يتوق .

١٧٤ – باب ارحم من في الارض

٣٧٢ – حدثنا حفص بن عمر قال : حدثنا شعبة ، عن عبد الملك بن عمير ، عن قبيصة بن جابر ، عن عمر قال : لا يُرحم من لا يَرحم ، ولا يُغفر لمن لا يَغفر . ولا يتاب على من لا يتوب . ولا يوق من لا يتوق

٣٧٣ – حدثنا مسدد قال : حدثنا إسمعيل بن إبراهيم قال : حدثنا زياد بن مخراق ، عن معاوية بن قرة ، عن أبيه قال : قال رجل : يا رسول الله ! انى لأذبح الشاة فأرحمها ، أو قال : إنى لأرحم الشاة أن أذبحها . قال « والشاة ان رحمتها ، رحمك الله » مرتين

ليس فى شيء من الكتب الستة

٣٧٤ – حدثنا آدم قال : حدثنا شعبة ، عن منصور ، سمعت أبا عثمان مولى المغيرة ابن شعبة يقول : سمعت أبا هريرة يقول : سمعت النبيّ ﷺ الصادق المصدوق أبا القاسم ﷺ يقول « لا تنزع الرحمة إلاّ من شقيّ »

الترمذى فى : ٢٥ – كتاب البر والصلة ، ١٦ – باب ما جاء فى رحمة المسلمين

٣٧٥ – حدثنا مسدد قال : حدثنا يحيى ، عن إسمعيل قال : أخبرنى قيس قال : أخبرنى جرير ، عن النبى ﷺ قال « من لا يرحم الناس ، لا يرحمه الله »

انظر الحديث ٣٧٠

١٧٥ – باب رحمة العيال

٣٧٦ – حدثنا موسى بن حفص قال : حدثنا وهيب قال : حدثنا أيوب ، عن عمرو ابن سعيد ، عن أنس بن مالك قال : كان النبيّ ﷺ أرحم الناس بالعيال . وكان له ابن مسترضع فى ناحية المدينة وكان ظئره قيّنا . وكنا نأتيه . وقد دخن البيت بإذْخِر . فيقبّله ويشمّه .

الأدب المفرد

لأبي عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري

١٩٤ — ٢٥٦

طبع على نفقة

الحاجّ يوسف زَينل على رضا

من أعيان الحجاز

حقّق نصوصه ، ورقم أبوابه وأحاديثه

وعلّق عليه

محمد فؤاد عبد الباقي

المطبعة السلفية - ومكتبتها

٢١ شارع الفتح بالروضة تليفون ٢٩٣٦٤

ابن ماجه فى : ٢٩ — كتاب الأطعمة ، ٣٩ — باب اذا أتى بأول الثمرة ح ٣٣٢٩

١٦٩ — باب رحمة الصغير

٣٦٣ — حدثنا عبد العزيز بن عبد الله ، حدثنى ابن أبى الزناد ، عن عبد الرحمن ابن الحارث ، عن عمرو بن شعيب ، عن أبيه ، عن جده . أن رسول الله ﷺ قال « ليس منا من لم يرحم صغيرنا ، ويعرف حق كبيرنا »

انظر الحديث ٣٥٤

١٧٠ — باب معانقة الصبى

٣٦٤ — حدثنا عبد الله بن صالح قال : حدثنا معاوية بن صالح ، عن راشد بن سعد ، عن يعلىٰ بن مُرة . أنه قال : خرجنا مع النبىّ ﷺ . ودعينا الى طعام . فاذا حسين يلعب فى الطريق . فأسرع النبىّ ﷺ أمام القوم ثم بسط يديه . فجعل الغلام يَفِرُّ ههنا وههنا ويضاحكه النبى ﷺ حتى اخذه . فجعل إحدى يديه فى ذقنه والأخرى فى رأسه . ثم اعتنقه . ثم قال النبى ﷺ « حسين منى وانا من حسين . أَحَبَّ اللهُ مَنْ أحب حسينا . الحسين سبط من الاسباط »

ابن ماجه : المقدمة ، ١١ — باب فى فضائل أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم ، ح ١٤٣ و ١٤٤

١٧١ — باب قبلة الرجل الجارية الصغيرة

٣٦٥ — حدثنا أصْبغ قال : أخبرنى ابن وهب قال : أخبرنى مخرمة بن بُكير ، عن أبيه . أنه رأى عبد الله بن جعفر يقبل زينب بنت عمر بن أبى سلمة . وهى ابنة سنتين أو نحوه .

٣٦٦ — حدثنا موسى قال : أخبرنا الربيع بن عبد الله بن خُطّاف ، عن حفص ، عن الحسن قال : ان استطعت أن لا تنظر إلى شعر أحد من أهلك ، الا أن يكون أهلك أو صبية ، فافعل .

١٧٢ — باب مسح رأس الصبى

٣٦٧ — حدثنا أبو نعيم قال : حدثنا يحيى بن أبى الهيثم العطار قال : حدثنى يوسف

الأدب المفرد

لأبي عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري

١٩٤ — ٢٥٦

طبع على نفقة

الحاجّ يوسف زَيْنل علي رضا

من أعيان الحجاز

حقّق نصوصه ، ورقم أبوابه وأحاديثه

وعلّق عليه

محمد فؤاد عبد الباقي

المطبعة السلفية ومكتبتها

٢١ شارع الفتح بالروضة تليفون ٢٩٣٦٤

الله ورسوله . قال « انت مع من أحببت ، يا أبا ذر ! »

ليس في شيء من الـكتب الستة

٣٥٢ ـ حدثنا مسلم بن ابراهيم قال : حدثنا هشام قال : حدثنا قتادة ، عن أنس . أن رجلا سأل النبي ﷺ فقال : يا نبي الله ! متى الساعة ؟ فقال « وما أعددتَ لها » ؟ قال : ما أعددتُ من كبيرٍ ، إلاَّ أنى أحب الله ورسوله . فقال « المرء مع من أحب »

قال أنس : فما رأيت المسلمين فرحوا بعد الإسلام أشدَّ مما فرحوا يومئذ

الترمذى فى : ٣٤ ـ كتاب الزهد ، ٥٠ ـ باب ما جاء أن المرء مع من أحب

١٦٣ — باب فضل الـكبير

٣٥٣ ـ حدثنا أحمد بن عيسى قال : حدثنا عبد الله بن وهب ، عن أبي صخر ، عن أبي قُسَيْط ، عن أبي هريرة ، عن النبي ﷺ قال « من لم يرحم صغيرنا ، ويعرف حق كبيرنا ، فليس منا »

ليس فى شيء الـكتب الستة

٣٥٤ ـ حدثنا عليّ قال : حدثنا سفيان ، حدثنا ابن جريج ، عن عبيد الله بن عامر ، عن عبد الله بن عمرو بن العاص ، يبلغ به النبي ﷺ قال « من لم يرحم صغيرنا ، ويعرف حق كبيرنا ، فليس منا »

حدثنا محمد بن سلام . حدثنا سفيان بن عيينة ، عن ابن أبي نجيح ، سمع عبيد الله ابن عامر يحدث عن عبد الله بن عمرو بن العاص ، يبلغ به النبي ﷺ . . مثله

أبو داود فى : ٤٠ ـ كتاب الأدب ، ٥٨ ـ باب فى الرحمة

الترمذى فى : ٢٥ ـ كتاب البر والصلة ، ١٥ ـ باب ما جاء فى رحمة الصبيان

٣٥٥ ـ حدثنا عبدة ، عن محمد بن إسحق ، عن عمرو بن شعيب ، عن أبيه ، عن جده ، قال : قال رسول الله ﷺ « ليس منا من لم يعرف حق كبيرنا ، ويرحم صغيرنا »

انظر الحديث رقم ٣٥٤

٣٥٦ ـ حدثنا محمود قال : حدثنا يزيد بن هرون ، أخبرنا الوليد بن جميل ، عن القاسم بن عبد الرحمن ، عن أبي أمامة . أن رسول الله ﷺ قال « من لم يرحم صغيرنا ،

الأدب المفرد

لأبي عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري

١٩٤ — ٢٥٦

طبع على نفقة

الحاجّ يوسف زَيْنَل على رضا

من أعيان الحجاز

حقّق نصوصه ، ورقم أبوابه وأحاديثه

وعلّق عليه

محمد فؤاد عبد الباقي

المطبعة السلفية - ومكتبتها

٢١ شارع الفتح بالروضة تليفون ٢٩٣٦٤

خُلقه القرآن . تقرؤن سورة المؤمنين . قالت اقرأ ﴿ قد أفلح المؤمنون ﴾ قال يزيد فقرأت ﴿ قد أفلح المؤمنون ـ الى ـ لفروجهم حافظون ﴾ [٢٣ / المؤمنون / ١ ـ ٥] قالت : كان خلقَ رسول الله ﷺ

ليس فى شىء من الكتب الستة

١٤٥ – باب ليس المؤمن بالطعّان

٣٠٩ ـ حدّثنا عبد الرحمن بن شيبة قال : أخبرنى ابن أبى الفديك عن كثير بن زيد ، عن سالم بن عبد الله قال : ما سمعت عبد الله لاعنا أحدا قط . ليس انسانا .

وكان سالم يقول : قال عبد الله بن عمر : قال رسول الله ﷺ « لا ينبغى للمؤمن أن يكون لعانا »

ليس فى شىء من الكتب الستة

٣١٠ ـ حدّثنا محمد بن سلام قال : حدثنا الفزارىّ ، عن الفضل بن مبشر الأنصارى ، عن جابر بن عبد الله . قال : قال رسول الله ﷺ « ان الله لا يحب الفاحش المتفحش . ولا الصّيّاح فى الأسواق »

ليس فى شىء من الكتب الستة

٣١١ ـ وعن عبد الوهاب ، عن أيوب ، عن عبد الله بن أبى مُلَيْكة ، عن عائشة رضى الله عنها أن يهودَ أتوا النبىّ ﷺ فقالوا : السام عليكم . فقالت عائشة : وعليكم . ولعنكم الله وغضب الله عليكم . قال « مهلا ، يا عائشة ! عليك بالرفق . وإياك والعنف والفحش » . قالت : أو لم تسمع ما قالوا ؟ قال « أو لم تسمعى ما قلت ؟ رددت عليهم . فيستجاب لى فيهم . ولا يستجاب لهم فىّ »

البخارى فى : ٧٨ ـ كتاب الأدب ، ٣٨ ـ باب لم يكن النبى صلى الله عليه وسلم فاحشا ولا متفحشا
مسلم فى : ٣٩ ـ كتاب السلام ، ح ١٠

٣١٢ ـ حدّثنا أحمد بن يونس قال : حدثنا أبو بكر بن عياش ، عن الحسن بن عمرو ، عن محمد بن عبد الرحمن بن يزيد ، عن أبيه ، عن عبد الله ، عن النبىّ ﷺ قال « ليس المؤمن بالطعان ، ولا اللعان ، ولا الفاحش ، ولا البذى »

الأدب المفرد

لأبي عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري

١٩٤ — ٢٥٦

طبع على نفقة

الحاج يوسف زينل علي رضا

من أعيان الحجاز

حقق نصوصه ، ورقم أبوابه وأحاديثه

وعلق عليه

محمد فؤاد عبد الباقي

المطبعة السلفية - ومكتبتها

٢١ شارع الفتح بالروضة تليفون ٢٩٣٦٤

٧٩١ — حدثنا فروة قال : حدثنا عبيدة بن حميد ، عن قابوس ، عن أبيه ، عن ابن عباس ، عن النبيّ ﷺ قال « الهدى الصالح ، والسمت الصالح ، والاقتصاد ، جزؤ من خمسة وعشرين جزءاً من النبوّة »

(٠٠٠) — حدثنا أحمد بن يونس قال : حدثنا زهير قال : حدثنا قابوس ، أن أباه حدثه ، عن ابن عباس ، عن النبي ﷺ قال « ان الهَدْى الصالح ، والسمت الصالح ، والاقتصاد ، جزء من سبعين جزءاً من النبوّة »

أبو داود فى : ٤٠ — كتاب الأدب ، ٢ — باب فى الوقار ، ح ٤٧٧٦

٣٤٢ — باب ويأتيك بالأخبار من لم تزوّد

٧٩٢ — حدثنا محمد بن الصباح قال : حدثنا الوليد بن أبى ثور ، عن سماك ، عن عكرمة ، سألتُ عائشة رضى الله عنها : هل سمعتِ رسولَ الله ﷺ يتمثل شعراً قط ؟ فقالت : أحياناً إذا دخل بيته يقول : « ويأتيكَ بالاخبار من لم تُزَوِّدِ »

الترمذى فى : ٤١ — كتاب الأدب ، ٧٠ — باب ما جاء فى انشاد الشعر

٧٩٣ — حدثنا أبو نعيم قال : حدثنا سفيان ، عن ليث ، عن طاوس ، عن ابن عباس قال : انها كلمة نبيّ : ويأتيك بالأخبار من لم تزوِّدِ

٣٤٣ — باب ما يكره من التمنى

٧٩٤ — حدثنا مسدد قال : حدثنا أبو عوانة ، عن عمر بن أبى سلمة ، عن أبيه ، عن أبى هريرة . أن رسول الله ﷺ قال « اذا تمنَّى أحدُكم فلينظرْ ما يتمنَّى ، فانه لا يدرى ما يُعطىٰ »

ليس فى شىء من الكتب الستة

٣٤٤ — باب لا تسموا العنب الكرم

٧٩٥ — حدثنا آدم قال : حدثنا شعبة ، عن سماك ، عن علقمة بن وائل ، عن النبيّ ﷺ قال « لا يقولنَّ أحدُكم : الكرم . وقولوا : الحَبَلة » يعنى العنب

مسلم فى : ٤٠ — كتاب الالفاظ فى الأدب ، ح ١١ و ١٢

الأدب المفرد

لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري

١٩٤ — ٢٥٦

طبع على نفقة

الحاج يوسف زينل علي رضا

من أعيان الحجاز

حقق نصوصه ، ورقم أبوابه وأحاديثه

وعلق عليه

محمد فؤاد عبد الباقي

المطبعة السلفية ومكتبتها

٢١ شارع الفتح بالروضة تليفون ٢٩٣٦٤

سريع قال : كنت شاعرا . فاتيت النبى ﷺ فقلت : ألا أنشدك محامد حمدت بها ربى ؟ قال « إن ربك يحب المحامد » ولم يزدنى عليه

انظر الحديث ٨٥٩

٨٦٢ ـ حدثنا محمد بن سلام قال : حدثنا عبدة قال : أخبرنا هشام بن عروة ، عن أبيه ، عن عائشة رضى الله عنها قالت : استأذن حسان بن ثابت رسول الله ﷺ فى هجاء المشركين ، فقال رسول الله ﷺ « فكيف بنسبتى » ؟ فقال : لأسلَّنَّكَ منهم كما تسل الشعرة من العجين

البخارى فى : ٦١ ـ كتاب المناقب ، ١٦ ـ باب من أحب أن لا يسب نسبه
مسلم فى : ٤٤ ـ كتاب فضائل الصحابة ، ح ١٥٦

٨٦٣ ـ وعن هشام ، عن أبيه قال : ذهبت أسبُّ حسانَ عند عائشة ، فقالت : لا تسبه ، فانه كان ينافح عن رسول الله ﷺ

البخارى فى : ٦١ ـ كتاب المناقب ، ١٦ ـ باب من أحب ان لا يسب نسبه
مسلم فى : ٤٤ ـ كتاب فضائل الصحابة ، ح ١٥٤

٣٨٢ ـ باب الشعر حسن كحسن الكلام ومنه قبيح

٨٦٤ ـ حدثنا أبو عاصم ، عن ابن جريج ، عن زياد ، عن الزهرىّ ، عن أبى بكر ابن عبد الرحمن بن الأسود ، عن أبىّ بن كعب ، عن النبى ﷺ قال « من الشعر حكمة »

انظر الحديث ٨٥٨

٨٦٥ ـ حدثنا محمد بن سلام قال : حدثنا إسمعيل بن عياش ، عن عبد الرحمن بن زياد بن أنعم ، عن عبد الرحمن بن رافع ، عن عبد الله بن عمرو قال : قال رسول الله ﷺ « الشعر بمنزلة الكلام : حسنه كحسن الكلام ، وقبيحه كقبيح الكلام »

ليس فى شىء من الكتب الستة

٨٦٦ ـ حدثنا سعيد بن تليد قال : حدثنا ابن وهب قال : أخبرنى جابر بن إسمعيل وغيره ، عن عقيل ، عن ابن شهاب ، عن عروة ، عن عائشة رضى الله عنها أنها كانت تقول : الشعر منه حسن ومنه قبيح ، خذ بالحسن ودع القبيح . ولقد رويت من شعر كعب بن

الأدب المفرد

لأبي عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري

١٩٤ — ٢٥٦

طبع على نفقة

الحاجّ يوسف زَينل علي رضا

من أعيان الحجاز

حقّق نصوصه ، ورقم أبوابه وأحاديثه

وعلّق عليه

محمد فؤاد عبد الباقي

المطبعة السلفية ومكتبتها

٢١ شارع الفتح بالروضة تليفون ٢٩٣٦٤

٣٨٤م — باب قول الله عز وجل
﴿ والشُّعَراء يتَّبِعُهُمُ الغاوون ﴾ [٢٦ / الشعراء / ٢٢٤]

٨٧١ — حدثنا اسحق قال : أخبرنا علي بن الحسين قال : حدثني أبي ، عن يزيد النحويّ ، عن عكرمة ، عن ابن عباس : ﴿ والشعراء يتَّبِعُهُمُ الغاوون ﴾ الى قوله ﴿ وأنهم يقولون ما لا يفعلون ﴾ فنسخ من ذلك واستثنى فقال ﴿ إلا الذين آمنوا — الى قوله — ينقلبون ﴾

٣٨٥ — باب من قال « إن من البيان سحرا »

٨٧٢ — حدثنا عارم قال : حدثنا أبو عوانة ، عن سماك ، عن عكرمة ، عن ابن عباس : أن رجلا — أو أعرابيا — أتى النبيَّ ﷺ فتكلم بكلام بيّن . فقال النبي ﷺ « ان من البيان سحرا ، وان من الشعر حكمة »

أبو داود في : ٤٠ — كتاب الأدب ، ٨٧ — باب ما جاء في الشعر ، ح ٥٠١١
وابن ماجه في : ٣٣ — كتاب الادب ، ٤١ — باب في الشعر ، ح ٣٧٥٦

٨٧٣ — حدثنا ابراهيم بن المنذر قال : حدثني معن قال : حدثني عمر بن سلام ، أن عبد الملك بن مروان دفع ولده إلى الشَّعبيّ يؤدبهم ، فقال : علّمهم الشعرَ يمجدوا وينجدوا ، وأطعمهم اللحم تشتدَّ قلوبهم ، وجزَّ شعورَهم تشتدَّ رقابهم ، وجالس بهم عِلْيَةَ الرجال يُناقضوهم الكلام

٣٨٦ — باب ما يكره من الشعر

٨٧٤ — حدثنا قتيبة قال : حدثنا جرير ، عن الأعمش ، عن عمرو بن مرّة ، عن يوسف بن ماهك ، عن عبيد بن عمير ، عن عائشة رضى الله عنها ، عن النبي ﷺ قال « ان أعظم الناس جرما إنسان شاعر يهجو القبيلة من أسرها ، ورجل تَنَفَّى من أبيه »

٣٨٧ — باب كثرة الكلام

٨٧٥ — حدثنا عبد الله بن محمد قال : حدثنا أبو عامر العقدي قال : حدثنا زهير ،

الأدب المفرد

لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري

١٩٤ — ٢٥٦

طبع على نفقة

الحاجّ يوسف زَيْنَل علي رضا

من أعيان الحجاز

حقّق نصوصه ، ورقّم أبوابه وأحاديثه

وعلّق عليه

محمد فؤاد عبد الباقي

المطبعة السلفية ومكتبتها

٢١ شارع الفتح بالروضة تليفون ٢٩٣٦٤

أوس . أنه سمع أباه يقول : كانوا يقولون : الصلاح من الله ، والأدب من الآباء

٩٣ ـ حدثنا محمد بن سلام قال : أخبرنا عبد الأعلى بن عبد الأعلى القرشيّ ، عن داود بن أبي هند ، عن عامر أن النعمان بن بشير حدثه . أن أباه انطلق به إلى رسول الله ﷺ يحمله فقال : يا رسول الله ! إنى أشهدك أنى قد نحلت النعمان كذا وكذا . فقال « أكلَّ ولدك نحلْتَ » ؟ قال : لا . قال « فأشهدْ غيرى » ثم قال « أليس يسرك أن يكونوا فى البرِّ سواء » ؟ قال : بلى . قال « فلا إذاً »

قال أبو عبد الله البخاريّ : ليس الشهادة من النبيّ ﷺ رخصة

البخارى فى : ٥١ ـ كتاب الهبة ، ١٢ ـ باب الهبة للولد
مسلم فى : ٢٤ ـ كتاب الهبات ، ح ١٧

٥٢ — باب بر الأب لولده

٩٤ ـ حدثنا ابن مخلد عن عيسى بن يونس ، عن الوصافىّ ، عن محارب بن دثار ، عن ابن عمر قال : إنما سماهم الله أبرارا لأنهم برّوا الآباء والأبناء . كما أن لوالدك عليك حقا ، كذلك لولدك عليك حق .

٥٣ — باب من لا يَرحم لا يُرحم

٩٥ ـ حدثنا محمد بن العلاء قال : حدثنا معاوية بن هشام ، عن شيبان ، عن فراس ، عن عطية ، عن أبى سعيد ، عن النبيّ ﷺ قال « من لا يرحم لا يرحم »

لم أعثر عليه عن أبى سعيد . وان أشار اليه السيوطى فى الجامع الصغير

٩٦ ـ حدثنا محمد بن سلام قال : أخبرنا أبو معاوية ، عن الأعمش ، عن زيد بن وهب وأبى ظبيان ، عن جرير بن عبد الله قال : قال رسول الله ﷺ « لا يرحم اللهُ من لا يرحم الناس »

البخارى فى : ٩٧ ـ كتاب التوحيد ، ٢ ـ باب قول الله تعالى ﴿ قل ادعوا الله أو ادعوا الرحمن ﴾
مسلم فى : ٤٣ ـ كتاب الفضائل ، ح ٦٦

٩٧ ـ وعن عبدة ، عن أبى خالد ، عن قيس ، عن جرير بن عبـد الله قال : قال

الأدب المفرد

لأبي عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري

١٩٤ — ٢٥٦

طبع على نفقة

الحاجّ يوسف زَيْنَل على رضا

من أعيان الحجاز

حقّق نصوصه ، ورقم أبوابه وأحاديثه

وعلّق عليه

محمد فؤاد عبد الباقي

المطبعة السلفية ومكتبتها

٢١ شارع الفتح بالروضة تليفون ٢٩٣٦٤

الترمذى فى : ٣٥ ـ كتاب القيامة ، ٤٤ ـ باب حدثنا الحسين بن الحسن

١١٢ – باب من لم يشكر الناس

٢١٨ ـ حدثنا موسى بن إسمعيل قال : حدثنا الربيع بن مسلم قال : حدثنا محمد بن زياد ، عن أبى هريرة ، عن النبىّ ﷺ قال « لا يشكر الله من لا يشكر الناس »

أبو داود فى : ٤٠ ـ كتاب الأدب ، ١١ ـ باب فى شكر المعروف

الترمذى فى : ٢٥ ـ كتاب البر والصلة ، ٣٥ ـ باب ما جاء فى الشكر لمن أحسن اليك

٢١٩ ـ حدثنا موسى بن إسمعيل قال : حدثنا الربيع بن مسلم قال : حدثنا محمد بن زياد ، عن أبى هريرة ، عن النبىّ ﷺ « قال الله تعالى للنفس : اخرجى . قالت : لا أخرج إلاّ كارهة »

ليس فى شىء من الكتب الستة

١١٣ – باب معونة الرجل أخاه

٢٢٠ ـ حدثنا إسمعيل بن أبى أويس قال : حدثنى عبد الرحمن بن أبى الزناد ، عن أبيه ، عن عروة ، عن أبى مُرَاوح ، عن أبى ذر ، عن النبى ﷺ . قيل : أى الأعمال خير ؟ قال « إيمان بالله ، وجهاد فى سبيله » قيل : فأى الرقاب أفضل ؟ قال « أغلاها ثمنا وأنفسها عند أهلها » قال : أفرأيتَ إن لم أستطع بعض العمل ؟ قال « فتعين صانعا ، أو تصنع لأخرق » قال : أفرأيتَ إن ضَعُفتُ ؟ قال « تدع الناس من الشر . فانها صدقة ، تَصَدّقُ بها على نفسك »

البخاري فى : ٤٩ ـ كتاب العتق ، ٢ ـ باب أى الرقاب أفضل

مسلم فى : ١ ـ كتاب الإيمان ، ٣٤ ـ باب كون الايمان بالله تعالى أفضل الاعمال ، ح ١٣٦

١١٤ – باب أهل المعروف فى الدنيا أهل المعروف فى الآخرة

٢٢١ ـ حدثنا على بن أبى هاشم قال : حدثنى نصير بن عمر بن يزيد بن قبيصة بن يزيد الاسدى ، عن فلان قال : سمعت برمة بن ليث بن برمة . أنه سمع قبيصة بن برمة الأسدىّ قال : كنت عند النبىّ ﷺ ، فسمعته يقول « أهل المعروف فى الدنيا ، هم أهل المعروف فى الآخرة . وأهل المنكر فى الدنيا ، هم أهل المنكر فى الآخرة »

الأدب المفرد

لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري

١٩٤ — ٢٥٦

طبع على نفقة

الحاجّ يوسف زَيْنَل علي رضا

من أعيان الحجاز

حقّق نصوصه ، ورقم أبوابه وأحاديثه

وعلّق عليه

محمد فؤاد عبد الباقي

المطبعة السلفية ومكتبتها

٢١ شارع الفتح بالروضة تليفون ٢٩٣٦٤

بالجار . حتى خشينا أو رُؤِينا أنه سيورثه »

أبو داود فى : ٤٠ ــ كتاب الادب ، ١٢٣ ــ باب فى حق الجوار
الترمذى فى : ٢٥ ــ كتاب البر والصلة ، ٢٨ ــ باب ما جاء فى حق الجوار

٧١ – باب الكرم

١٢٩ ــ حدثنا محمد بن سلام قال : أخبرنا عبدة ، عن عبيد الله ، عن سعيد بن أبى سعيد ، عن أبى هريرة قال : سئل رسول الله ﷺ : أى الناس أكرم ؟ قال «أكرمهم عند الله أتقاهم» قالوا : ليس عن هذا نسألك . قال «فأكرم الناس يوسف نبىّ الله ابن نبىّ الله ابن خليل الله» قالوا : ليس عن هذا نسألك . قال «فعن معادن العرب تسئلونى» ؟ قالوا : نعم . قال «فخياركم فى الجاهلية خياركم فى الإسلام إذا فقهوا»

البخارى فى : ٦٠ ــ كتاب الانبياء ، ٨ ــ باب قول الله تعالى ﴿ واتخذ الله ابراهيم خليلا ﴾
مسلم فى : ٤٣ ــ كتاب الفضائل ، ح ١٦٨

٧٢ – باب الاحسان الى البرّ والفاجر

١٣٠ ــ حدثنا الحميدىّ قال : حدثنا سفيان قال : حدثنا سالم بن أبى حفصة عن منذر الثورىّ عن محمد بن على (ابن الحنفية) : هل جزاء الاحسان إلا الاحسان ؟ قال : هى مسجلة للبر و الفاجر .

قال أبو عبد الله : قال أبو عبيد : مسجلة مرسلة

٧٣ – باب فضل من يعول يتيما

١٣١ ــ حدثنا إسمعيل قال : حدثنى مالك ، عن ثور بن زيد ، عن أبى الغيث ، عن أبى هريرة ، عن النبى ﷺ «الساعى على الأرملة والمساكين ، كالمجاهدين فى سبيل الله . وكالذى يصوم النهار ويقوم الليل»

البخارى فى : ٦٩ ــ كتاب النفقات ، ١ ــ باب فى فضل النفقة على الاهل
مسلم فى : ٥٣ ــ كتاب الزهد ، ح ٤١

الكافي

المجلد الثامن

للمحدث الجليل والعالم الفقيه الشيخ محمد بن يعقوب الكليني المعروف بثقة الإسلام الكليني

المتوفى سنة ٣٢٩ هجرية

ترقيم الصفحات يوافق طبعة دار الكتب الاسلامية

أَبِي سُفْيَانَ يَكُونُ اسْتِيصَالُكُمْ عَلَى يَدَيْهِ وَ أَيْدِي أَصْحَابِهِ ثُمَّ قَطَعَ الْكَلَامَ .

٢٥٧- عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ مَزْيَدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (عليه السلام) قَالَ قُلْتُ لَهُ أَيَّامَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَلِيٍّ قَدِ اخْتَلَفَ هَؤُلَاءِ فِيمَا بَيْنَهُمْ فَقَالَ دَعْ ذَا عَنْكَ إِنَّمَا يَجِيءُ فَسَادُ أَمْرِهِمْ مِنْ حَيْثُ بَدَا صَلَاحُهُمْ .

٢٥٨- عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ بَدْرِ بْنِ الْخَلِيلِ الْأَزْدِيِّ قَالَ كُنْتُ جَالِساً عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ (عليه السلام) فَقَالَ آيَتَانِ تَكُونَانِ قَبْلَ قِيَامِ الْقَائِمِ (عليه السلام) لَمْ تَكُونَا مُنْذُ هَبَطَ آدَمُ إِلَى الْأَرْضِ تَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَ الْقَمَرُ فِي آخِرِهِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ تَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي آخِرِ الشَّهْرِ وَ الْقَمَرُ فِي النِّصْفِ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ (عليه السلام) إِنِّي أَعْلَمُ مَا تَقُولُ وَ لَكِنَّهُمَا آيَتَانِ لَمْ تَكُونَا مُنْذُ هَبَطَ آدَمُ (عليه السلام) .

٢٥٩- عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي الْمِقْدَامِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (عليه السلام) يَقُولُ خَرَجْتُ أَنَا وَ أَبِي حَتَّى إِذَا كُنَّا بَيْنَ الْقَبْرِ وَ الْمِنْبَرِ إِذَا هُوَ بِأُنَاسٍ مِنَ الشِّيعَةِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ إِنِّي وَ اللَّهِ لَأُحِبُّ رِيَاحَكُمْ وَ أَرْوَاحَكُمْ فَأَعِينُونِي عَلَى ذَلِكَ بِوَرَعٍ وَ اجْتِهَادٍ وَ اعْلَمُوا أَنَّ وَلَايَتَنَا لَا تُنَالُ إِلَّا بِالْوَرَعِ وَ الِاجْتِهَادِ

الكافي

المجلد الثامن

للمحدث الجليل والعالم الفقيه الشيخ محمد بن يعقوب الكليني المعروف بثقة الإسلام الكليني

المتوفى سنة ٣٢٩ هجرية

ترقيم الصفحات يوافق طبعة دار الكتب الاسلامية

يُخَالِطُهُمْ خَوْفٌ يَعُمُّهُمُ اللَّهُ مِنْهُ بِعِقَابٍ فَيَدْعُونَهُ دُعَاءَ الْغَرِيقِ فَلَا يَسْتَجِيبُ لَهُمْ .

حَدِيثُ الْفُقَهَاءِ وَ الْعُلَمَاءِ

٤٧٧- عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّوْفَلِيِّ عَنِ السَّكُونِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (عليه السلام) قَالَ قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (عليه السلام) كَانَتِ الْفُقَهَاءُ وَ الْعُلَمَاءُ إِذَا كَتَبَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ كَتَبُوا بِثَلَاثَةٍ لَيْسَ مَعَهُنَّ رَابِعَةٌ مَنْ كَانَتْ هِمَّتُهُ آخِرَتَهُ كَفَاهُ اللَّهُ هَمَّهُ مِنَ الدُّنْيَا وَ مَنْ أَصْلَحَ سَرِيرَتَهُ أَصْلَحَ اللَّهُ عَلَانِيَتَهُ وَ مَنْ أَصْلَحَ فِيمَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ أَصْلَحَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى فِيمَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ النَّاسِ .

٤٧٨- الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَشْعَرِيُّ عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ سَعْدَانَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (عليه السلام) قَالَ كَانَ رَجُلٌ بِالْمَدِينَةِ يَدْخُلُ مَسْجِدَ الرَّسُولِ (صلى الله عليه وآله) فَقَالَ اللَّهُمَّ آنِسْ وَحْشَتِي وَ صِلْ وَحْدَتِي وَ ارْزُقْنِي جَلِيساً صَالِحاً فَإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ فِي أَقْصَى الْمَسْجِدِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَ قَالَ لَهُ مَنْ أَنْتَ يَا عَبْدَ اللَّهِ فَقَالَ أَنَا أَبُو ذَرٍّ فَقَالَ الرَّجُلُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ وَ لِمَ تُكَبِّرُ يَا عَبْدَ اللَّهِ فَقَالَ إِنِّي دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَدَعَوْتُ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْ يُؤْنِسَ وَحْشَتِي وَ أَنْ يَصِلَ وَحْدَتِي وَ أَنْ يَرْزُقَنِي جَلِيساً صَالِحاً فَقَالَ لَهُ أَبُو ذَرٍّ أَنَا أَحَقُّ بِالتَّكْبِيرِ مِنْكَ إِذَا كُنْتُ ذَلِكَ الْجَلِيسَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ (صلى الله عليه وآله) يَقُولُ أَنَا وَ أَنْتُمْ عَلَى تُرْعَةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَفْرُغَ النَّاسُ مِنَ الْحِسَابِ قُمْ يَا عَبْدَ اللَّهِ فَقَدْ نَهَى السُّلْطَانُ عَنْ مُجَالَسَتِي .

٤٧٩- عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّوْفَلِيِّ عَنِ السَّكُونِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ

مكتب مرعضه

(عليه السلام) قَالَ قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (عليه السلام) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صلى الله عليه وآله) سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا رَسْمُهُ وَ مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا اسْمُهُ يُسَمَّوْنَ بِهِ وَ هُمْ أَبْعَدُ النَّاسِ مِنْهُ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَ هِيَ خَرَابٌ مِنَ الْهُدَى فُقَهَاءُ ذَلِكَ الزَّمَانِ شَرُّ فُقَهَاءَ تَحْتَ ظِلِّ السَّمَاءِ مِنْهُمْ خَرَجَتِ الْفِتْنَةُ وَ إِلَيْهِمْ تَعُودُ .

٤٨٠ - الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَشْعَرِيُّ عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ الرِّضَا (عليه السلام) بِخُرَاسَانَ وَ هُوَ يَقُولُ إِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ وَرِثْنَا الْعَفْوَ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ وَ وَرِثْنَا الشُّكْرَ مِنْ آلِ دَاوُدَ وَ زَعَمَ أَنَّهُ كَانَ كَلِمَةً أُخْرَى وَ نَسِيَهَا مُحَمَّدٌ فَقُلْتُ لَهُ لَعَلَّهُ قَالَ وَ وَرِثْنَا الصَّبْرَ مِنْ آلِ أَيُّوبَ فَقَالَ يَنْبَغِي .

قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَسْبَاطٍ وَ إِنَّمَا قُلْتُ ذَلِكَ لِأَنِّي سَمِعْتُ يَعْقُوبَ بْنَ يَقْطِينٍ يُحَدِّثُ عَنْ بَعْضِ رِجَالِهِ قَالَ لَمَّا قَدِمَ أَبُو جَعْفَرٍ الْمَنْصُورُ الْمَدِينَةَ سَنَةَ قَتْلِ مُحَمَّدٍ وَ إِبْرَاهِيمَ ابْنَيْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَسَنِ الْتَفَتَ إِلَى عَمِّهِ عِيسَى بْنِ عَلِيٍّ فَقَالَ لَهُ يَا أَبَا الْعَبَّاسِ إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ رَأَى أَنْ يَعْضِدَ شَجَرَ الْمَدِينَةِ وَ أَنْ يُعَوِّرَ عُيُونَهَا وَ أَنْ يَجْعَلَ أَعْلَاهَا أَسْفَلَهَا فَقَالَ لَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَذَا ابْنُ عَمِّكَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بِالْحَضْرَةِ فَابْعَثْ إِلَيْهِ فَسَلْهُ عَنْ هَذَا الرَّأْيِ قَالَ فَبَعَثَ إِلَيْهِ فَأَعْلَمَهُ عِيسَى فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ دَاوُدَ (عليه السلام) أُعْطِيَ فَشَكَرَ وَ إِنَّ أَيُّوبَ (عليه السلام) ابْتُلِيَ فَصَبَرَ وَ إِنَّ يُوسُفَ (عليه السلام) عَفَا بَعْدَ مَا قَدَرَ فَاعْفُ فَإِنَّكَ مِنْ نَسْلِ أُولَئِكَ .

٤٨١ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ زُرْعَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (عليه السلام) فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ كَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَقَالَ كَانَتِ الْيَهُودُ تَجِدُ فِي كُتُبِهَا

كتاب روضه

الكافي

المجلد الثامن

للمحدث الجليل والعالم الفقيه الشيخ محمد بن يعقوب الكليني المعروف بثقة الإسلام الكليني

المتوفى سنة ٣٢٩ هجرية

ترقيم الصفحات يوافق طبعة دار الكتب الاسلامية

عَلَيْهِ فَهُوَ عِلْجٌ فَقَالَ الْقُرَشِيُّ تَقُولُ هَذَا يَا أَبَا الْحَسَنِ فَأَيْنَ أَفْخَاذُ قُرَيْشٍ وَ الْعَرَبِ فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ (عليه السلام) هُوَ مَا قُلْتُ لَكَ .

٢٨٨- عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ الْأَحْوَلِ عَنْ سَلَّامِ بْنِ الْمُسْتَنِيرِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (عليه السلام) يُحَدِّثُ إِذَا قَامَ الْقَائِمُ عَرَضَ الْإِيمَانَ عَلَى كُلِّ نَاصِبٍ فَإِنْ دَخَلَ فِيهِ بِحَقِيقَةٍ وَ إِلَّا ضَرَبَ عُنُقَهُ أَوْ يُؤَدِّيَ الْجِزْيَةَ كَمَا يُؤَدِّيهَا الْيَوْمَ أَهْلُ الذِّمَّةِ وَ يَشُدُّ عَلَى وَسَطِهِ الْهِمْيَانَ وَ يُخْرِجُهُمْ مِنَ الْأَمْصَارِ إِلَى السَّوَادِ .

٢٨٩- الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَشْعَرِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بُنَانٍ عَنْ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (عليه السلام) قَالَ قَالَ أَبِي يَوْماً وَ عِنْدَهُ أَصْحَابُهُ مَنْ مِنْكُمْ تَطِيبُ نَفْسُهُ أَنْ يَأْخُذَ جَمْرَةً فِي كَفِّهِ فَيُمْسِكَهَا حَتَّى تَطْفَأَ قَالَ فَكَاعَ النَّاسُ كُلُّهُمْ وَ نَكَلُوا فَقُمْتُ وَ قُلْتُ يَا أَبَةِ أَ تَأْمُرُ أَنْ أَفْعَلَ فَقَالَ لَيْسَ إِيَّاكَ عَنَيْتُ إِنَّمَا أَنْتَ مِنِّي وَ أَنَا مِنْكَ بَلْ إِيَّاهُمْ أَرَدْتُ قَالَ وَ كَرَّرَهَا ثَلَاثاً ثُمَّ قَالَ مَا أَكْثَرَ الْوَصْفَ وَ أَقَلَّ الْفِعْلَ إِنَّ أَهْلَ الْفِعْلِ قَلِيلٌ إِنَّ أَهْلَ الْفِعْلِ قَلِيلٌ أَلَا وَ إِنَّا لَنَعْرِفُ أَهْلَ الْفِعْلِ وَ الْوَصْفِ مَعاً وَ مَا كَانَ هَذَا مِنَّا

٥٥٣- أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْكُوفِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاط عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُعَتِّبٌ أَوْ غَيْرُهُ قَالَ بَعَثَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَسَنِ إِلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (عليه السلام) يَقُولُ لَكَ أَبُو مُحَمَّدٍ أَنَا أَشْجَعُ مِنْكَ وَ أَنَا أَسْخَى مِنْكَ وَ أَنَا أَعْلَمُ مِنْكَ

کتاب روضه

الكافي

المجلد الثامن

للمحدث الجليل والعالم الفقيه الشيخ محمد بن يعقوب الكليني المعروف بثقة الإسلام الكليني

المتوفى سنة ٣٢٩ هجرية

ترقيم الصفحات يوافق طبعة دار الكتب الاسلامية

٩٠- حُمَيْدُ بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْكِنْدِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ الْمِيثَمِيِّ عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ نُعْمَانَ الرَّازِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (عليه السلام) قَالَ انْهَزَمَ النَّاسُ يَوْمَ أُحُدٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ (صلى الله عليه وآله) فَغَضِبَ غَضَباً شَدِيداً قَالَ وَ كَانَ إِذَا غَضِبَ انْحَدَرَ عَنْ جَبِينِهِ مِثْلُ اللُّؤْلُؤِ مِنَ الْعَرَقِ قَالَ فَنَظَرَ فَإِذَا عَلِيٌّ (عليه السلام) إِلَى جَنْبِهِ فَقَالَ لَهُ الْحَقْ بِبَنِي أَبِيكَ مَعَ مَنِ انْهَزَمَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لِي بِكَ أُسْوَةٌ قَالَ فَاكْفِنِي هَؤُلَاءِ فَحَمَلَ فَضَرَبَ أَوَّلَ مَنْ لَقِيَ مِنْهُمْ فَقَالَ جَبْرَئِيلُ (عليه السلام) إِنَّ هَذِهِ لَهِيَ الْمُوَاسَاةُ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ إِنَّهُ مِنِّي وَ أَنَا مِنْهُ فَقَالَ جَبْرَئِيلُ (عليه السلام) وَ أَنَا مِنْكُمَا يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (عليه السلام) فَنَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ (صلى الله عليه وآله) إِلَى جَبْرَئِيلَ (عليه السلام) عَلَى كُرْسِيٍّ مِنْ ذَهَبٍ بَيْنَ السَّمَاءِ وَ الْأَرْضِ وَ هُوَ يَقُولُ لَا سَيْفَ إِلَّا ذُو الْفَقَارِ وَ لَا فَتَى إِلَّا عَلِيٌّ .

٩١- حُمَيْدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَحْمَدَ الدِّهْقَانِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ الطَّاطَرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادِ بْنِ عِيسَى بَيَّاعِ السَّابِرِيِّ عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي فُضَيْلٌ

*

کتاب روضہ حدیث آدم سے ۲ روایات پہلے

تفسیر الصافی

أو نكى

الصافی فی تفسیر القرآن

هذا هو
الكتاب المستطاب
المسمى بالصافي في تفسير كلام الله الوافي
من تصنيفات المحقق المفسر وزبدة العلماء المجتهدين
جناب الآخوند الملقب بالفيض كاشاني رحمه الله في
مجموعها جناب محمد وآله الطاهرين
من الهجرة النبوية
١٢٨٣

... الحواريين ... في سورة آل عمران إذ قال الحواريون يا عيسى ابن مريم هل يستطيع ربك ... بالخطاب ...
هل يستطيع ... هذه الاستطاعة ... ربنا ... تقتضيه الحكمة والإرادة ... أن ينزل علينا مائدة من السماء والمائدة الخوان إذا كان عليه الطعام ...
اتقوا الله من أمثال هذا السؤال إن كنتم مؤمنين بكمال القدرة قالوا نريد أن نأكل منها ... وتطمئن قلوبنا بالمشاهدة ونعلم أن قد صدقتنا
... النبوة ونكون عليها من الشاهدين ... قال عيسى ابن مريم اللهم ربنا أنزل علينا مائدة من السماء تكون لنا عيدا ...
... لأولنا وآخرنا ... وآية منك ...
وأنت خير الرازقين قال الله إني منزلها عليكم فمن يكفر بعد منكم فإني أعذبه عذابا لا أعذبه أحدا من العالمين ...

[illegible]

تفسير الصافي

أفرنكى

الصافي في تفسير القرآن

Cairo.

هذا هو
الكتاب المستطاب
المسمى بالصافي في تفسير كلام الله الوافي
من مصنفات المحقق المفسر وزبدة العلماء المجتهدين
جناب الآخوند ملا محسن الملقب بالفيض أسكنه الله في
بحبوحة جنانه بمحمد وآله الطاهرين
من الهجرة النبوية
١٢٨٣

عليهم فبايّ ذنب علم انهم استحقوا ذلك لانهم عبادك وقد عبدوا غيرك وان تغفر لهم فانك انت العزيز الحكيم القادر والقوي على الثواب والعقاب الذي لا تثيب ولا تعاقب الا عن حكمة وصواب ... قال الله هذا يوم ينفع الصادقين صدقهم ... لهم جنات تجري

من تحتها الانهار خالدين فيها ابدا رضي الله عنهم ورضوا عنه ذلك الفوز العظيم لله ملك السموات والارض وما فيهن وهو على كل شيء قدير ...

[illegible]

سورة الأنعام مائة وخمس وستون آية وهي مكية

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي خلق السموات والارض وجعل الظلمات والنور ... ثم الذين كفروا بربهم يعدلون ...

[illegible]

تم الربع الأول من كتاب الصافي بحمد الله ومنّه وتوفيقه ويتلوه الربع الثاني في تفسير سورة الأنعام والحمد لله أولاً وآخراً

تفسير الصافي

أفرنكي

الصافي في تفسير القرآن

Cairo.

هذا هو
الكتاب المستطاب
المسمى بالصافي في تفسير كلام الله الوافي
من تصنيفات المحقق المفسر وعمدة العلماء المجتهدين
جناب الآخوند ملا الملقب بالفيض اسكنه الله في
بحبوحة جنانه بمحمد وآله الطاهرين
من الهجرة النبوية
١٢٨٣

[illegible] ... فضل الله المجاهدين باموالهم وانفسهم على القاعدين درجة وكلا وعد الله الحسنى وفضل الله المجاهدين على القاعدين اجرا عظيما ... [illegible]

[illegible] ... درجات منه ومغفرة ورحمة ... [illegible]

[illegible] ... وكان الله غفورا رحيما ... ان الذين توفاهم الملائكة ظالمي انفسهم ... [illegible]

[illegible] ... قالوا فيم كنتم قالوا كنا مستضعفين في الارض ... [illegible]

[illegible] ... الم تكن ارض الله واسعة فتهاجروا فيها ... [illegible]

[illegible] ... الا المستضعفين من الرجال والنساء والولدان لا يستطيعون حيلة ولا يهتدون سبيلا ... [illegible]

[illegible]

تفسير الصافي

أفرنكي

الصافي في تفسير القرآن

هذا هو
الكتاب المستطاب
المسمى بالصافي في تفسير كلام الله الوافي
من تصنيفات المفسر المحدث وزبدة العلماء المجتهدين
جناب الآخوند ملا محسن الملقب بالفيض [illegible]
[illegible] جناب محمد وآله الطاهرين
من الهجرة النبوية
١٢٨٣

الاجهره فاولئك مع المؤمنين من عدادهم في الدارين وسوف يؤت الله المؤمنين اجرا عظيما فيساهمونهم فيه ما يفعل الله بعذابكم ان شكرتم وآمنتم ايتشفى به من غيظ او يدفع به
ضررا او يستجلب به نفعا سبحانه هو الغني المتعالي عن النفع والضر وانما يعاقب المصر على كفره لان اصراره عليه كسوء مزاج يؤدي الى مرض فاذا زال بالايمان والشكر ونقى عنه نفسه تخلص من
تبعته وانما قدم الشكر لان الناظر يدرك النعمة اولا فيشكر شكرا مبهما ثم يمعن النظر حتى يعرف المنعم فيؤمن به وكان الله شاكرا مثيبا يقبل اليسير ويعطي على القليل الجزيل
عليما بحق شكركم وايمانكم لا يحب الله الجهر بالسوء من القول الا من ظلم الا جهر من ظلم بالدعاء على الظالم والتظلم منه ولا يذكره بما فيه من السوء فان ذلك غير جائز الا ما يتصل بظلمه ... الانتصار له
وفيه تنبيه ... من جهة ما ظلم ... في حديث ... ان خاتك جاز ... الحق ... من الخير الثناء والعمل الصالح ... سوء
فعذا لطلب ... في الجهر ... ان الضيف نزل بالرجل فلا يحسن ضيافته فلا جناح عليه ان يذكر سوء ما فعله ... في هذه الاية ...
من ظلم فلا جناح عليهم فيما قالوا فيه ... الجهر بالسوء من القول ان يذكر الرجل بما فيه وكان الله سميعا لكلام المظلوم عليما بالظالم ... الفاسق ...
كلا ... ان تبدوا خيرا طاعة وبرا او تخفوه او تعفوا عن سوء مع قدرتكم على الانتقام من ... بالسوء من القول وهو المقصود ... وما قبله ...
عليه ... فان الله كان عفوا قديرا ... يكثر العفو عن العصاة مع كمال قدرته على الانتقام وهو حث للمظلوم على العفو بعد ما رخص له في الانتصار حملا على مكارم الاخلاق
ان الذين يكفرون بالله ورسله ويريدون ان يفرقوا بين الله ورسله بان يؤمنوا بالله ويكفروا برسله ويقولون نؤمن ببعض ونكفر ببعض نؤمن ببعض الانبياء ونكفر
ببعض ... موسى ... من الانبياء وكذبوا ... ويريدون ان يتخذوا بين ذلك سبيلا
والكفر سبيلا ... الايمان بالله لا يتم الا بالايمان برسله كلهم ... فالكافر ببعض ذلك كالكافر بالكل ...
... اولئك هم الكافرون حقا ... الكاملون في الكفر ... واعتدنا للكافرين عذابا مهينا ...
... والذين آمنوا بالله ورسله ولم يفرقوا بين احد منهم بل آمنوا بجميعهم اولئك سوف يؤتيهم اجورهم الموعودة
... وكان الله غفورا لم يزل يغفر ما فرط منهم من المعاصي رحيما يتفضل عليهم
بانواع الانعام يسألك اهل الكتاب ان تنزل عليهم كتابا من السماء نزلت في احبار اليهود قالوا ان كنت نبيا فأتنا بكتاب من السماء جملة كما
اتى موسى بالتوراة جملة ... فقد سألوا موسى اكبر من ذلك ... ان استعظمت ما سألوه منك ...
... فاخذتهم الصاعقة بظلمهم ... ثم اتخذوا العجل من بعد ما جاءتهم البينات
... فعفونا عن ذلك ... وآتينا موسى سلطانا مبينا ... ورفعنا فوقهم الطور ... بميثاقهم ... وقلنا لهم على لسان
... ادخلوا الباب سجدا وقلنا لهم ... لا تعدوا في السبت ... واخذنا منهم ميثاقا غليظا
... فبما نقضهم ميثاقهم ...
... وكفرهم بآيات الله وقتلهم الانبياء بغير حق وقولهم قلوبنا غلف ...
... بل طبع الله عليها بكفرهم ...
... فلا يؤمنون الا قليلا ... وبكفرهم ... وقولهم على مريم بهتانا عظيما ...
... وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله ...
... وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم ...
...
وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ...
...
... ما لهم به من علم الا اتباع الظن ... وما قتلوه يقينا ...
... بل رفعه الله اليه ...
...
...
... وكان الله عزيزا ... حكيما ... وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ...
... ويوم القيامة يكون عليهم شهيدا ...

تفسير الصافي

أفرنكي

الصافي في تفسير القرآن

هذا هو
الكتاب المستطاب
المسمى بالصافي في تفسير كلام الله الوافي
من تصنيفات أفخر المفسرين وزبدة العلماء المجتهدين
جناب الآخوند [illegible] الملقب بالفيض رحمه الله في
مطبوعها جناب محمد [illegible] الطاهر
من الهجرة النبوية
١٢٨٣

الضرر كالا يستطيع الجهاد بنفسه او حي ثابا ثم [illegible] فقال الضرير [illegible] والذي نفسي بيده لكان [illegible] في الكتف فالجاهدين في سبيل الله باموالهم وانفسهم [illegible]
القاعدين الجهاد فضل الله المجاهدين باموالهم وانفسهم على القاعدين درجة وكلا من القاعدين والمجاهدين وعد الله الحسنى المثوبة الحسنى وهي الجنة لحسن عقيدتهم وخلوص نيتهم
لم يحبوا عن الجهاد لقد خلفتم في المدينة اقواما ما سرتم مسيرا ولا قطعتم واديا الا كانوا معكم وهم الذين صحت نياتهم ونصحت جيوبهم وهوت افئدتهم الى الجهاد وقد منعهم عن المسير ضرر
او غيره وفضل الله المجاهدين على القاعدين اجرا عظيما درجات منه ومغفرة ورحمة [illegible] في الجنة ان الله فضل المجاهدين على القاعدين سبعين درجة بين كل درجتين
سبعين خريفا للفرس الجواد المضمر [illegible] بتفضيل المجاهدين [illegible] الاولى ما خولهم في الدنيا من الغنيمة والظفر وجميل الذكر
والثاني ما جعل لهم في الآخرة وقيل الدرجات [illegible] عند الله والدرجات منازلهم في الجنة وقيل القاعدون الاولون هم الاضراء والقاعدون الثاني هم الذين اذن لهم في التخلف اكتفاء
بغيرهم وقيل المجاهدون الاولون من جاهد الكفار والآخرون من جاهد نفسه كما ورد في الحديث رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر [illegible] ان يكون المراد بالاولين [illegible]
[illegible] فان ما بين المجاهدين [illegible] كما بين السماء والارض وكان الله غفورا رحيما لما عسى ان يفرط منهم ويرحمهم باعطاء الثواب ان الذين توفاهم الملائكة يحتمل الماضي
والمضارع ظالمي انفسهم في حال ظلمهم انفسهم بترك الهجرة وموافقة الكفرة في الاحتجاج عن امير المؤمنين انه سئل عن قول الله تعالى الله يتوفى الانفس حين موتها وقوله قل يتوفاكم
ملك الموت وقوله عز وجل توفته رسلنا وقوله تعالى الذين تتوفاهم الملائكة [illegible] فجعل الفعل [illegible] ملك الموت [illegible] الملائكة فقال ان الله تعالى اجل واعظم
من ان يتولى ذلك بنفسه وفعل رسله وملائكته فعله لانهم بامره يعملون فاصطفى من الملائكة رسلا وسفرة بينه وبين خلقه وهم الذين قال الله فيهم الله يصطفي من الملائكة رسلا
ومن الناس فمن كان من اهل الطاعة تولت قبض روحه ملائكة الرحمة ومن كان من اهل المعصية تولت قبض روحه ملائكة النقمة ولملك الموت اعوان من ملائكة الرحمة والنقمة
يصدرون عن امره وفعلهم فعله وكل ما يأتونه منسوب اليه فاذا كانت فعلهم فعل ملك الموت ففعل ملك الموت فعل الله لانه يتوفى الانفس على يد من يشاء ويعطي ويمنع
ويثيب ويعاقب على يد من يشاء وان فعل امنائه فعله كما قال وما تشاؤون الا ان يشاء الله وفي الفقيه عن الصادق انه سئل عن ذلك فقال ان الله تعالى جعل لملك الموت اعوانا من الملائكة
يقبضون الارواح بمنزلة صاحب الشرطة له اعوان من الانس يبعثهم في حوائجه فتتوفاهم الملائكة ويتوفاهم ملك الموت من الملائكة مع ما يقبض هو ويتوفاها الله تعالى من ملك الموت
سئل عن امير المؤمنين عن ذلك فقال ان الله تبارك وتعالى يدبر الامور كيف يشاء ويوكل من خلقه من يشاء بما يشاء اما ملك الموت فان الله يوكله بخاصته من يشاء ويوكل رسله من الملائكة خاصته
بمن يشاء من خلقه والملائكة الذين سماهم الله عز ذكره وكلهم بخاصته من يشاء من خلقه تبارك وتعالى يدبر الامور كيف يشاء وليس كل العلم يستطيع صاحب العلم ان يفسره لكل الناس لان منهم
القوي والضعيف لان منهم ما يطيق حمله ومنهم من لا يطيق حمله الا من يسهل الله له حمله واعانه عليه من خاصة اوليائه وانما يكفيك ان تعلم ان الله المحيي المميت وانه يتوفى الانفس على
يدي من يشاء من خلقه من ملائكته وغيرهم اقول [illegible] في هذه المسألة ان ما قال والسر فيه ان قابض روح النبات ومنميه [illegible] النفس المختصة بالحيوان وهي من قوى الملكوت
باذن الله لهذا الفعل [illegible] الحساس والمحركة فابض روح الحيوان ومنميه [illegible] الانسانية النفس المختصة بالانسان وهي كلمة الله المسماة بالروح القدس
[illegible] النفوس من القوة [illegible] الى العقل المستفاد بامر الله [illegible] الارواح الحيوانية [illegible] الملكوت الآخرة وهم المراد بالملائكة والرسل واما الانسان بما هو انسان
فقابض روحه ملك الموت قل يتوفاكم ملك الموت [illegible] الرتبة العقلية [illegible] هو الله تعالى يتوفى الانفس يا عيسى اني متوفيك ورافعك الي ومطهرك من الذين كفروا يرفع الله الذين
آمنوا منكم والذين اوتوا العلم درجات قالوا اي الملائكة توبيخا لهم فيم كنتم في اي شيء كنتم من امر دينكم قالوا كنا مستضعفين في الارض يستضعفنا اهل الشرك بالله في ارضنا
وبلادنا بكثرة عددهم وقوتهم ويمنعونا من الايمان بالله واتباع رسوله اعتذروا [illegible] بضعفهم وعجزهم عن الهجرة او عن اظهار الدين واعلاء كلمته قالوا اي الملائكة تكذيبا لهم وتبكيتا
ألم تكن ارض الله واسعة فتهاجروا فيها فتخرجوا من ارضكم ودوركم [illegible] من يمنعكم من الايمان الى قطر آخر كما فعل المهاجرون الى المدينة والحبشة فاولئك مأواهم جهنم وساءت
مصيرا قيل نزلت في ناس من مكة اسلموا ولم يهاجروا حين كانت الهجرة واجبة [illegible] القاسم بن [illegible] والحارث بن زمعة بن الاسود وقيس بن الوليد بن المغيرة وابو
العاص بن منبه بن الحجاج وعلي بن امية بن خلف [illegible] عن امير المؤمنين [illegible] الملائكة لهم عند الموت فيم كنتم قالوا كنا مستضعفين في الارض ونعلم
[illegible] ألم تكن ارض الله واسعة فتهاجروا فيها اي دين الله وكتاب الله واسع [illegible] بين الحجتين [illegible] وفي نهج البلاغة
قال ولا يقع اسم الاستضعاف على من بلغته الحجة فسمعتها اذنه ووعاها قلبه وفي الكافي عن الصادق انه سئل ما تقول في المستضعفين فقال [illegible] فتركتم احدا يكون مستضعفا
[illegible] المستضعفون [illegible] العواتق [illegible] وعن الكاظم انه سئل عن الضعفاء فكتب الضعيف من لم ترفع له حجة ولم يعرف
الاختلاف فاذا عرف الاختلاف فليس بضعيف [illegible] لا يمكن الرجل [illegible] وعن الصادق من [illegible] وان كان غير [illegible]
استوجب الجنة وكان يحول بينهم [illegible] الا المستضعفين من الرجال والنساء والولدان استثناء منقطع لعدم دخولهم في الموصول وضميره والاشارة اليه لا يستطيعون حيلة
ولا يهتدون سبيلا في الكافي عن الباقر هو الذي لا يستطيع حيلة يدفع بها عنه الكفر ولا يهتدي بها الى سبيل الايمان لا يستطيع ان يؤمن ولا يكفر والصبيان ومن كان من الرجال والنساء
على مثل عقول الصبيان وعنه انه سئل [illegible] وما كانت تعرف [illegible] الجنة [illegible]
الاول في الجرة مرفوع عنهم القلم وعن الصادق لا يستطيع حيلة الى النصب فينصب ولا يهتدون سبيلا الى الحق فيدخلون فيه هؤلاء يدخلون الجنة باعمال حسنة وباجتناب المحارم
التي نهى الله عنها ولا ينالون منازل الابرار وعن العياشي عن الباقر انه سئل عن المستضعفين فقال البلهاء في خدرها والخادم تقول لها صلي فتصلي لا تدري الا ما قلت لها والجليب
الذي لا يدري الا ما قلت له والكبير الفاني والصبي الصغير وفي الكافي الجليب الذي يجلب من بلاد الشرك فاولئك عسى الله ان يعفو عنهم وكان الله ٤ ذا صفح عن ذنوب عباده ساترا

جلاء العیون

جلد دوم

سوانح چہاردہ معصومین علیہم السلام

تالیف

ملا محمد باقر مجلسیؒ بن علامہ محمد تقی مجلسیؒ

ترجمہ

علامہ سید عبدالحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

ناشر

عباس بک ایجنسی

رستم نگر، درگاہ حضرت عباسؑ، لکھنؤ، انڈیا

فون نمبر۔ 260756, 269598

اللہ کا نام: علمائے اسلام نے لفظ اللہ کی تعریف کی ہے یَسْتَلْزِمُ لِجَمِیعِ صِفَاتِ جَمَالِہٖ وَکَمَالِہٖ جو تمام جمال و کمال کی صفات کے ساتھ مستلزم ہو وہ اللہ ہے اور قرآن کہہ رہا ہے کہ الاسمآءُ الحسنیٰ (حشر) اور اسی اللہ کے لئے ہیں اچھے نام اب دیکھنا ہے اسمائے حسنیٰ اللہ کے نام سے کیا مراد ہے چنانچہ مشہور حدیث ہے نَحْنُ اَسْمَآءُ اللّٰہِ اقوال ائمہ اہل بیت علیہم السلام ہم ہیں اللہ کے نام۔ اگر لفظِ اسم نام پر غور کریں تو معلوم ہو جائے گا اسم ہوتا ہے وہ کلمہ جس سے کسی ذات کو پہچانا جائے لہذا وہ ذوات مقدسہ جو ذریعہ معرفت حق ہیں اسمائے الٰہی ہیں۔ یا اسم اللہ۔ اللہ کا نام کہلانے کے مستحق ہیں۔ غور کا مقام ہے نحن سے کیا مراد ہے جب کہ وحدت ہی وحدت ہے اور یہ سب کے سب ایک ہیں۔ لہذا نحن سے مراد ہے وہ آنائے مطلقہ یعنی نور کائنات جو علت تخلیق کائنات ہے اب بسم اللہ کے معنی یہ ہیں کائنات کی ہر شے کا وجود اس نام سے جو نور مخلوق اوّل ہے اور آج یہ ثابت بھی ہو گیا ہے۔ علم طبعیات سے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ غیر مرئی نوری شعاعوں سے پیدا ہوا ہے اور ہر ذرے میں نوری شعاعیں موجود ہیں۔ اگر وہ شعاعیں نکل جائیں تو ذرہ فنا ہو جائے۔ لہذا موجودات کے ذرے ذرے کا باعث وجود و بقا وہ نور ہے جو اللہ کا نام ہے اس کا نام ہے رحمانیت رحمٰن رحیم کا مطلب رحم کا معنی ہے۔ تربیت اور تربیت کا تفصیلی معنی یہ ہے وجود ناقصہ کو اپنی نگرانی میں لے کر اس کی بتدریج پرورش کر کے کمال تک پہنچانا۔ رحمٰن۔ رحیم دونوں کا معنی ہوا وجود ہائے ناقص کو اپنی نگرانی میں بتدریج کمال تک پہنچانے والا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا اب مطلب یہ ہوا ہر شے اللہ کے نام سے ہے جو رحمٰن (علتِ وجود و بقائے اشیاء) اور رحیم ناقص کو بتدریج کمال تک پہنچانے والا۔ کمال سے مراد ہے حدیث قدسی ملاحظہ ہو عبدی اَطِعْنِی اَجْعَلُکَ مثلی انا حیٌ لا اموت اجعلک حیاً لا تموت انا غنیٌ لا افتقر اجعلک غنیاً لا تفتقر انا مہما اشاء کن اجعلک مہما تشاء فکن ترجمہ میرے بندے میری اطاعت کر میں تجھے اپنے جیسا بنا لوں گا۔ میں ایسا زندہ ہوں جو مرتا نہیں تجھے بھی ایسا زندہ بنا دوں گا جو کبھی نہ مرے گا میں ایسا غنی ہوں جسے کوئی احتیاج نہیں تجھے بھی ایسا غنی بنا دوں گا۔ کہ تجھے کوئی احتیاج نہ رہے میں ایسا ارادہ کرنے والا ہوں جس چیز کو چاہوں وہ ہو جائے تو وہ ہو جاتی ہے تجھے بھی ایسا ارادہ کرنے والا بنا دوں گا تو جس چیز کو چاہے وہ ہو جائے۔ عبدی اطعنی اجعلک مثلی فقل لشیٔ

کُنْ فَیَکُوْن ۔ میرے بندے میری اطاعت کر میں تجھے۔ اپنے جیسا بنا لوں گا۔ پھر تو جس شے کے لئے کہے گا ہو جا وہ ہو جائے گی ان دونوں حدیثوں میں لفظ آیا ہے مثلی۔ تو اس سے مراد ہے بندے تو مجھکو جیسا سمجھتا ہے میں تجھ کو ویسا بنا دوں گا۔ جو صفات تو میری طرف منسوب کرتا ہے وہی صفات میں تجھ میں پیدا کر دوں گا۔ پس صفات الہیہ سے متصف ہو جانا کمال ہے اسی کا نام عبدیت اور عبادت ہے جو کر رہا ہے وہ عبد اور عابد ہے جس کے یہ اوصاف تھے وہ معبود ہے فرمان صادق آل محمد علیہم السلام لَنَا مَعَ اللّٰہِ حَالَاتٌ نحن فیہا ھو وھو فیہا نحن مع ذالک ھو ھو ونحن نحن ہمارے اللہ کے ساتھ ایسے حالات ہیں جس میں ہم وہ ہوتے ہیں اور وہ ہم ہوتا ہے اس طور پر ہونے کے باوجود وہ وہی ہے اور ہم۔ ہم ہی ہیں۔ ارشاد ہے خالق کا خود نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد۔ ہم انسان سے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں اِنَّ اللّٰہ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ۔ بیشک اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان میں حائل ہے۔ نظریہ علم طبعیات بھی تسلیم کر لیا گیا ہے کہ غیر مرئی تخلیقی نوری شعاعیں یونیورس (UNIVERSE) میں ہر جگہ اور ہر ذرے میں موجود ہیں۔ اس نور کی جان ذات خالق ہے ان شعاعوں کا موجود ہونا گویا خود اس کا موجود ہونا ہے قلب انسانی کے چاروں طرف ان شعاعوں کے حلقے ہیں جو قوت ادراک کی ترقی سے شعور میں آجاتے ہیں۔ مگر جب تک نفس انسانی پر غفلت چھائی رہے اس تک اُن کا ادراک نہیں ہوتا۔ پس اگر ان شعاعوں کا قلب انسان سے کامل اتصال ہو جائے تو صفات الہیہ کا مظہر بن جائے گا یہی قول امام جعفر صادق علیہ السلام کا منشا ہے لہذا سوچ اور اعتراض کی ضرورت نہیں کہ وہ ہم ہوتا ہے اور ہم وہ ہوتے ہیں اس سے کیا مراد ہے جس کو محمدؐ و آل محمدؐ سے اتصال ہو جائے وہ بھی اس حد کمال تک پہنچ سکتے ہیں لہذا محمدؐ و آل محمد علیہم السلام کی سوانح حیات کو پڑھنا لازمی ہے اسی لئے اس کا نام ہے جلاء العیون آنکھوں کی روشنی۔

انبیاء نے علی کو پکارا۔ آدم سے لیکر آج تک اور تا قیامت ہر زمانہ میں انبیاء علیؑ۔ رسل مومنین یا جس نے بھی پکارا کیا محمدؐ و آل محمدؐ نے ان کی مدد کی سابقہ میں مولا علی کے خطبات کے الفاظ گذرے نوح کو نجات دینے والا ایوب کو شفا دینے والا میں ابھی تو یہ حضرات مکہ میں پیدا نہیں ہوئے مدد کیسے

کرتے تھے کیا انبیاء نے ان کو پکارا اور انہوں نے ان کی مدد کی قرآن کیا کہتا ہے۔ لہذا ملاحظہ
ہو رحمٰن رحیم۔ قابض۔ قادر۔ عالم۔ حی۔ مرید۔ مدرک۔ باعث۔ خالق۔ رب۔ رازق۔ ناصر معین مولی
وغیرہ یہ اللہ کے نام ہیں اور بیان سابقہ سے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ یہ اللہ کے نام (صفات)
محمدؐ و آل محمدؐ ہیں۔ خالق۔ رازق۔ رحمٰن۔ اب یہ اللہ نہیں بلکہ اللہ کے صفات یا اللہ کے نام ہیں
اسمائے حسنیٰ ان کو قرآن میں کہا گیا ہے اور یہ بھی حکم دیا گیا ہے اللہ کو اسمائے حسنیٰ کے ساتھ
پکارو اور اللہ کے صفات۔ نام یہ ہیں محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام ان کو مظہر صفاتِ خداوندی بھی
کہا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی تمثیل علی بھی جتنے بھی صفات ہیں اُن کے مظاہر ہیں محمدؐ و آل محمدؐ
اپنے اپنے دور میں مصائب میں انبیا نے پکارا ہے۔ اللہ کو رب کے نام سے۔ اللہ اور رب
دونوں ایک نہیں ہیں بلکہ اللہ اور ہے رب اور ہے اللہ رب ہو سکتا ہے مگر رب اللہ نہیں
ہو سکتا۔ رب کا معنیٰ ہے نگران محافظ پرورش کرنے والا۔ رب قرآن میں بادشاہ کیلئے بھی
آیا ہے حضرت آدمؑ سے لیکر جناب محمدؐ عربی تک انبیاء کرام نے پرچار کیا ہے اللہ کا اور جب
ان پر مصائب پڑے تو پکارا ہے انہوں نے رب کو جناب آدمؑ فرماتے ہیں اور جناب حواؑ قالا
رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ۔ خط ارضی
پہ جب حضرت آدمؑ اور جناب حواؑ جدا جدا تھے تو ایک عرصہ تک روتے رہے اس وقت دونوں نے
اپنے اپنے مقام پر دعا کی یا پکارا انہوں نے اسے ہمارے رب۔ ہم نے اپنے نفسوں پر زیادتی
کی ہے و اگر کبھی بھی تو نے ہم کو نہ اپنی رحمت میں ڈھانپ لیا تو ہم خاسرین میں سے ہو جائیں
گے حضرت نوح علیہ السلام قوم کو تبلیغ فرما رہے ہیں لوگ پتھر مار رہے ہیں نبی زخمی ہے پتھروں
میں دب گیا فرشتہ آ کر نکالتا ہے پھر تبلیغ فرماتے ہیں پھر پتھروں کی بارش ہوتی ہے دب
گئے فرشتہ نکالتا ہے آخر نوح علیہ السلام نے بد دعا فرمائی حکم ہوا کشتی بناؤ کشتی تیار ہوئی
مومنین سوار حیوان جانور۔ پرندے سوار تنور سے پانی نکلا۔ بارش اوپر سے شروع ہو گئی پانی کا
عذاب آ گیا کشتی آب دوش پر رواں سب ڈوب رہے ہیں پانی بلند ہو رہا ہے مکانات اشجار
سب پانی میں غرق پہاڑوں پر پانی بلند ہو رہا ہے بیوی۔ بیٹا تک ڈوب گئے۔ کشتی گرداب
میں آ گئی آواز دی نبی نے کہ وَنَادٰی نُوْحٌ رَّبَّهٗ اور پکارا نوح علیہ السلام اپنے رب کو
میری کشتی کو بچا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب نمرود اور اس کی قوم نے بت شکنی کا جرم
قرار دیا اور ان کو آگ میں ڈالنے کا اعلان کر دیا ایک مدت تک آگ جلتی رہی شعلے بلند تھے

وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ،

کہ کتاب حقائق انتساب۔ دفائن جواہر مناقب مخفی و خزائن اسرار محامد خفی و جلی

مُسمّٰی بہ

کوکبِ دُرّی فی فضائلِ علی کرم اللہ وجہہ

ترجمہ مناقب مرتضوی

مصنفہ حضرت الفاضل الالمعی والمعارف اللوذعی سید محمد صالح کشفی

الترمذی الحسنی الحنفی ابن العارف باللہ میر عبداللہ مشکین قلم

اسکنہما اللہ تعالیٰ فی جنات الاکرم

مع

اضافہ مقدمہ و تتمہ خاتمہ از جناب سلطان المتکلمین و سید المحققین علامہ

سید محمد سبطین صاحب قبلہ سرسوی اعلی اللہ مقامہٗ

مترجمہ

جناب الحاج مولانا مولوی سید شریف حسین صاحب سبزواری مرحوم و مغفور

ملنے کا پتہ

امامیہ کتب خانہ لاہور

مغل حویلی۔ اندرون موچی دروازہ۔

الفتٰی اخوالفتی۔ انا الممدوح بھل أتٰی۔ انا وجہ اللہ ۔ انا جنب اللہ۔ انا علم اللہ۔ انا عندی علم ما کان وما یکون الی یوم القیامۃ لا یدعی ذٰلک احد ولا یدعی عنہ احد جعل اللہ قلبی مضیئا وعملی رضیا لقنی ربی الحکمۃ وغذانی بھا لم اشرک باللہ منذ خلقت ولم اجزع منذ حملت قتلت صنا دید العرب وفرسانھا وافنیت لیوثھا وشجعانھا۔ ایھا الناس سلونی من علم مخزون و حکمتہ مجموعۃ۔

ہوں اور میں شان خدا ہوں ۔میرے پاس سب علم گذشتہ و آئندہ ہے تا روز قیامت ۔میرے سوا امت میں سے کوئی اور اس کا مدعی نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی مجھ کو اس مرتبہ سے ہٹا نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے قلب کو روشن فرمایا ہے اور میرے عمل کو پسند۔ اللہ نے مجھ کو حکمت دی ہے اور اس سے پرورش کیا ہے جب سے پیدا ہوا ہوں چشم زدن کے لئے شرک کا مرتکب نہیں ہوا۔ اور جب سے دنیا میں آیا ہوں کبھی خوف نہیں کھایا ۔میں نے ہی صنادید عرب اور ان کے شہسواروں کو قتل کیا ہے اور ان کے سرکشوں اور بہادروں کو فنا کیا ہے۔ اے لوگو پوچھو مجھ سے علم مخزون الٰہی کی بابت اور اس کی اس حکمت کی بابت جو مجھ میں ذخیرہ کی گئی ہے۔

الرابعۃ

ومن ذٰلک ماورد عنہ فی خطبۃ الافتخار رواہ اصبغ ابن نباتۃ قال خطب امیرالمومنینؑ فقال فی خطبتہ انا اخو رسول اللہ ووارث علمہ ومعدن حکمتہ وصاحب سرہ وما انزل اللہ حرفا فی کتاب من کتبہ والا وصار الی و زادلی علم ما کان وما یکون الی یوم القیامۃ اعطیت علم الانساب والاسباب واعطیت الف مفتاح یفتح

منجملہ انہی خطبات کے وہ خطبہ افتخاریہ ہے جس کو اصبغ بن نباتہ نے روایت کیا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ امیرالمومنینؑ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا میں برادر رسول اور اس کے علم کا وارث ہوں اور اس کی حکمت کا معدن اور اس کا راز دار ہوں۔ خدا نے جو حرف کتاب میں نازل فرمایا ہے وہ سب مجھ کو پہنچ گیا ہے۔ اور قیامت تک آئندہ و گذشتہ کا علم مجھے دے دیا گیا ہے۔ مجھے علم انساب و علم اسباب عطا کیا گیا ہے اور مجھ کو

كل مفتاح الف باب ومددت بعلم القدر
وان ذالك يجرى فى الاوصياء من بعدى
ما جرى الليل والنهار حتى يرث الله
الارض ومن عليها وهو خير الوارثين
اعطيت الصراط والميزان واللوا
والكوثر انا المقدم على بنى آدم يوم
القيامة انا المحاسب للخلق انا سنريهم
منازلهم - انا عذاب اهل النار ان
كل ذلك فضل من الله علىّ ومن
انكران لى فى الارض كرّة بعد كرّة
وعود بعد رجعة حديثا كما
كنت قديمًا فقد ردّ علينا من
ردّ علينا - فقد ردّ على الله انا صاحب
الدعوات انا صاحب الصلوات انا
صاحب النفخات - انا صاحب الدلاوت
انا صاحب الآيات العجيبات انا عالم
اسرار البريات - انا قرن من حديد
انا منزل الملائكة منازلها - انا
اخذ العهد على الارواح فى الازل
انا منادى لهم الست بربكم بامر قيوم
لم يزل - انا كلمة الله الناطقة فى
خلقه انا اخذ العهد على جميع الخلائق
فى الصلوٰة انا غوث الارامل واليتامٰى
انا باب مدينة العلم انا كهف الحلم
انا دعامة الله القائمة انا صاحب

ہزار مفاتیح علم عطا کی گئی ہیں۔ جن میں سے ہر مفتاح
سے ہزار ہزار ابواب علم اور کھلتے ہیں اور مجھے علم
تقدیر سے امداد دی گئی ہے۔ اور بیشک یہی سلسلہ
میرے بعد میرے اوصیاء میں جاری ہے۔ وہ سب
علم قضاء و قدر سے مؤید ہیں۔ جب تک دنیا قائم
ہے اور جب تک خدا زمین اور اہل زمین کا وارث
ہو (قیامت تک) اور وہ بہترین وارث و مالک ہے
مجھ ہی کو صراط و میزان۔ لواء حمد اور کوثر عطا کیا گیا
ہے۔ اور روز قیامت میں کل بنی آدم پر مقدم ہوں گا
اور میں ہی مخلوقات کا باذن اللہ حساب لوں گا
اور ان کے درجات میں جگہ دونگا اور اہل نار کو میں ہی
سزا دونگا۔ یہ سب مجھ پر خدا کا فضل اور اس کی
عنایت ہے۔ اور جو اس کا انکار کرے کہ مجھے
زمین میں بار بار آنا ہے۔ اور ہمیشہ آتا رہا ہوں تو جو
ہماری بات کو رد کرتا ہے۔ وہ خدا کی بات کو رد
کرتا ہے (اور وہ کافر ہے) میں ہی دعوتوں والا ہوں
میں ہی نمازوں والا ہوں (ہر زمانے اور ہر دور میں
نمازیں ادا کی ہیں۔ یا ہمیشہ مجھ پر صلوات الٰہی رہی ہیں
میں ہی بہت سی سلطنتوں اور دولتوں والا ہوں۔
قدیم ازمنہ میں بھی ولی رہا ہوں اور اس دور میں بھی
اور آئندہ بھی زمانہ رجعت میں میری ہی دولت و
سلطنت ہوگی۔ میں عجیب عجیب آیات والا اور
ساری مخلوقات کے اسرار کا عالم ہوں۔ میں خدا
کا آہنی سینگ دشمنوں کو فنا کرنے والا ہوں۔ میں
ہی فرشتوں کو ان کے عہدوں اور مرتبوں پر مقرر کرتا

لواء الحمد انا صاحب الهبات بعد الهبات ولو اخبرتكم اكفرتم۔ انا قاتل الجبابرة انا الذخيرة فى الدنيا والاخرة۔ انا سيد المومنين۔ انا علم المهتدين انا صاحب اليمين انا عين اليقين انا امام المتقين۔ انا السابق الى الدين انا حبل الله المتين۔ انا الذى املاءها عدلًا كما ملئت ظلمًا وجورًا بسيفى هذا انا صاحب جبرئيل انا تابع ميكائيل انا شجرة الهدىٰ انا علم التقى۔ انا حاشر الخلق الى الله۔ بالكلمة التى يجمع بها الخلائق انا منشاء الانام۔ انا جامع الاحكام انا صاحب القضيب الازهر والجمل الاحمر انا باب اليقين۔ انا امير المومنين انا صاحب الخضر۔ انا صاحب البيضاء انا صاحب الفيحاء۔ انا قاتل الاقران انا مبيد الشجعان۔ انا صاحب القرون الاولين انا الصديق الاكبر۔ انا الفاروق الاعظم۔ انا المتكلم بالوحى انا صاحب النجوم۔ انا مدبرها بامر ربى و علم الله الذى خصنى به۔ انا صاحب الوايات الصفر والحمر انا الغائب المنتظر لامر عظيم انا المعطى انا المبذل انا القابض على القلب۔ انا الواصف لنفسى۔ انا المناظر لدين

ہوں (کہ ولی الامر ہوا اور وہ مدبرات الامر) میں نے خدا کی طرف سے عالم ازل میں ارواح سے عہد لیا تھا اور میری زبان میں اس نے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کہا تھا ریا میری ہی ولایت کا ان سے عہد لیا گیا ہے، میں ہمیشہ اس کی مخلوق میں اس کا بولتا ہوا کلمہ رہا ہوں میں ہی ساری مخلوق سے نمازوں میں عہد لینے والا ہوں میں یتیموں اور بیواؤں کا فریادرس ہوں اور میں ہی بابِ مدینۂ علم اور کوہ وقار ہوں اور خدائی ستون۔ میں ہی صاحب لوأ حمد ہوں، اور میں بار بار بخششوں والا۔ اور اگر سب کی اطلاع تم کو دوں تو تم تکذیب کر کے کافر ہو جاؤگے۔ اور برداشت نہ کر سکوگے۔ میں ہی ملوک جبابرہ کو قتل کرنے والا۔ میں مومنوں کا سردار اور ہدایت یافتوں کا نشانِ ہدایت ہوں۔ میں ہی صاحب الیمین عین الیقین امام المتقین۔ سابق الی الدین۔ اور حبل اللہ المتین ہوں۔ میں ہی ہوں کہ اس زمین کو عدل دوا دسے پُر کرونگا۔ جس طرح کہ پہلے یہ ظلم وجور سے پُر ہوگی میں ہی جبرائیل کا مصاحب اور میکائیل کا ساتھی ہوں۔ میں ہی شجرۂ ہدایت اور علم پرہیزگاری ہوں۔ میں ہی مخلوق کو اللہ کی طرف جمع کرنے والا ہوں۔ اس کلمہ سے جس سے ساری خلائق مجتمع ہوتی ہے۔ میں ہی غایتِ خلق اور جامع احکام عالم ہوں۔ میں سبز چھڑی۔ اور سرخ اونٹ والا جو زمانہ رجعت میں لشکر یمنی کے ساتھ ظاہر ہوگا میں باب الیقین اور امیر المومنین ہوں۔ میں ہی صاحب خضر اور صاحب ید بیضا ہوں یا میں ہی صاحب قصر بیضا اور صاحب قصر فیحار ہوں۔ میں ہمسر پہلوانوں کا قاتل اور

ربّی انا الحامی لابن عمی انا مدرجه فی
الاکفان۔ انا ولی الرحمن انا صاحب الخضر
وھارون۔ انا صاحب موسی و یوشع بن
نون۔ انا صاحب الجنه انا صاحب القطر
والمطر انا صاحب الزلازل والخسوف
انا مروع الالوف انا قاتل الکفار انا
امام الابرار۔ انا البیت المعمور انا۔
سقف المرفوع۔ انا البحر المسجور۔ انا
باطن الحرم۔ انا عماد الامم۔ انا صاحب
الامر الاعظم هل من ناطق بنا طقنی
ولولا انا اسمع کلام الله وقول رسول الله
لوضعت سیفی فیکم ولقتلتکم اخرکم۔
انا شهر رمضان انا لیلة القدر انا ام
الکتاب۔ انا فصل الخطاب۔ انا سورة
الحمد انا صاحب الصلوٰة فی الحضر
والسفر بل نحن الصلوٰة والصیام و
اللیالی والایام والشهور والاعوام۔ انا
صاحب الحشر والنشر۔ انا الواضع عن امة
محمد انا باب السجود انا العابد والمعبود۔ انا
الشاهد والمشهود۔ انا صاحب السندس
الاخضر۔ انا المذکور فی السمٰوٰت والارض
انا الماضی مع رسول الله فی السمٰوٰت انا
صاحب الکتاب والقوس۔ انا صاحب شیث
ابن آدم۔ انا صاحب موسیٰ وادم۔ انا
بی تضرب الامثال۔ انا صاحب السماء

اور بہادروں کو فنا کرنے والا ہوں۔ اور میں ہی پہلی امتوں
کا ولی ہوں۔ میں صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہوں۔ میں
ہی بحکم وحی کلام کرتا ہوں۔ خدا کی بولتی ہوئی زبان ہوں
اور میں صاحب النجوم اور ان کو چکر دینے والا۔ اپنے پروردگار
کے حکم سے اور اس کے علم کے ذریعہ جس سے اللہ نے مجھ کو
مخصوص فرمایا ہے (علم ولایت مطلقہ) میں ہی زرد
اور سرخ جھنڈوں والا ہوں۔ میں ہی غائب ہوں جس کا
امر عظیم کے لئے انتظار کیا جاتا ہے۔ میں ہی بخشنے والا
اور خرچ کرنے والا ہوں اور میں ہی دل پر قابو رکھنے والا۔
یا دلوں کو بنانے والا۔ میں ہی اپنی توصیف آپ کرنے والا
ہوں (کہ کوئی دوسرا یہ اسرار نہیں جانتا) اور میں ہی اپنے
پروردگار کے دین کا نگران اور محافظ ہوں۔ میں ہی اپنے
ابن عم کا حامی ہوں۔ میں ہی کفنوں میں لپیٹنے والا ولی خدا
ہوں (اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُم مَّيِّتُوْنَ) میں ہی خضر و ہارون
کا ساتھی، اور میں ہی مصاحب یوشع بن نون ہوں۔ میں
صاحب جنت ہوں اور میں بارش و باران والا میں زلزلے
لانے والا اور گہن لگانے والا (یا جس کے لئے زلزلے
آئے اور آفتاب ماہتاب کو گہن لگا) میں ہی ہزاروں کو
ڈرانے والا قاتل کفار اور امام الابرار ہوں میں ہی عالم روحانی
میں بیت معمور اور سقف مرفوع اور بحر مسجور ہوں۔ میں حرم
باطنی ہوں۔ اور تمام امتوں کا سہارا میں اسم اعظم رکھنے والا ہوں
کیا کوئی ہے جو میرے مقابلے میں زبان کھولے اگر میں کلام خدا نہ
سنتا ہوتا اور قول رسول نہ سنتا ہوتا (کہ کس چیز کا حکم دیتے
ہیں)، تو تم سب کو قتل کر دیتا اور تم کو آخر تک فنا کر دیتا۔ میں
حقیقت ماہ رمضان ہوں اور راز لیلۃ القدر ہوں۔ میں

الخضراء وصاحب الدنیا الغبراء و
انا صاحب الغیث بعد القنوط۔ ھا ا
فمن ذا مثلی۔ انا صاحب الرعد الاکبر
انا صاحب البحر الاکدر۔ انا متکلم
الشمس انا الصاعقة علی الاعداء۔ انا
غوث من اطیع من الوری واللہ ربی لا
الہ غیرہ ط وان للباطل جولة وللحق
دولة ۔ وانی ظاعن عنقریب فارتقبو
الفتنة الاموية والدولة الكسروية ثم
تقبل دولة بنی عباس بالفزع والیاس وبنی
مدینة یقال لها الزوراء بین دجلہ ورجیل
والفرات ملعون من سکنها منها یخرج
طینة الجبارین تعلی فیها القصور
وتسبل الستور ویتعاملون بالمکر والفجور
فیتداولها بنی العباس لہ ملکا عدد
الملك ثم الفتنة الغبراء والقلادة
الحمراء وفی عقبها قائم الحق۔ ثم اسفر عن
وجھی بین اجنحة الاقالیم کالقمر المضی
بین الکواکب الاوان لخروجی علامات
عشرة ۔ اولها تحریق۔ الرایات فی رزقة
الکوفة وتعطیل المساجد وانقطاع
الحج وخسف وقذف بخراسان وطلوع
الکواکب المذنبة واقتران النجوم
وھرج ومرج وقتل و نھب فتلك
علامات عشرة ومن العلومة الی

حقیقت ام الکتاب ہوں ۔ میں فصل الخطاب ہوں میں
فاتحہ کتاب تکوین وتدوین ہوں ۔ میں ہی سفر و حضر
میں نماز والا ہوں اور بیان کرنے والا ہوں ۔ بلکہ ہم
ہی اصل حقیقت صوم وصلوٰۃ ۔ اور مراد لیل و یوم ہیں۔
اور میں ہی تاویل ماہ وسال میں ہی حشر و نشر والا ہوں۔
اور میں ہی امت محمدی سے بوجھ ہلکا کرنے والا ہیں ہی
باب سجود کا مصداق
ہوں اور میں ہی عابد و معبود ہوں ۔ میں ہی شاہد و مشہود
ہوں ۔ میں صاحب سندس اخضر ہوں جو آسمانوں اور
زمینوں میں مذکور ہے ۔ میں ہی رسول اللہ کے ساتھ آسمانوں
سے گذرنے والا میں ہی کتاب اور کمان والا ہوں میں ہی
شیث ابن آدم کا ساتھی ہوں اور میں ہی موسیٰ اور آدم
والا (ہر زمانے میں ظاہر ہوتا رہا ہوں) مجھ سے ہی مثالیں
بیان کی جاتی ہیں ۔ میں ہی آسمانی اور زمینی بادشاہت کا
مالک ہوں ۔ میں ہی مایوسی کے بعد بارش رحمت لانے
والا (میرے ہی وسیلے سے بارش نازل ہوتی ہے) میں یہ ہوں
پس کون ہے جو مجھ جیسا ہو ۔ میں ہی رعد اکبر اور بحر اکدر
والا ہوں ۔ میرے ہی حکم سے وہ بولتا ہے اور یہ جوش کھاتا ہے
میں ہی آفتاب سے باتیں کرنے والا ہوں اور میں ہی دشمنانِ خدا
پر برق عذاب اور میں ہی ان کا مددگار ہوں جو ساری
مخلوق میں سے اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اللہ میرا
پالنے والا ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے بیشک
باطل کے لئے ایک جولانی ہے اور پھر حق کی باری اور میں عنقریب
دنیا سے کوچ کرنے والا ہوں ۔ پس تم فتنہ اموی اور سلطنت
کسروی کے منتظر رہو پھر بنی عباس کی باری آئے گی اور خوف و

العلامة عجب فاذا تمت العلامات قام قائمنا قائم الحق. ثم قال معاشر الناس نزهوا ربكم ولا تشيروا اليه فمن حد الخالق فقد كفر بالكتاب الناطق ثم قال طوبى لوهل ولايتي الذين يقبلون فيّ ويطردون من اجلي هم خزان في ارضه لا يفزعون يوم الفزع الاكبر۔ انا نور الله الذي لا يطفیٰ انا السر الذي لا يخفي۔ وفي الامالي للشيخ الصدوق عن رسول الله قال يامعشر قريش كيف بكم وقد كفرتم بعدي ثم رايتموني في كتيبة من اصحابي اضرب وجوهكم بالسيف انا او علي ابن ابي طالب فنزل جبرئيل وقال قل انشاء الله ص۱۲۳

(مشارق الانوار۔ وبشارة اسلام وغيرها)

ہمراس ساتھ لائے گی اور ایک شہر بنایا جائے گا اور اس کا نام زوراء (بغداد) رکھا جائے گا۔ یعنی دجیل اور فرات کے درمیان۔ جو اس میں سکونت کرے گا۔ اس پر خدا کی لعنت ہے۔ اسی شہر سے جباروں کی طینت نکلے گی۔ اس میں قصر بلند کئے جائیں گے اور ان میں پردے لٹکائے جائیں گے اور مکر و فجور کے ساتھ معاملات ہوں گے اور پھر باری باری خلفاء بنی العباس اس کو لیں گے۔ پھر اس کے بعد فتنہ غبرا ہے اور قلادہ حمرا (تاریک فتنہ اور سرخ گلوبند۔ قتل و غارت) اور اس کے بعد ظہور قائمؑ حق پھر میں اپنا چہرہ (زمانہ رجعت میں) اقالیم میں دکھاؤں گا۔ جس طرح ستاروں میں ماہ تاباں۔ آگاہ رہو کہ اس زمانے میں میرے خروج کی دس علامتیں ہیں۔ اوّل کوفہ کے کوچہ و بازار میں فوجی نشانوں کا پھرنا پھر مسجدوں کا نماز سے معطل رہنا۔ حج کا منقطع ہونا۔ خراسان میں ستاروں کا ٹوٹنا۔ اور زمین کا متخسف ہونا۔ و دار ستاروں کا طلوع کرنا۔ ستاروں کا اقتران خاص ہرج و مرج اور قتل و غارت کا عام ہونا۔ پس یہ دس علامتیں ہیں۔ جب یہ علامتیں پوری ہو جائیں گی تو قائم آلِ محمد خروج کرے گا۔

پھر فرمایا اے لوگو اپنے پروردگار کو صفات عبودیت سے منزہ اور پاک رکھو۔ کھانے پینے چلنے پھرنے رونے ہنسنے والے بندے کو ربّ العالمین نہ کہو۔ یہ صفات ربوبیت نہیں ہیں) اور اس کی طرف اشارہ نہ کرو کہ وہ ایسا ہے ویسا ہے۔ پس جو خالق کی حد قرار دے اور عقل سے اس کی تعریف کرے وہ کتاب اللہ الناطق کا منکر ہے (الرب لا يحد ولا يتصور) پھر فرمایا۔ خوشا حال میرے اہل ولایت کا جو میرے حق میں یہ سب کچھ قبول کرتے ہیں۔ میری وجہ سے دربدر کئے جاتے ہیں۔ وہ خدا کی زمین میں اس کے دین کے خزینہ دار ہیں۔ اور روز قیامت کے خوف سے مامون۔ میں خدا کا وہ نور ہوں جو گل نہیں ہوتا۔ اور میں اس کا وہ بھید ہوں جو پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ امالی صدوق علیہ الرحمہ میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ اے گروہ قریش تمہارا

کیا حال ہوگا۔ جبکہ تم میرے بعد کافر ہو جاؤ گے۔ اور پھر مجھے تم اصحاب کی ایک جماعت میں دیکھو گے۔ کہ میں تمہارے منھوں پر تلوار مارتا ہوں گا یا میرا بھائی علی ابن ابی طالب کہ ہم سب ایک ہیں۔ اولنا محمد واٰخرنا محمد واوسطنا محمد وکلنا محمد۔ حضرت جبرئیلؑ اسی وقت نازل ہوئے اور فرمایا۔ اے محمدؐ انشاء اللہ کہو۔

اس خطبہ میں بھی عظمت وجلال الٰہی اور اپنے اسرار ولایت بیان فرمائے ہیں اور مخصوص علامات خروج قائم علیہ السّلام اور اس زمانے میں اپنی رجعت۔ مضامین قریب قریب وہی ہیں جو خطبات سابقہ کے ہیں الفاظ البتہ بعض مختلف ہیں اور بعض وقائق اسرار کے حامل۔ اس میں جو فقرہ عام طبائع میں کھٹک سکتا ہے وہ شاید انا العابد والمعبود۔ ہو کہ حضرت نے اپنے نفس شریف کو معبود کیسے کہا۔ لیکن بعد بیان و اقرار توحید باری وعظمت جلال خداوندی آپ کا یہ فقرہ ظاہر ہے کہ معنی مجاز کو شامل ہے۔ کیونکہ معبودیت حقیقیہ کا ادعاء تو تب ہی ہو سکتا تھا۔ جبکہ وحدت وعظمت ومعبودیت حق سے انکار کو شامل ہوتا۔ جب اس کی معبودیت اور اپنی عبودیت کا اقرار ہے۔ تو یقیناً معنی معبود مجازی ہیں نہ حقیقی۔ بلکہ عابد ومعبود کہنا صاف دال ہے کہ اس کو دعویٰ خدائی سے کوئی دُور کا بھی تعلق نہیں اس لئے کہ کبھی معبود برحق کسی معنے میں عابد نہیں ہوسکتا۔ اور جب عابد کہا گیا تو یقیناً اپنی معبودیت کا انکار ہوا۔ پس لازم ہُوا کہ اُس کو معنی مجاز صحیح پر محمول کیا جائے اور ایسی تاویل کی جائے تو عابد کے شانِ کے شایان اور اس پہ صادق ہو مثلاً کہئے کہ اس کا مطلب مظہر معبودیت واتصاف باوصاف معبودیت ہے۔ عابد جس قدر عبادت میں اور عبد جس قدر عبودیت میں بڑھتا ہے۔ اسی قدر وہ مظہر اوصاف معبود اور متخلق باخلاق معبود ہوتا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عابد ہوں اور متصف باوصاف معبود ومتخلق باخلاق معبود۔ تخلقوا باخلاق اللّٰہ۔ کا عامل اور اس کا مصداق۔ نہ یہ کہ ذات واجب الوجود خالق بالذات ہوں۔

اس کو زبان عارفین میں یوں بھی بیان کیا جاسکتا ہے۔ العبودیۃ جوھرۃ کنھھا الربوبیۃ عبودیت کاملہ وہ جوہر ہے۔ جس کی کُنہ حقیقت۔ ربوبیت ہے۔ کمال عبودیت مقام وصال بساحت قدس ربوبیت ہے۔

یا یوں کہئیے کہ اصلاح حکماء وعرفاء میں انواع عالم امکان میں ہر نوع سافل عالی کی عبادت گذار ہے اور اپنے کو اس تک پہنچانا اس کا فرض عبودیت۔ مثلاً جمادات کا مرکز عبادت نباتات اور نباتات کا حیوانات اور حیوانات کا انسان اور انسان مطلب کل مقصود کل ہے۔ اور حرکت انسانی کا مرکز اور اس کا مطلوب انسان کامل اور انسان کامل متصل مطلوب کل معبود برحق عزوجل۔ اور انسان کامل

وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، کہ کتاب حقائق انتساب۔ وفائق جواہر مناقب مخفی و خزائن اسرار محامد خفی و جلی

مُسمّٰی بہ

کوکبِ دُرّی فی فضائلِ علی کرم اللہ وجہہ

ترجمہ مناقب مرتضوی

مصنفہ حضرت افضل الالمعی والعارف اللوذعی سید محمد صالح کشفی الترمذی السنی الحنفی ابن العارف باللہ میر عبداللہ مشکین قلم اسکنہما اللہ تعالیٰ فی جنات الاسرمد

مع

اضافہ مقدمہ و تتمہ خاتمہ از جناب سلطان المتکلمین و سید المحققین علامہ سید محمد سبطین صاحب قبلہ سرسوی اعلی اللہ مقامہٗ

مترجمہ

جناب الحاج مولانا مولوی سید شریف حسین صاحب سبزواری مرحوم و مغفور

ملنے کا پتہ

امامیہ کتب خانہ لاہور

مغل حویلی۔ اندرون موچی دروازہ۔

جو خوف ورجا سے بالکل مستغنی ہوگیا ہو۔ اسی وجہ سے کلمۂ مکرمہ لَوْکُشِفَ الْغِطَاءُ مَا ازْدَدْتُّ یَقِیْنًا اس معنے پر دلالت کرتا ہے۔

نیز وہ ان لوگوں سے جو اس اوّل اولیاؒ اور اکمل اصفیاء کی افضیلت اور اولویّت میں شک رکھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم اسنادِ فضل کے ثبوت میں فضولی اور بیہودگی سے کام نہیں لیتے۔ بلکہ کثرت نصوص اور احادیث کثیرہ کی وجہ سے جو اس جناب کی شان میں وارد ہیں۔ ترجیح دیتے ہیں اور اسی سبب سے آپ کی ذات فائض البرکات والاصفات تمام صحابہ کی نسبت جامع کمالات و فضائل ہے۔ چنانچہ سلف کی اکثر کتب معتبرہ اور مستند و لہ مثل کشف المحجوب۔ دلائل النبوۃ معارج النبوۃ۔ ارشاد المسلمین اور شواہد النبوۃ میں مجتہد حقانی احمد بن حنبل شیبانی علیہ الرحمۃ والمغفرۃ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو فضائل مرتضیٰ علیؓ کرم اللہ وجہٗ کی نسبت ہم کو پہنچے ہیں۔ وہ صحابہ کبار میں سے کسی کی نسبت نہیں پہنچتے اور قدوۃ المحققین جنید بغدادی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ شریعت طریقت اور معرفت میں اولیا کا امام اور پیشوا مرتضیٰؓ ہے۔ اور اگر آنجنابؓ ان لڑائیوں سے جو مخالفانِ دین سے کی ہیں۔ فرصت پاتے تو بیشک آپ سے اس قدر علوم حقائق و معارف منقول ہوتے کہ لوگوں کے دل ان کی تاب نہ لا سکتے۔

اور شرح تعریف میں ہے کہ امیر المومنین علی عارفوں کے سرور اور سردار ہیں اور آپ نے وہ باتیں کہی ہیں۔ جو آپ سے پہلے کسی نے نہیں کہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی شخص اُن کی مثل و نظیر نہ لایا۔ اور صحائف۔ ہدایت السعداء۔ روضۃ الاحباب اور حبیب السیر میں مرقوم ہے کہ صحاح میں اخبار متواترہ وارد ہیں کہ سید ابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر بار صحابہ کبار رضی اللہ عنہم سے فرمایا کرتے تھے۔ اقضاکم علیٌ والقضاء تحتاج الی جمیع العلوم۔ (تم سب سے بڑھ کر فیصلہ کرنے والا اور بڑا قاضی علیؓ ہے اور قضا میں تمام علوم کی ضرورت ہوتی ہے۔

اور زبدۃ العارفین خواجہ معین الحق والدین قدس سرہٗ گنج الاسرار میں طالبانِ حق کی تلقین اور ارشاد کے طریق پر فرماتے ہیں کہ قربِ الٰہی جل جلالہٗ کا طالب جب خفیۃً یا جہراً ذکرِ خدا شروع کرے۔ اس کو لازم ہے کہ صدقِ دل سے دس دفعہ کلمہ تشہد اور دس دفعہ درودِ محمود اس قصد و مقصود واجب الوجود پر اور دس دفعہ سرور اصفیا علی مرتضیٰ کا نام نامی لے کر ذکرِ مطلوب کی طرف متوجہ ہو۔ کیونکہ خاتم الانبیاء علیہم السلام کے بعد سر حلقۂ اولیا وہی بزرگوار ہے۔ اور اگر سالک طریق طریقت مرتضیٰ علیؓ کی متابعت اور پیروی میں دل و جان سے ربط حقیقی اور واقعی تعلق نہ رکھتا ہو۔ اگرچہ علم میں علامۂ روزگار ہو جائے۔ اور ہزار سال ریاضت اور مجاہدہ میں صرف کرے۔ بیشک و شبہ اس کی جان کا مغز معرفتِ لاریبی کی خوشبو سے اور اس کے دل کی غم دیدہ آنکھ شواہدِ غیبی کے مشاہدے سے محروم اور مہجور رہے گی۔

اور صاحبزادہ سید محمدؒ گیسو دراز جو سراج السالکین شیخ محمود نصیر الدین چراغ دہلی (قدس سرھما) کے خلفائے اعظم سے ہیں۔ بحر المعانی میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر میں علیؓ مرتضیٰ کے مناقب کا ایک شمہ ظاہر

کروں۔ آفتاب کا جمال سب کا سب محو ہو جائے۔ اور جو کچھ میں نے آنجناب سے مشاہدہ کیا ہے۔ اگر اس کو بیان کروں تو تُو آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ مریم تک تمام انبیاء کی نبوت کا خاندان اسی جنابؑ سے خیال کرے۔ اور مولوی معنوی جلال الدین رومی قدس سرہ العزیز کا قصیدہ[۱] اپنے قول کی سند میں پیش کیا ہے جس کی بیتیں یہ ہیں۔ **نظم**

تا صورتِ پیوندِ جہاں بُود علیؑ بود	تا نقشِ زمین بود و زماں بود علیؑ بود
ہم اول و ہم آخر و ہم ظاہر و باطن	ہم عابد و ہم معبد و معبود علیؑ بود
ہم آدمؑ و ہم شیثؑ و ہم ادریسؑ و ہم ایوبؑ	ہم یوسفؑ و ہم یونسؑ و ہم ہودؑ علیؑ بود
ہارونؑ ولایت کہ پس از موسیٰؑ عمران	واللہ کہ علیؑ بود علیؑ بود علیؑ بود
ایں کفر نہ باشد۔ سخن کفر نہ ایں است	تا ہست علیؑ باشد و تا بود علیؑ بود
عیسیٰؑ بوجود آمد و فی الحال سخن گفت	آں نطق و فصاحت کہ بدو بود علیؑ بود
موسیٰؑ و عصا و یدِ بیضا و نبوت	در مصر بفرعون کہ بنمود علیؑ بود
جبرئیلؑ کہ آمد زبرِ خالق بیچوں	در پیشِ محمدؐ شد و مقصود علیؑ بود
آں لحمک لحمی بشنو تا کہ بدانی	آں یار کہ او نفسِ نبی بود علیؑ بود
آں شاہ سرافراز کہ اندر شبِ معراج	با احمدِؐ مختار یکے بود علیؑ بود
چندانکہ نظر کردم و دیدم بحقیقت	از ہر دو جہاں مقصد و مقصود علیؑ بود
آں قلعہ کشائے کہ در قلعۂ خیبر	برکند بیک حملہ و بکشود علیؑ بود
آں مردِ سرافراز کہ اندر رہِ سلام	تا کار نہ شد راست نیاسود علیؑ بود
آں شیرِ دلاور کہ برائے طمعِ نفس	بر خوانِ جہاں پنجہ نیالود علیؑ بود
در ہر دو جہاں جملہ ز پیدا و ز پنہاں	شمس الحق تبریز کہ بنمود علیؑ بود

اور یہ شعر شافعی علیہ الرحمۃ سے منقول ہیں :-

(۱) لَوْ اَنَّ الْمُرْتَضٰی اَبْدٰی مَحَلَّہٗ — لَکَانَ الْخَلْقُ طُرًّا سُجَّدًا لَّہٗ

ترجمہ۔ اگر مرتضیٰؑ اپنا مرتبہ ظاہر فرماتے — تو تمام مخلوق ان کو سجدہ کرنے لگتی

(۲) کَفٰی فِیْ فَضْلِ مَوْلَانَا عَلِیٍّ — وُقُوْعُ الشَّکِّ فِیْہِ اَنَّہُ اللّٰہُ

ہمارے خداوند علیؑ کی فضیلت میں یہ شک واقع ہونا ہی کافی ہے کہ وہ خدا ہے

[۱] مشہور یہ ہے کہ یہ قصیدہ شمس تبریز علیہ الرحمۃ کا ہے۔ جیسا کہ مقطع سے ظاہر و باہر ہے۔ مترجم۔

(۳) وَمَاتَ الشَّافِعِیُّ وَلَیْسَ یَدْرِیْ عَلِیٌّ رَبُّهٗ اَمْ رَبُّهُ اللّٰہُ

ترجمہ ۔ اور شافعیؒ مر گیا اور اس کو یہ معلوم نہ ہوا۔ کہ علیؑ اس کا رب ہے یا اللہ اس کا رب ہے۔

اور قدوۃ الابرار شاہ قاسم انوار فرماتے ہیں :۔

نورِ ولایت توئی شاہ سلامٌ علیک ۔ شمع ہدایت توئی شاہ سلامٌ علیک

معدنِ عرفان توئی مخزنِ احسان توئی ۔ کاشفِ قرآن توئی شاہ سلامٌ علیک

حضرتِ حق را وُدود مالکِ ملکِ شہود ۔ قامع گبر و یہود شاہ سلامٌ علیک

با ہمہ انبیاء آمدہ در خفا ! ۔ ظاہر با مصطفٰے شاہ سلامٌ علیک

لحمک لحمی نبی گفت ترا اے ولی ۔ سرورِ مرداں علی شاہ سلامٌ علیک

پشت پناہ اُمم از ہمہ رو محترم ۔ در ہمہ عالم علم شاہ سلامٌ علیک

قاسم مسکینِ تو بر رہ و بر دین تو ۔ بندہ تسکین تو شاہ سلامٌ علیک

مثنوی۔

اور مرشد الاسرار شیخ عطارؒ کتاب مظہر جوہر میں جو تخمیناً بارہ ہزار بیت کا مجموعہ ہے اور سب کی سب منقبت امیر المومنین میں تصنیف کی ہے فرماتے ہیں۔

گو ہزاراں سال باشی در طلب ۔ در ہزاراں جام گیری تا بلب

در بہر روزے گذاری صد نماز ۔ در بیداری صوم با عمرِ دراز

یا تو اندر علم دیں اعظم شوی ۔ در علوم از شافعی اعلم شوی

یا چو مقبل مقتدائے دیں شوی ۔ در علوم مالکی رہ بیں شوی

مہرِ حیدر گر نہ باشد در دلت ۔ کے تواں گفتن سلیم و مقبلت

ہر کہ در عشقِ علیؑ بنود درست ۔ رافضی دانم مرا ورا از نخست

نیز دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں :۔ بیت

زمشرق تا بہ مغرب گر امام است ۔ علیؑ و آلِ او مارا تمام است

اور متوجہ جمالِ ازلی شاہ نور الدین نعمت اللہ ولی نے جو اپنے زمانے میں بیشک وار تیاب قدوۂ اقطاب تھے اپنے دیوان باب رہان میں قریباً دو سو بیت غزل اور قصائد کے طور پر جناب امیرؑ کی منقبت میں تصنیف کئے ہیں منجملہ ان کے ایک قصیدہ یہ ہے۔ قصیدہ

دم بدم دم از ولائے مرتضےٰ باید زدن ۔ دستِ دل در دامنِ آلِ عبا باید زدن

نقشِ حُبِّ خاندانؑ بر لوحِ جاں باید نگاشت ۔ مُہر مِہر حیدری بر دل چو ما باید زدن

دم مزن با ہر کہ او بیگانہ باشد از علیؑ ۔ ور نفس خواہی زدن با آشنا باید زدن

روبروئے دوستانِ مرتضٰے باید نہاد — مدعی راتیغ غیرت برقفا باید زدن
لافتےٰ الاعلیٰ لاسیف الا ذوالفقار — ایں سخن را از مہر صدق وصفا باید زدن
در دوعالم چار دہ معصوم مے باید گزید — پنج نوبت بردرِ دولت سرا باید زدن
پیشوائے بایدت جستن زا ولادِ رسولؐ — پس قدم مردانہ در راہِ خدا باید زدن
گر بلائے آید از عشقِ شہیدِ کربلا — عاشقانہ آں بلا را مرحبا باید زدن
ہر درختے کآں نہ دارد میوۂ حُبِّ علیؑ — اصل وفرعش راقلم سرتاپا باید زدن
دوستانِ خاندان را دوست باید داشتن — بعد ازاں دم از وفائے مرتضیٰ باید زدن
سرخی روئے موالی سکّۂ نام علیؑ است — بر رُخ دینار دیں چوں بادشا باید زدن
بے ولائے آں ولی لافِ ولایت میزنی — لاف مے باید کہ دانی ازکجا باید زدن
ما لوائے از ولائے آں ولی افراشتیم — طبل در زیر گلیم آخر چرا باید زدن
بردرِ شہر ولایت خانۂ باید گرفت — خیمہ در دارالسلام اولیا باید زدن
از زبان نعمت اللہ منقبت باید شنید — برکفِ نعلین سیّد بوسہ ہا باید زدن

اور یہ عقیدہ اکثر اصحاب صوفیہ رکھتے ہیں جو معرفتِ تحقیقی سے بہرہ ور ہوئے ہیں چنانچہ قدوۃ المحققین شیخ نظامی قدس سرہٗ السامی سکندر نامہ نامی میں فرماتے ہیں :۔

گہر خرچہار است وگوہر چہار — فروشندہ را یا فضولی چہ کار
بہ مہرِ علیؑ گرچہ محکم پیئم — زعشقِ عمر نیز خالی نیم
ہمیدوں دریں چشم روشن دماغ — ابو بکر شمع است وعثماں چراغ

اور اس مقام میں اہلِ تسنن اور اہلِ تشیع نے جو اعتراض تفضیلی پر کیا ہے اور دونوں گروہ نے اس کو اپنا نشانہ بنایا ہے وہ یہ ہے :۔

اہل تسنن کہتے ہیں جب تو نے امیرالمومنین علیؑ کو خلفائے ثلٰثہ پر فضیلت دی تو اس صورت میں ان پر غضب لازم آتا ہے۔ اور جو شخص صحابہ کبار رسیدِ ابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غضب کا اطلاق کرے۔ درحقیقت اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا (یعنی ظالم ہوا) اور خدا فرماتا ہے۔ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (ظالموں پر خدا کی لعنت ہے) اور اہلِ تشیع بھی کہتے ہیں جبکہ تجھ پر مرتضٰے علیؑ کی فضیلت ثابت ہوگئی۔ تو واجب ہُوا کہ خلفائے ثلٰثہ کو ظالم سمجھے۔ اور طعن ولعن میں ہماری رفاقت اور موافقت کرے۔

تفضیلی دونوں فرقوں کے جواب میں کہتا ہے۔ توبہ توبہ! لفظ ظلم وغضب صحابہ کبار کی شان میں نہیں

کہہ سکتے۔ لیکن خلفائے اربعہ کی خلافت ظاہری کی ترتیب میں منجملہ وقائق نامتناہی کے ایک دقیقہ اور نکتہ ہے اور اسرار الٰہی میں سے ایک سِرّ اور راز ہے۔ جو حصولِ کشف کے بغیر منکشف نہیں ہوتا۔ اور عنایت لم یزلی اور سعادت اصلی کی تائید بغیر معلوم نہیں ہوتا۔ چنانچہ بہت سے اسرارِ غیبی اور آثار لاریبی ہیں جو عقلاءٗ کے افہام اور حکماء کے اوہام میں نہیں آسکتے۔ لیکن خدا کے نزدیک ان کو منزلت بیع اور مرتبۂ رفیع حاصل ہے مثلاً واقعہ حضرت خضر و موسیٰ علیہما السلام۔

اور صاحب فواتح اپنی کتاب کے آخر میں عارفِ ربّانی شیخ علاؤالدین سمنانی قدس سرہٗ سے نقل کرتے ہیں حقیقتِ حال یہ ہے کہ جب تک صحابہ میں ایسے شخص موجود رہے۔ جو خلافت کی استعداد رکھتے تھے۔ امیر المومنین علی علیہ السلام نے التفات نہ فرمائی جب کوئی شخص اس منصب کے قابل موجود نہ رہا۔ ضرورتاً قبول فرمائی اور ولایتِ علمِ باطن ہے اور وراثت علم ظاہری۔ اور امامتِ علم ظاہر و باطن۔ اور وصایت سلسلۂ ظاہر کی حفاظت۔ امیر المؤمنین جناب سید المرسلین کے بعد ولی اور وارث اور امام اور وصی برحق تھے۔ بعد ازاں خلیفہ ظاہری بھی ہوگئے۔ صاحب حدیقہ اہل تعصب سے خطاب کرکے فرماتے ہیں۔ **مثنوی**

مصلحت بود آنچہ کرد علیؑ　　تو چرا سال و ماہ در جدلی
بود بوبکرؓ با علیؑ ہمراہ　　تو زبان فضول کن کوتاہ

ایضاً فرماتے ہیں:- ؎

عظمت از حضرت نبیؐ و علیؑ است　　در لحافِ خلافت خفتن چیست
آنکہ با مرتضیٰ علیؑ نہ نکو است　　ہرکہ گو باش من ندارم دوست
گر بد است ایں عقیدہ و مذہب　　ہم بریں بد بداریم یا رب

اور قدوۂ محققان مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ امیر المومنین کرم اللہ وجہٗ کے بارے میں لوگ بہت مبالغہ کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ نبی اور خدا کہتے ہیں۔ نصیریہ۔ سحابیہ صابیہ اور غرابیہ وغیرہ بہت سے فرماتے ہیں۔ جن کے ذکر میں بہت طول ہوگا۔ لیکن فرقہ ناجیہ وہ ہے جو یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ آنجناب علیہ السلام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد افضل اولیاء۔ اکمل اوصیاء اور خیر البشر ہیں۔ اور ابا بکر صدیقؓ اور عمر خطابؓ اور عثمان عفانؓ اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم برحق ہیں۔

نیز ملفوظ مذکور میں مرقوم ہے کہ روز سہ شنبہ ۲۳ رجب کو پیغمبر صلعم کے بعد صحابہ کے باہمی اختلاف کا ذکر ہو رہا تھا۔ مخدوم صاحب نے فرمایا۔ کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ لَمَّا سَوَّيْنَا التُّرَابَ عَلٰى قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَنْكَرْتُ قُلُوْبَنَا۔ یعنی جب ہم نے رسولِ خدا کی قبر مبارک پر مٹی برابر

وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

کہ کتاب حقائق انتساب۔ دقائق جواہر مناقب مخفی و خزائن اسرار محامد خفی و جلی

مُسمّٰی بہ

کوکبِ دُرّی فی فضائلِ علی کرم اللہ وجہہ

ترجمہ مناقب مرتضوی

مصنفہ حضرت الفاضل الالمعی والعارف اللوذعی سید محمد صالح کشفی

الترمذی السنی الحنفی ابن العارف باللہ میر عبد اللہ مشکین قلم

اسکنہما اللہ تعالیٰ فی جنات الارم

مع

اضافہ مقدمہ و تتمہ خاتمہ از جناب سلطان المتکلمین و سید المحققین علامہ

سید محمد سبطین صاحب قبلہ سرسوی اعلی اللہ مقامہٗ

مترجمہ

جناب الحاج مولانا مولوی سید شریف حسین صاحب سبزواری مرحوم و مغفور

ملنے کا پتہ

امامیہ کُتب خانہ لاہور

مُغل حویلی۔ اندرون موچی دروازہ۔

منقبت۹ - قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَا عَلِیُّ اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ - **ترجمہ** - صحیح ترمذی۔ مصابیح مشکوٰۃ اور صواعق محرقہ میں قتادہ اور عبداللہ بن عمر سے منقول ہے کہ جب رسولؐ نے اپنے اصحاب میں سے دو دو شخصوں کے درمیان برادری یعنی بھائی چارہ قائم کیا۔ اور مرتضیٰ علیؑ کا کسی شخص سے اخوت کا صیغہ منعقد نہ کیا۔ امیر المومنینؑ نے سید المرسلینؐ کی خدمت میں آ کر عرض کیا۔ یا رسولؐ اللہ! آپ نے صحابہ میں باہم بھائی چارہ قائم فرمایا۔ میرا بھائی کون ہے؟ رسولؐ نے فرمایا۔ اے علیؑ تو دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے۔ اور مسند احمد حنبل میں مرقوم ہے کہ حضرتؐ نے یہ ارشاد فرمایا۔ اِنَّمَا تَرَکْتُکَ لِنَفْسِیْ اَنْتَ اَخِیْ وَاَنَا اَخُوْکَ فَاِنْ ذَکَرَکَ اَحَدٌ فَقُلْ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَاَخُ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَا یَدَّعِیْھَا بَعْدَکَ اِلَّا کَذَّابٌ وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ مَا اَخَّرْتُکَ اِلَّا لِنَفْسِیْ وَاَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی غَیْرَ اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَاَنْتَ وَارِثِیْ - **یعنی** اے علیؑ میں نے تجھ کو اپنے ہی لئے رکھا ہے۔ تو میرا بھائی ہے اور میں تیرا بھائی ہوں اس کے بعد اگر کوئی تجھ کو یاد کرے۔ اس سے کہدے کہ میں خدا کا بندہ اور رسولؐ کا بھائی ہوں۔ اور تیرے سوا کوئی اور شخص میرا بھائی ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ مگر وہ شخص جو کہ کذاب اور جھوٹا ہو۔ اور تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہے جیسے ہارونؑ کا مرتبہ موسیٰؑ سے تھا۔ مگر اتنا فرق ہے کہ میرے بعد اور کوئی پیغمبر نہیں ہے اور تو میرا وارث وراثت پانیوالا ہے

منقبت۱۰ - قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَوَّلُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وُرُوْدًا عَلَی الْحَوْضِ وَاَوَّلُھَا اِسْلَامًا ھُوَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْطَالِبٍ **ترجمہ** استیعاب میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اس امت میں سب سے پہلے وہ شخص حوضِ کوثر پر وارد ہوگا۔ جو سب سے پہلے اسلام لایا۔ ہے اور وہ علیؑ ابن ابی طالب ہے۔ اور حدیث مذکور اسی کتاب استیعاب میں بایں عبارت بھی وارد ہوئی ہے:-
اَوَّلُکُمْ غَدًا وُرُوْدًا عَلَی الْحَوْضِ اَوَّلُکُمْ اِسْلَامًا ھُوَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْطَالِبٍ (ترجمہ بعینہ وہی ہے)

منقبت۱۱ - قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ -
ترجمہ صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں براء بن عازب سے روایت ہے کہ رسولؐ نے علیؑ سے فرمایا۔ تو مجھؐ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں

منقبت۱۲ - قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔ مَنْ اٰذٰی عَلِیًّا بَعَثَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَھُوْدِیًّا اَوْ نَصْرَانِیًّا۔ **ترجمہ** مسند احمد بن حنبل میں منقول ہے کہ رسولؐ نے فرمایا۔ جو کوئی علیؑ کو ایذا پہنچائے۔ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن یہودی یا نصرانی اٹھائے گا۔

منقبت۱۳ - قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔ عَلِیٌّ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ حَیْثُ تَکُوْنُ - **ترجمہ** اربعین میں امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی گئی ہے کہ رسولؐ نے فرمایا۔ علیؑ مجھ سے ہے اور میں

وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ،

کہ کتاب حقائق انتساب۔ دقائق جواہر مناقب مخفی و خزائن اسرار محامد خفی و جلی

مُسَمّٰی بہ

کوکبِ دُرّی فی فضائلِ علی کرم اللہ وجہہ

ترجمہ مناقب مرتضوی

مصنفہ حضرت الفاضل الالمعی والمعارف اللوذعی سید محمد صالح کشفی

الترمذی السُّنی الحنفی ابن العارف باللہ میر عبد اللہ مشکین قلم

اسکنہما اللہ تعالیٰ فی جنات الاکرم

مع

اضافہ مقدمہ و تتمہ خاتمہ از جناب سلطان المتکلمین و سید المحققین علامہ

سید محمد سبطین صاحب قبلہ سرسوی اعلی اللہ مقامہ

مترجمہ

جناب الحاج مولانا مولوی سید شریف حسین صاحب سبزواری مرحوم و مغفور

ملنے کا پتہ

امامیہ کتب خانہ لاہور

مُغل حویلی۔ اندرون موچی دروازہ۔

میں ہے "ایاب الخلق الیکم وحسابہم علیکم" خلق کی بازگشت آپ ہی کی طرف ہے۔ اوران کا حساب آپ ہی کے ذمہ۔ اس لئے فرماتے ہیں کہ میری طرف سب کی بازگشت ہوگی۔ اورسب کا حساب لوں گا۔ خلیفہ مطلق ہی اس کی طرف سے حساب وکتاب لے گا۔ اس کی شان اس سے ارفع واعلیٰ ہوگی۔ کہ ہر مخلوق سے ہم کلام ہوسکے یا دکھائی دے۔ یاکسی جگہ اور مکان میں آئے اور تخت لگائے۔ یہ سب اپنے ان خلفاء واولیاء کے ذریعہ کرے گا۔ اور یہی وجہ اللہ جو بعد فنا ہر شے باقی ہیں سب خلق کو اس کی طرف جمع کریں گے۔ یہ تمام ولی برحق۔ خلیفہ خدا مظہر کل مظہر العجائب کی صفات ہیں۔ نہ خالق کائنات کے اوصاف۔ کوئی بات اس میں غلو کی نہیں ہے۔ اور آخر میں ارشاد ہے کہ جو کچھ جانتا ہوں اس کی تعلیم سے اور محمدؐ کی تعلیم سے ہے اور جو کچھ کرتا ہوں اور کروں گا اس کی طاقت وقوت سے ہے۔" ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔" ان فقرات کو جو غلط کہے اس کا دماغ نور عقل سے اور دل نور ایمان سے خالی ہے اس خطبہ کی شرح صاحبان سواد۔ باب الرجعت۔ بحارالانوار جلد ۱۳ سے مطالعہ فرمائیں۔ معارف ایمانیہ وحقائق نورانیہ انہی کا نام ہے اور انہی کا انکار کفر۔ اعاذنا اللہ من ذٰلك۔ اسی طرح دیگر خطبات کے فقرات کو حل فرمائیں اور معانی وموارد صحیحہ پہ محمول۔ وما التوفیق الا باللہ۔ ومن لم یجعل اللہ له نورا فما له من نور۔

الثانية

الدرالمنظم للشیخ الامام کمال الدین ابوسالم محمد طلحه الحلبی الشافعیؒ وقد ثبت عند علماء الطریقة ومشائخ الحقیقة بالنقل الصحیح والکشف الصریح ان امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب کرم اللہ وجهه قام علی المنبر بالکوفه وهو یخطب فقال۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ بدیع السمٰوٰت والارض وفاطرها وساطح المدحیات ووازرها ومطور الجبال وقافزها ومفجر العیون ونافزها۔ ومرسل الریاح وزاجوها۔ وناهی القواصف وآمرها ومزین

شیخ کمال الدین ابوسالم محمد بن طلحہ الحلبی الشافعیؒ نقل کرتے ہیں کہ علماء طریقت اور مشائخ حقیقت کے نزدیک نقل صحیح اور کشف صریح سے ثابت ہے کہ امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالب منبر کوفہ پر کھڑے ہوئے اور یہ خطبہ بیان فرمایا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جو آسمانوں اور زمینوں کا پیدا اور خلق کرنے والا ہے سطح زمین کو پھیلانے اور اس کو دبانے والا۔ پہاڑوں کو قائم اور ان کو بلند کرنے والا ہے۔ چشموں کو نکالنے اور ان کو بہانے والا۔ تند ہواؤں کو روکنے اور چلانے والا۔ آسمان کو زینت دینے اور روشن کرنے والا۔ افلاک کا انتظام کرنے اور ان کو چلانے والا۔ کواکب وسیارات کی

السماء وزاهرها۔ ومدبر الافلاك ومسيرها ومقسم المنازل ومقدرها ومنشئ السحاب ومسخرها ومولج الحنادس ومنورها ومحدث الايام ومقررها۔ ومكور الدهور ومكدرها ومورد الامور ومصدرها وضامن الارزاق ومدبرها۔ ومحي الرفات وناشرها۔ احمده على آلائه وتوافرها واشكره على نعمائه وتواترها واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له شهادة تودى الى السلامة ذاكرها وتومن العذاب ذاخرها واشهد ان محمدا الخاتم لما سبق من الرسل وفاخرها ورسوله الفاتح لما استقبل من الدعوت وناشرها۔ ارسله الى امة قد شعر بعبادة الاوثان شاعرها۔ فابلغ صلى الله عليه واله وسلم فى النصيحة وافرها وانار منار اعلام الهداية ومنابرها ومحا بمعجز القرآن دعوت الشيطان ومكاثرها وارغم معاطيس غواة العرب وكافرها حتى اصبحت دعوة الحق باول زائرها وشريعته المطهرة الى المعاد يفخر فاخرها صلى الله عليه وعلى اله الدوحة العليا وطيب عناصرها۔ ايها الناس سار المثل وحقق العمل وتسلمت الخصيان وحكمت النسوان واختلفت الاهواء وعظمت

منزلوں قائم اور مقرر کرنے والا۔ بادلوں کو پیدا اور مسخر کرنے والا۔ تاریکیوں کو داخل اور منور کرنے والا دنوں کو نوبنو لانے اور مقرر کرنے والا۔ زمانوں کے دوروں کو معین کرنے والا اور چکر دینے والا جملہ امور کو صادر و وارد کرنے والا۔ رزق عباد کا ضامن اور ان کی تدبیر کرنے والا۔ بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرنے اور دوبارہ قبروں سے اٹھانے والا۔ میں اس کی حمد بجا لاتا ہوں۔ اس کی نعمتوں پر اور ان کے پے درپے آنے پر اور شہادت دیتا ہوں کہ اس وحدہٗ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ ایسی شہادت جو اس کے ذکر کرنے والے (متکلم) کو سلامتی تک پہنچا دے اور اس کے ذخیرہ کرنے والے کو عذاب سے بچا دے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد تمام مرسلین سابقین کے خاتم ہیں اور سب سے افضل ہیں اور اس کے وہ رسول ہیں جو تمام پہلی دعوتوں اور ہدایتوں کی ابتدا کرنے والے اور ان کو پھیلانے والے ہیں اور ان کی تکمیل و تتمیم کرنے والے ہیں۔ اس کو خدا نے ایسی امت کی طرف بھیجا۔ جس کے بانیوں نے اس میں بُت پرستی کی بنیاد ڈال دی تھی تو آنحضرت نے اس کی نصیحت میں تبلیغ کا پورا پورا حق ادا کیا اور ہدایت کے نشانوں اور اس کے مناروں کو بلند کیا اور قرآن کے اعجاز سے شیطانی دعوت اور اس کی قوت و کثرت کو مٹا دیا اور عرب کے گمراہوں اور کافروں کی ناکوں کو رگڑ دیا۔ یہاں تک کہ دعوت

البلوی واشتدت الشکوی واستمرت
الدعوی وزلزلت الارض وضیع الفرض
وکتمت الامانۃ وبدت الخیانۃ و
قام الادعیاو نال الاشقیاء وتقدمت
السفہاء وتاخرت العلماء وازور القرآن
واحمر الدبران۔ وکملت الفترۃ وسدت
الھجرۃ وظھرت الاخاطس فحسمت
الملابس یملکون السرائر ویھتکون
الحرائر ویجیئون کیسان وتخربون
خراسان فیھدمون الحصون و
ویظھرون المصئون ویفتحون
العراق بدم یراق۔ فاہ اہ۔ ثماہ اہ۔
بعریض الافواہ وزبول الشفاۃ ثم
التفت یمیناً وشمالاً وتنفس الصعدا
املالاً وتاوہ خشوعاً وتغیر خضوعاً۔
فقام الیہ سوید بن نوفل الھلالی فقال
یا امیر المومنین انت حاضر بما ذکرت
وعالم بہ فالتفت الیہ بعین الغضب قال
لہ ثقلت الثواکل ونزلت بک النوازل
یا بن الجبان المخبائث والمکذب الناکث
سیقصر لک الطول ویغلبک الغول انا
سر الاسرار انا شجرۃ الانوار۔ انا
دلیل السموٰت وانا رئیس المسجات
انا خلیل جبرئیل انا صفی میکائیل انا
قائد الاملاک انا سمندل الافلاک

حق ابتدأ دُور ہی میں مکمل ہوگئی اور اس کی شریعت مطہرہ
قیامت تک کے لئے قابلِ فخر۔ خدا اس پر اور اس
کی آل شجرۂ علیا اور عناصر پاکیزہ پر اپنی رحمت
نازل فرمائے۔ اے لوگو! مثل جاری ہوگئی۔ عمل ثابت
ہوگیا۔ خواجہ سرا متصرف امور اور عورتیں حاکم بن گئیں۔
خواہشات مختلف ہوگئیں۔ اور بلائیں عظیم اور
شکایت شدید ہوگئی۔ دعوٰی ہر طرف سے عام ہوگیا۔
اور زمین متزلزل۔ فریضہ خدائی ضائع ہوگیا اور
امانت پوشیدہ کرلی گئی۔ اور خیانت ظاہر ہوگئی۔
حرام زادے اُٹھ کھڑے ہوئے اور بدبخت اور شقی لوگ
اپنے مقصد پر فائز سفہاء اور بیوقوف آگے بڑھ گئے
اور علماءُ پیچھے رہ گئے۔ قرآن کو جھٹلایا جانے لگا۔
اور خلاف وضع فطری طرفین میں نمایا۔ زمانہ فترت
کامل ہوچکا۔ اور دَور ہجرت ختم۔ چپٹی ناک والے ظاہر
ہوگئے اور لباس متغیر اور کوتاہ ہوگئے۔ یہ اسرار پر
قابض ہوں گے اور شریف زادیوں کو بیحرمت کریں گے
کیسانی (یا غدار لوگ) آئیں گے اور خراسان کو خراب
کریں گے۔ پس قلعوں کو ڈھادیں گے اور خزانوں کو باہر
نکالیں گے۔ اور خونریزی کے ساتھ عراق کی فتح
کریں گے۔ افسوس افسوس کھلے مونہوں اور سوکھے
ہونٹوں پر۔ پھر آپ نے دائیں بائیں نظر ڈالی
رنج وملال سے ایک لمبا سانس لیا اور ایک آہ
سرد بھری اور خوف سے رنگ رخ متغیر ہوگیا۔ تو
سوید بن نوفل ہلالی اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ یا امیر
المومنین یہ جو کچھ واقعات آئندہ ذکر کئے کیا آپ

البلوی واشتدت الشکوی واستمرت
الدعوی وزلزلت الارض وضیع الفرض
وکتمت الامانۃ وبدت الخیانۃ و
قام الادعیاو نال الاشقیاء وتقدمت
السفھاء وتاخرت العلماء وازور القراٰن
واحمر الدبران۔ وکملت الفترۃ وسنت
الھجرۃ وظھرت الاخاطس فحسمت
الملابس یملکون السرائر ویھتکون
الحرائر ویجیئون کیسان وتخربون
خراسان فیھدمون الحصون و
ویظھرون المصئون ویفتحون
العراق بدم یراق۔ فاہ ا ہ۔ ثماہ اہ۔
بعریض الافواہ وزبول الشفاۃ ثم
التفت یمینًا وشمالًا وتنفس الصعدا
املالًا وتاوہ خشوعًا وتغیر خضوعًا۔
فقام الیہ سوید بن نوفل الھلالی فقال
یا امیر المومنین انت حاضر بما ذکرت
وعالم بہ فالتفت الیہ بعین الغضب وقال
لہ ثقلت الثواکل ونزلت بک النوازل
یا بن الجبان الخبائث والمکذب الناکث
سیقصر لک الطول ویغلبک الغول انا
سر الاسرار انا شجرۃ الانوار۔ انا
دلیل السمٰوٰت وانا رئیس المسجات
انا خلیل جبرئیل انا صفی میکائیل انا
قائد الاملاک انا سمندل الافلاک

حق ابتدا دَور ہی میں مکمل ہوگئی اور اس کی شریعت مطہرہ
قیامت تک کے لئے قابلِ فخر۔ خدا اس پر اور اس
کی آل شجرۂ علیا اور عناصر پاکیزہ پر اپنی رحمت
نازل فرمائے۔ اے لوگو! مثل جاری ہوگئی۔ عمل ثابت
ہوگیا۔ خواجہ سرا متصرف امور اور عورتیں حاکم بن گئیں۔
خواہشات مختلف ہوگئیں۔ اور بلائیں عظیم اور
شکایت شدید ہوگئی۔ دعویٰ ہر طرف سے عام ہوگیا
اور زمین متزلزل۔ فریضہ خدائی ضائع ہوگیا اور
امانت پوشیدہ کرلی گئی۔ اور خیانت ظاہر ہوگئی۔
حرام زادے اُٹھ کھڑے ہوئے اور بدبخت اور شقی لوگ
اپنے مقصد پر فائز سفہاء اور بیوقوف آگے بڑھ گئے
اور علماء پیچھے رہ گئے۔ قرآن کو جھٹلایا جانے لگا۔
اور خلاف وضع فطری طرفین میں نمایا۔ زمانہ فترت
کامل ہوچکا۔ اور دَور ہجرت ختم۔ چپٹی ناک والے ظاہر
ہوگئے اور لباس متغیر اور کوتاہ ہوگئے۔ یہ اسرار پر
قابض ہوں گے اور شریف زادیوں کو بیحرمت کریں گے
کیسانی (یا غدار لوگ) آئیں گے اور خراسان کو خراب
کریں گے۔ پس قلعوں کو ڈھادیں گے اور خزانوں کو باہر
نکالیں گے۔ اور خونریزی کے ساتھ عراق کی فتح
کریں گے۔ افسوس افسوس کھلے مونہوں اور سوکھے
ہونٹوں پر۔ پھر آپ نے دائیں بائیں نظر ڈالی
رنج و ملال سے ایک لمبا سانس لیا اور ایک آہ
سرد بھری اور خوف سے رنگ رخ متغیر ہوگیا۔ تو
سوید بن نوفل ہلالی اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ یا امیر
المومنین یہ جو کچھ واقعات آئندہ ذکر کئے کیا آپ

انا سر يرالضراح انا حفيظ الالواح
انا قطب الديجور انا بيت المعمور
انا مزن السحائب انا نور الغياهب
انا فلك الحجج و انا
حجة الحجج انا مسدد الخلائق
انا محقق الحقائق انا مؤل
التاويل و انا مفسر الانجيل.
انا خامس الكساء انا تبيان
النساء. انا الفة الايلاف انا رجال
الاعراف انا سر ابراهيم انا ثعبان
الكليم. انا ولى الاولياء انا ورثة
الانبياء. انا داباء الزبور انا
حجاب الغفور. انا صفوة
الجليل انا ايلياء الا زجيل.
انا شديد القوى انا حامل اللوا.
انا امام المحشر انا ساقى الكوثر.
انا قسيم الجنان انا ماعير
النيران انا يعسوب الدين
انا امام المتقين انا وارث
المختار انا ظهير الا
ظهار. انا لبيد الكفرة.
انا ابو الائمة البرية
انا فاتح الباب. انا
مفرق الاحزاب
انا الجوهرة الثمنية

ان پر حاضر وناظر ہیں اور ان کا علم رکھتے ہیں! حضرت اس کی طرف متوجہ ہوئے اور چشم غضبناک سے اس کو دیکھا اور فرمایا رونے والیاں تجھے روئیں بلائیں تجھ پر نازل ہوں۔ او خبیث نامردوں کی اولاد جھوٹے عہد شکن عنقریب تیری عمر ختم ہو گی۔ اور ہلاکت تجھ پر غالب (تو کیا کہتا ہے) میں غیبی رازوں کو جاننے والا ہوں اور انوار الٰہی کا شاداب درخت۔ میں آسمانوں کا راہ نما ہوں اور تسبیح گذار فرشتوں کا رئیس و مصاحب میں خلیل جبرئیل ہوں اور حبیب صادق میکائیل۔ میں سارے فرشتوں کا سردار ہوں۔ اور افلاک کا شاہ باز۔ میں سر بر بیت معمور ہوں دیا بادشاہ بیت معمور اسرار علوم ہوں) اور میں لوح محفوظ ولوح محو و اثبات کا محافظ۔ میں قطب دیجور ہوں۔ اور میں ہی خود بیت معمور آسمان علوم۔ میں باران سحاب رحمت ہوں۔ اور میں ہی تاریکیوں کو روشن کرنے والا نور تاباں۔ میں فلک حجت ہائے الٰہی ہوں۔ اور میں حجتوں کا باپ۔ اور سردار میں ساری کائنات کا مددگار و معاون ہوں اور جملہ حقائق کو ثابت کرنے والا ہوں۔ میں خامس آل عبا ہوں۔ اور میں ہی تفصیل و بیان (سورۂ نساء) میں ہی معنی الفت ایلاف اور مفسر سورہ ایلاف ہوں۔ میں ہی رجال اعراف سے مراد ہوں (وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَهُمْ بِسِيمَاهُمْ ۔ میری شان میں ہے) میں ابراہیم خلیل اور اژدہائے کلیم (اعجاز ابراہیمی و موسیٰ کی حقیقت ہوں) میں سب لیوں کا ولی اور سب نبیوں کا وارث

انا باب المدينة انا مفسر
البينات انا مبين المشكلات انا
النون والقلم انا مصباح الظلم انا سوال
متى انا ممدوح هل اتى۔ انا النباء العظيم
انا الصراط المستقيم۔ انا لؤلؤ الاصداف
انا جبل قاف انا سر الحروف۔ انا نور
الظروف انا الجبل الراسخ انا علم
الشامخ انا مفتاح الغيوب انا مصباح
القلوب۔ انا نور الارواح انا روح الاشباح
انا فارس الاسرار انا نصرة الانصار انا
السيف المسلول۔ انا الشهيد المقتول
انا جامع القرآن انا تبيان البيان انا
شفيق الرسول انا بعل البتول۔ انا
عمود الاسلام انا مكسر الاصنام انا صاحب
الاذن۔ انا قاتل الجن انا صالح المؤمنين
انا امام المفلحين۔ انا امام ارباب الفتوة
انا كنز اسرار النبوة۔ انا مطلع على اخبار
الاولين۔ انا المخبر عن الوقائع الا
خرين۔ انا قطب الاقطاب۔ انا حبيب
الاحباب۔ انا مهدى الاوان انا
عيسى الزمان انا والله وجه الله انا والله
اسد الله۔ انا سيد العرب انا
كاشف الكرب۔ انا الذى قيل فى حقه
لا فتى الا على لا سيف الا ذو الفقار
انا الذى قال فى شانه انت منى بمنزلة

ہوں۔ میں عالم زبور اور حجاب رب غفور ہوں۔ میں
برگزیدہ رب جلیل اور معنی ایلیا انجیل ہوں۔ میں
شدید القویٰ ہوں اور میں حامل لواء محمدؐ۔ میں
پیشوائے روز محشر اور ساقی حوض کوثر ہوں میں
ہی قاسم جنت اور اعداء اللہ کے لئے جہنم کی
آگ کو بھڑکانے والا ہوں میں یعسوب الدین وامام
المتقین ہوں۔ وارث رسول مختار اور سب مددگاروں کا
مددگار مشکل کشائے روزگار ہوں۔ میں کافروں کو
ہلاک کرنے والا۔ اور نیک اماموں کا باپ ہوں۔ میں
ہی باب کفر (مثل قلعہ خیبر) کو اکھاڑنے والا اور کفر کی
فوجوں کو پریشان کرنے والا ہوں میں خزانہ قدرت کا
قیمتی جوہر اور دروازہ شہر علم پیغمبر ہوں میں آیات بینات
کی تفسیر کرنے والا۔ اور مشکلات علوم کو بیان کرنے والا
ہوں میں ہی معنی نون والقلم ہوں۔ میں تاریکیوں کی شمع
نورانی ہوں۔ میں سوال متی کا مصداق (متی نصر اللہ)
اور میں ہی سورۂ ہل اتی کا ممدوح ہوں (قدرت نے
یہ قصیدہ میری ہی شان میں کہا ہے) میں نبأ عظیم کا
مصداق (عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيمِ
الَّذِي هُمْ فِيهِ مُخْتَلِفُونَ) اور میں حقیقت
صراط مستقیم الٰہی ہوں۔ میں صدف ہائے عظمت و
کرامت کا موتی ہوں۔ اور میں کوہ قاف جلال الٰہی میں
سر حروف ہوں۔ میں ہی حروف مقطعات میں
تمام زمان و مکان کی روشنی۔ میں ہی کوہ
راسخ علوم اور جبل شامخ معارف وحقائق ہوں
میں تمام غیبوں کی کنجی اور اہل ایمان کے دلوں کو

هارون من موسٰی انا لیث بنی غالب
انا علی ابن ابی طالب - قال فصاح السائل
صیحة وخرمیتا - فعقب امیرالمومنین
کرم الله وجهه کلامه بان قال الحمد لله
باری النسم وذاری الامم والصلوٰة
علی الاسم الاعظم والنور الاقدم محمد
واٰله وسلم ثم قال سلونی عن طرق
السماء فانی اعلم بها من طرق الارض
سلونی قبل ان تفقدونی - فان بین جنبی
علومًا کالبحار الزواخر فنهض الیه الراسخ
من العلماء والمهرة من الحکماء واحدق
به الکمل من الاولیاء والامن الاصفیاء
یقبلون مواطبی قدمیه ویقسمون
بالاسم الاعظم علیه بان یتم کلامه
ویکمل نظامه فقال بحر الراسخین
وحبر العارفین الامام الغالب علی ابن
ابی طالب کرم الله وجهه یظهر صاحب
الرایة المحمدیة والدولة الاحمدیة
القائم بالسیف والحال الصادق بالمقام
محی الارض ومحی السنة والفرض ثم قال
ایها المحجوب عن شانی الغافل من حالی
ان العجائب اثار خواطری والغرائب
اسرار ضمائری لانی قد خرقت الحجاب
واظهرت العجاب واتیت بالباب ونطقت
بالصواب وفتحت خزائن الغیوب وفتقت

روشن کرنے والی شمع ہدایت میں سب روحوں کی
روح اور سارے نفسوں کی جان ہوں - میں بار بار حملہ
کرنے والا شہسوار اور سب ناصروں کی نصرت
اور ان کا مددگار ہوں میں حق کی شمشیر برہنہ اور شہید راہ
خدا ہوں - میں قرآن کو جمع کرنے والا اور بیان کی تفسیر
(خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ۔ (رحمٰن) کی تفسیر میں ہوں
میں رسول کا برادر شفیق اور بتول عذرا کا شوہر رفیق
ہوں میں دین اسلام کا ستون اور بت شکن ہوں میں صاحب
اذن ہوں - وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَّاعِيَةٌ (حاقہ) کا مصداق ہوں اور جنوں
کو قتل کرنے والا میں صالح المومنین اور امام المفلحین اور پیشوائے
ارباب فتوت وجوانمردی ہوں اور میں ہی خزانہ اسرار
نبوت ہوں اور میں پہلوں کی خبروں سے باخبر اور آنیوالے
واقعات کی خبر دینے والا ہوں - میں سب قطبوں کا قطب
ولیوں کا ولی اور دوستوں کا دوست ہوں - میں مہدی اور
مسیح زماں ہوں (المهدی منا وکلنا واحد) میں خدا
کی قسم وجہ اللہ ہوں - میں خدا کی قسم اسد اللہ ہوں میں
سید العرب ہوں اور میں ہی رسول کی مشکلات کو
دور کرنے والا کاشف الکرب -
میرے ہی حق میں کہا گیا ہے" لا فتی الا علی لا سیف
الا ذو الفقار" اور میری ہی شان میں رسول نے فرمایا
ہے - انت منی بمنزلة هارون من موسی
میں شہر ہر نبی پر غالب ہوں اور میں علی ابن ابی طالب
ہوں - راوی کہتا ہے - کہ جب حضرت کرم اللہ وجہہ
یہاں تک اپنے بیان حقائق التیام میں پہنچے - تو
سائل تاب نہ لاسکا - ایک چیخ ماری اور مردہ ہوکر زمین

وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ
وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ۝

الصراط السوی
فی
احوال المہدیؑ

مصنفہ
جناب فضائل و فواضل مآب مولانا مولوی سید محمد سبطین السرسوی اعلی اللہ مقامہ

ناشر منیجر البرہان بکڈپو ۳۵ - بیڈنشر روڈ - کرشن نگر - لاہور

ملنے کا پتہ
امامیہ کتب خانہ
اندرون موچی دروازہ - لاہور ۸

امام غائبؑ پر ایمان لانے اور اس کے وجود کا یہ فائدہ ہے کہ یہ انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ وہ کسی بڑے کا سہارا ڈھونڈتا ہے۔ اور ایک بادشاہ اور حاکم چاہتا ہے۔ ضرور کسی کو خلیفہ اولی الامر مانتا اور اس کی بیعت کرتا ہے اور اس کی تلاش میں رہتا ہے۔ اور جب اولی الامر کی بیعت کر لیتا اور اس کو خلیفہ یا اولی الامر مان لیتا ہے۔ تو اس کے حکم اور فتوے پر چلتا ہے۔ اور اگر وہ بادشاہ اسلام یا اولی الامر یا خلیفہ اس کو حکم دے۔ تو لڑنے اور جہاد کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ لیکن جو شخص امام غائبؑ پر ایمان رکھتا ہے اور ہر ایک امر میں اسی امام غائبؑ کے حکم کو واجب التعمیل جانتا ہے۔ وہ ہرگز کسی کی بیعت نہیں کر سکتا اور کسی کو دینی بادشاہ اسلام نہیں مان سکتا۔ اور کسی کے فتوے پر جہاد کرنے میں شریک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ بلا حکم امامؑ اس کا جہاد نہیں ہے۔ اور امامؑ اس کا غائبؑ ہے۔ اور اس لئے ایسا شخص جو امام غائبؑ پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہو۔ کبھی کسی فتنہ و فساد اور جنگ و جدال میں شریک نہ ہوگا۔ بغاوت نہ کرے گا۔ کیونکہ اس کے امام غائبؑ کا حکم نہیں ہے کسی جنگ کو دینی جنگ نہ سمجھے گا۔ کیونکہ امام غائبؑ کے حکم سے نہیں ہے۔ بلکہ وہ ضرور امن پسند ہوگا چنانچہ دیکھا جاتا ہے اور ہمیں مشاہدے میں آ رہا ہے۔ **ثانی مختصر**۔ امام غائبؑ کے وجود کا ایک عظیم الشان فائدہ یہ ہے کہ جو شخص اس پر ایمان لائے گا۔ وہ جملہ انبیاء و اولیاء و حجج اللہ اور پیغمبر آخر الزمان اور اس کے اوصیاء کرامؑ پر ایمان لائے گا۔ کیونکہ یہ تمام سلسلہ ذریت انبیاء متصل ہے۔ اور امام مہدی آخر الزمان سب کی علت غائی ہیں۔ اس لئے وہ شخص کامل الایمان ہوگا۔ اور ایسے اشخاص میں جو امام آخر الزمانؑ کے قائل ہوں کبھی اختلاف نہ ہوگا۔ جو اس کے قائل نہ ہوں ان میں اور ہر ایک امامؑ کے ساتھ اختلاف ہو سکتا ہے۔ اور فرقے پیدا ہو سکتے ہیں۔ مگر جو بارھویں امامؑ کے قائل ہوں گے اور اثنا عشری ہوں گے۔ ان میں ایک ہی فرقہ پیدا ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے اس سلسلے کی آخری کڑی کو پکڑ لیا ہے جو تا حضرت آدم علیہ السلام متصل ہے۔ اور اس لئے فرقہ اثنا عشری صرف ایک ہی ہے۔ اور بفرض محال کوئی فائدہ بھی وجود امام غائبؑ کا نہ ہو۔ تو یہ فائدہ ضرور ہے۔ کہ وہ وقت ظہور اس سے انتفاع حاصل کرے گا۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے۔ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا ۔ جس وقت بعض آیات الٰہی ظاہر ہوں گی۔ اس وقت کسی ایسے شخص کو ایمان لانا فائدہ نہ دے گا۔ جو اس سے پہلے ایمان لایا ہوا نہیں ہے۔ یا اس نے اپنے ایمان میں کسب خیر نہیں کیا ہے۔ یہ بیان ہو چکا ہے کہ یہ بعض آیات میں آیۂ عظمیٰ مہدی آخر الزمان ہے۔ اس کے ظہور کے وقت انہی لوگوں کو فائدہ ہے جو پہلے سے اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ کیونکہ وہی فوراً اطاعت کریں گے

وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ
وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ۝

الصراط السوی
فی
احوال المہدی

مصنفہ
جناب فضائل و فواضل مآب مولانا مولوی سید محمد سبطین السرسوی اعلی اللہ مقامہ

ناشر منیر البرہان بلاک پ ۳۵ - پریذیڈنٹ روڈ - کرشن نگر - لاہور

ملنے کا پتہ
امامیہ کتب خانہ
اندرون موچی دروازہ - لاہور

شیعوں کو اب جواب تبلیغ

اور اوہام فاسدہ اور فسق و فجور کے پردے اپنے نور بصیرت و بصارت پر ڈال لئے ہیں۔ اور
خود اس کے فیض سے محروم ہو گئے ہیں۔ اور اس لئے جو شخص اس سے مستفیض ہو۔ اور
بے حجاب اس پر نہ پڑے ہوں۔ معرفت اور دل میں نور رکھتا ہو۔ اور گناہوں کی آلودگی سے
پاک ہو تاکہ ساحت قدس امام علیہ السلام سے تعلق پیدا کر سکے۔ نمازِ ظاہری میں جا سکے
مقدسین سے مل سکے۔ وہ خدمت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پہنچ سکتا ہے۔ امام علیہ
السلام کو دیکھ سکتا ہے۔ وہ سوال کر سکتا ہے۔ مسائل پوچھ سکتا ہے۔ اور بہت سے
مومن ہیں۔ جو بصورت جسمانی خدمت امام علیہ السلام میں پہنچے ہیں۔ زیارت سے مشرف
ہوئے ہیں۔ اور فیض پایا ہے۔ اور اب بھی جو شخص چاہے۔ کوشش کرے۔ باشرائط
اس کا امتحان کر سکتا ہے۔ اور خدمت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پہنچ سکتا ہے۔ اور
ان شرائط میں اول صدق دل سے اس پر ایمان لانا اور فسق و فجور کا ترک کرنا اور اس
کی فی الجملہ معرفت حاصل کرنا ہے۔ باب شہادات میں ان لوگوں کی ایک فہرست
آئے گی۔ جو خدمت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پہنچے ہیں۔ اور ایسے ہی نصرت امام علیہ السلام
بھی ظہور جسمانی پر موقوف نہیں ہے۔ وہ متصرف روحانی ہیں۔ اور برابر مومنین کی نصرت
کرتے رہتے ہیں۔ فریاد کو پہنچتے ہیں۔ اور حفظ ثغور و نصرت ظاہری اور اجرائے بعض حدود
ساقط ہے۔ تو یہ ہمارا قصور ہے۔ یہ گناہ ہمارا ہے۔ کہ ہم نے اپنے افعال سے اس
نعمت کو کھو دیا ہے۔ "تاسعاً" حجت خدا پیغمبر یا امامؑ سے ہدایت پانا۔ احکام سیکھنا
اور علم بھی حاصل کرنا۔ معرفت خدا حاصل کرنا حضوری پر موقوف نہیں ہے۔ کہ بالمشافہ
ہی حاصل ہوتے ہیں۔ نہ یہ پیغمبر کا فرض ہے۔ کہ وہ ہر ہر شخص کے گھر جائے۔ اور مسائل
بیان کرے۔ اور نہ ہر ہر فرد انسان کا یہ فرض ہے۔ کہ مقام اور مرکز نبوت پر پہنچ کر بالمشافہ
احکام حاصل کرے۔ بلکہ علم ان احکام پیغمبری کا ضروری ہے۔ جن کی تبلیغ پر وہ مامور
ہے۔ اور وہ بلا واسطہ و بالواسطہ دونو طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر ممکن ہے خود انسان
جائے۔ اور پوچھے اور سنے۔ ورنہ اس سے دریافت کر سکتا ہے۔ جو جانتا ہو۔ اور جس کو
اس کا علم ہو۔ اور اسی طرح معرفت پیغمبر اور اس پر ایمان لانا اس پر مبنی نہیں ہے۔ کہ
انسان پیغمبر کو آنکھ ہی سے دیکھے۔ بلکہ معرفت قلب سے حاصل ہوتی ہے۔ اور احکام
سماع سے تحصیل کئے جا سکتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے زمانے

میں نہ خود سب کے گھر جاتے تھے۔ اور نہ تمام رُوئے زمین پر پھرتے تھے۔ اور نہ ہر قطعہ زمین سے ہر ایک شخص حاضر خدمت ہونے پر مامور تھا۔ بلکہ بہت سے لوگ دور دراز کے ملکوں میں رہتے تھے۔ اور حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے ہوئے تھے۔ اور معرفت رکھتے تھے۔ اور حضرتؐ جب کوئی بات بیان فرماتے تھے۔ تو اکثر فرمایا کرتے تھے کہ حاضرین غائبین کو پہنچا دیں۔ اگر تحصیل احکام نبوی فرض ہے۔ تو فرض کفائی ہے۔ کہ ہر شہر یا ہر قوم میں سے ایک جماعت جائے۔ اور احکام سیکھ آئے۔ دین حاصل کرکے واپس ہونے پر دوسرے بھائیوں کو بتلائے اور تبلیغ کرے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے۔ کیونکہ نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ ہر ایک فرقے سے کیوں ایک جماعت نہیں جاتی۔ جو دین کو سیکھے اور واپس ہو کر اپنی قوم کو ہدایت کرے۔ پس ہر شخص حضور حجت اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مامور نہیں ہے۔ بلکہ ہر حال میں عوام کو ان علماء کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔ جو احکام دین سے واقف ہوں۔ اور اس وقت میں بھی ہم پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے ہیں۔ ان کی معرفت حاصل کی ہے۔ ان کے احکام سیکھے ہیں۔ حالانکہ ہم میں سے ایک نے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود نہیں دیکھا۔ ہاں تسلیم حضرتؐ حاصل کی ہے۔ جو قرآن اور احادیث میں موجود ہے۔ اور علماء سمجھانے والے ہیں۔ اسی طرح امام غائب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کا حاصل کرنا اور اس پر ایمان لانا واجب ہے نہ حضوری۔ اور یہ تعلیم بذریعہ علما حاصل ہو سکتی ہے۔ اور تعلیم امام زمان علیہ الصلوٰۃ والسلام وہی ہے جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے گیارہ آباء طاہرین علیہم الصلوٰۃ والسلام بیان فرما گئے ہیں۔ وہی ہم علماء سے حاصل کریں۔ اگر کوئی مسئلہ ایسا ہو جس کی اصل بالفرض علماء کو نہ ملے۔ تو ان علماء میں بعض ممکن ہے کہ ایسے ہوں۔ کہ وہ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف رجوع کریں۔ اور ظاہراً حاضر خدمت ہو کر یا باطناً اس جنابؑ سے اس مسئلہ یا کہ اس اصل کو حاصل کریں۔ اور ہمیں بتلا دیں۔ اور یہی فائدہ امام غائب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کا ہوگا۔ اور حوادث یومیہ کے لئے خود حضرتؑ نے دستور العمل دے دیا ہے۔ کہ ہماری احادیث کے رواۃ کی طرف رجوع کریں۔ اور اس زمانہ غیبت کی تکلیف خود بیان فرما دی ہے۔ کہ اس وقت کیا کرنا چاہئے۔ اور اس لئے ہمیں اس جنابؑ کا دیکھنا ضروری نہیں ہے

غرض وجود امام غائب ہرگز فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ اور ہم پر فرض معرفت اور ایمان و اعتقاد سے
تعطیل احکام ہرگز لازم نہ آئے گی۔ چنانچہ مشاہد ہے۔ عاشراً۔ وجود امام غائب اور اس پر
ایمان لانے کا عظیم الشان فائدہ یہ ہے۔ کہ جو شخص امام برحق امام غائب پر ایمان رکھتا ہوگا۔ وہ
اپنے ایمان میں اُن لوگوں سے پختہ اور مستقیم ہوگا۔ جو کسی پر ایمان نہیں رکھتے اور کسی پر اعتقاد نہیں
رکھتے۔ وہ شک و شبہ میں نہ پڑے گا۔ اور وہ ہرگز کسی جھوٹے مدعی نبوت اور امامت کا قائل نہ
ہوگا۔ اور وہ کسی فرضی عیسے۔ موسے۔ کرشن پر ایمان نہ لائے گا۔ اور معجون مرکب مہدویت اور عیسویت
پر معتقد نہ ہوگا۔ وہ مسئلہ امامت میں ہرگز گمراہ نہ ہوگا۔ کسی کے بہکانے سے نہ بہکے گا۔ تا این کہ
اس کے ایمان میں ضعف نہ آجائے۔ یا وہ اوصاف امام سے بالکل بے خبر اور جاہل ہو۔ جیسا
کہ بعض جہال ایران باب کے دام تزویر میں آگئے تھے۔ اور علماء اور سلطنت نے ان کو
قتل کرا کر قلع قمع کر دیا۔ چنانچہ یہاں دیکھو کہ جو لوگ امام غائب پر سچے دل سے ایمان رکھتے ہیں
اور اس کے عارف ہیں۔ وہ ہرگز کسی جھوٹے نبی یا امام یا عیسے یا مہدی کے پیچھے نہیں ہو گئے
امام غائب کا قائل اگرچہ کوئی اس کو اور فائدہ نہ پہنچتا ہو مگر یہ ضرور پہنچے گا۔ کہ وہ حیرانی میں نہ ہوگا۔
اس کے قلب کو ایک اطمینان اور استقلال حاصل ہوگا۔ اس کے دل کو ایک قسم کی تسلی ہوگی۔ کہ
اس کا حامی اور پیشوا موجود ہے جو اس کے حال سے بے خبر نہیں ہے۔ اور دنیا و عقبے میں کام آئے گا۔
جیسا کہ وہ شخص جو اس خدائے قادر مطلق پر ایمان رکھتا ہے۔ جو نہ دکھائی دیتا ہے اور نہ دیکھنے کے
قابل ہے۔ اور نہ جس کی ذات کا ادراک ہو سکتا ہے۔ اور وہ نہیں جانتا کہ اس خدا سے اس کو کیا
فائدہ پہنچ رہا ہے۔ کیونکہ وہ اس کی تربیت کر رہا ہے۔ کیونکہ اس کو علم و معرفت عطا کرتا ہے۔ اور
ایمان کا فیض پہنچاتا ہے۔ خدائے غائب اور غیر مرئی پر ایمان لانے سے ایک اطمینان قلب رہتا ہے
بھروسہ ہوتا ہے۔ اور کبھی ایسا شخص حیران اور مضطرب نہیں ہوتا۔ کٹھن سے کٹھن مصیبت میں اس
پر توکل کر کے صابر اور ثابت قدم اور مستقیم و مستقل القلب رہتا ہے۔ بخلاف اس کے جو خدا کا
قائل نہیں اور دہریہ ہے۔ وہ ہمیشہ حیرت میں رہے گا۔ اور کبھی اس کو اطمینان قلب و استقلال حاصل
نہ ہوگا۔ اور بلا و مصیبت کے وقت کسی چیز پر بھروسہ نہ کر سکے گا۔ اور یہ ایک بہت ہی بڑا فائدہ امام غائب
کے وجود اور اس پر ایمان لانے کا ان لوگوں کو حاصل ہے جو خدائے غائب و حاضر و ناظر پر ایمان رکھتے ہیں۔
یہ جو روز بروز نئے نئے مذہب نکل رہے ہیں اور مہدی اور امام پیدا ہو رہے ہیں۔ امام غائب پر ایمان
نہ لانے کا نتیجہ ہیں۔ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ واحشر

كتاب فردوس الأخبار

بمأثور الخطاب المخرج على كتاب الشهاب

تأليف

الحافظ شيرويه بن شهردار بن شيرويه الديلمي

ومعه

تسديد القوس للحافظ ابن حجر العسقلاني

مسند الفردوس لأبي منصور شهردار بن شيرويه الديلمي

قدم له وحققه وخرج أحاديثه

فواز أحمد الزمرلي　　محمد المعتصم بالله البغدادي

الجزء الأول

الناشر

دار الكتاب العربي

فصل

[٤٠٠] الأعمَالُ بالنِّيات، وإنّما لكلِّ امرىءٍ ما نَوى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إلى الله ورسوله فهجرتُهُ إلى الله ورسولِهِ ، ومن كانت هجرته لدنيا يصيبها ، أو امرأة يتزوجها فهجرته إلى ما هاجر إليه.

[٤٠١] الأنبياء قادةٌوالفقهاء سادة ، ومجالسهم زيادة ، وانتم في ممر الليل والنهار ، في آجال منقوصة ، وأعمال محفوظة ، والموت يأتيكم بغتة ، فمن زرع خيراً ، يحصد رغبة ، ومن زرع شراً يحصد ندامة .

[٤٠٢] الأنْبياء أحياء في قبورهم ، يصلون .

[٤٠٣] الأنصار أحبابي ، وفي الدين إخواني ، وعلى الاعداء أعواني .

[٤٠٤] الأبدالُ أربعون رجلًا ، وأربعون امرأةً ، كلّما ماتَ رَجُلٌ أبدل الله مكانه

---

[٤٠٠] ت ق : « متفق عليه عن عمر . قلت : ليس هو فيهما بهذا اللفظ ، وإنما أخرجه بدون (إنما) ابن حبان » أ هـ (٥٥) .

[٤٠١] ت ق : « أسنده عن ابن عباس » أ هـ (١٢٧) . ذكره في الجامع الصغير ٣/١٨٤ وعزاه للقضاعي ورمز لضعفه . وذكره في المصنوع ص ٦١ وقال : « موضوع على ما في الخلاصة » أ هـ . أي كتاب الخلاصة في معرفة الحديث . وجاء بلفظ: المتقون سادة ، والفقهاء قادة ومجالستهم زيادة . موقوفاً على ابن مسعود ، رواه الطبراني في الكبير ورجاله موثقون كما في مجمع الزوائد ١/١٢٥ - ١٢٦ وانظر الحلية ١/١٣٤ وقال الألباني في ضعيف الجامع ٢/٢٨٢ : « موضوع» أهـ. الشهاب (١/٢٠٣) .

[٤٠٢] ت ق : « أبو يعلى عن أنس » أ هـ . (١٢٧) . ذكره في الجامع الصغير ٣/١٨٤ . قال في فيض القدير ٣/١٨٤ : « وهو حديث صحيح » . أهـ . وقال الألباني في صحيح الجامع ٢/٤١٤ : « صحيح » أ هـ .

[٤٠٣] ت ق : « أسنده عن أنس » أ هـ . (١٢٧) .

[٤٠٤] ت ق : « أسنده عن ابن عباس » أ هـ . قلت : هو في السنن الكبرى للبيهقي » =

الفردوس بمأثور الخطاب

تأليف أبي شجاع شيرويه بن شهردار بن شيرويه الديلمي
الهمذاني، الملقب "إلكيا" (٤٤٥ - ٥٠٩هـ ١٠٥٣ - ١١١٥م)

الجزء الخامس

دار الكتب العلمية
بيروت — لبنان

المغرب إلى اشتباك النجوم ولم يؤخروا صلاة الفجر إلى إمحاق النجوم ولم يكلوا الجنائز إلى أهلها.

٧٥٧٢ ـ **علي بن أبي طالب**: لا تزال أمتي مضروب عليها حصن من العافية وتدرأ عنهم الآفات ما وقّرت كبراؤها وعظمت علماؤها وأدت أمانتها ونصرت ضعفاءها.

٧٥٧٣ ـ **ميمونة**: لا يزال أمر أمتي بخير ما لم ينشأ فيهم ولد الزنا فإذا أنشأ فيهم ولد الزنا فيوشك أن يعمهم اللّٰه بعقاب.

٧٥٧٤ ـ **عبادة بن الصامت**: لا يزال في أمتي ثلاثون رجلاً كلهم من الفضل مثل إبراهيم خليل الرحمن كلما مات رجل أبدل اللّٰه عزّ وجلّ مكانه آخر.

= ـ ومحمد بن الضوء ليس بمحل لأن يؤخذ عنه العلم لأنه كان كذاباً متهتكاً بشرب الخمر مجاهراً بالفجور.

٧٥٧٢ ـ إسناد هذا الحديث في زهر الفردوس ٢٠٧/٤: قال أخبرنا أبو القاسم نصر بن محمد بن علي بن زيرك أخبرنا أبو بكر عبد اللّٰه بن أحمد بن محمد ابن أحمد بن روزبه أخبرنا أبو محمد علي بن محمد بن هارون بن عيسى الهاشمي بفسطاط مصر حدثني أبي حدثنا مسلم بن بكار حدثنا أبو بكر بن عياش عن أبي حصين عن ابن أبي مليكة عن علي مرفوعاً.

٧٥٧٤ ـ مجمع الزوائد ٦٣/١٠ رواه الطبراني في الكبير من طريق عمرو البزار عن عنبسة الخواص وكلاهما لم أعرفه وبقية رجاله رجال الصحيح.

ـ قال الألباني في الضعيفة ٣٤١/٢.

ـ والحديث أورده السيوطي في «الجامع الصغير» من رواية الطبراني أيضاً عن عبادة بلفظ «الأبدال في أمتي ثلاثون» فلعل ما نقلته عن «المجمع» محرف عنه وقال الشارح المناوي: «قال المصنف: سنده صحيح» ولم يتعقبه المناوي بشيء وكأنه لم يقف على كلام الهيثمي فيه ولا على إسناده وقد ساق السيوطي في «الحاوي» (٤٦١/٢) فقال: قال الطبراني في «الكبير» ثنا عبد اللّٰه بن أحمد بن حنبل: حدثني=

الفردوس

بمأثور الخطاب

تأليف أبي شجاع شيرويه بن شهردار بن شيرويه الديلمي
الهمذاني، الملقب "إلكيا" (٤٤٥-٥٠٩هـ/١٠٥٣-١١١٥م)

الجزء الأول

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

٥١٧ ـ أنس بن مالك : أَوْحَىٰ اللَّهُ إلى نبيٍّ من الأنبياء : « ما بال عبادي يدخلون بيوتي بقلوب غير طاهرة وأبدان غير نقية ؟ أبي يغترون أو إياي يخادِعُون ؟ وعزتي وجلالي وعلو مكاني لأبتلينهم ببليَّة أتركُ الحليمَ فيها حيران ، لا ينجو من نجا منهم إلا بدعاء كدعاء الغريق .

٥١٨ ـ ابن مسعود : أوحى الله عز وجل إلى نبي من الأنبياء أَنْ قُلْ لفلان العابد : « أما زهدك في الدنيا فتعجلت به راحة نفسك ، وأما انقطاعك إليّ فتعززت بي ، فماذا عملتَ فيما لي عليك ؟ قال] يا رب وماذا لك علي ؟

قال] هل واليت فيَّ ولياً أو عاديت فيَّ عدواً » .

٥١٩ ـ أنس بن مالك : أوحىٰ الله عز وجل إلى نبيٍّ من الأنبياء : « قل لعبادي الصديقين : لا يغتروا فإني إنْ أقمت عليهم عدلي أو قسطي أعذبهم غير ظالم لهم ، وقل لعبادي الخطائين لا تيأسوا من رحمتي فإنه لا يكبر عليَّ ذنب فأغفره » .

٥٢٠ ـ جابر بن عبد الله : أوحى الله عز وجل إلى جبريل أن أقلب مدينة فلان . فقال : « يا رب إنّ فيها عبدك فلان » . قال : « إقلب عليهم فإنّه لم يتغير وجههُ فيّ ساعة قط » .

٥٢١ ـ قتادة بن النعمان : أوحىٰ اللَّهُ عز وجل إلى جبريل فأتاني

---

٥١٨ ـ فيض القدير ٣/ ٧٠ وعزاه السيوطي لأبي نعيم في الحلية والخطيب البغدادي في التاريخ في ترجمة محمد بن الورد الزاهد وضعفه قال المناوي وفيه علي ابن عبد الحميد قال الذهبي مجهول وخلف بن خليفة أورده في الضعفاء وقال ثقة كذبه ابن معين.

٥٢٠ ـ مشكاة المصابيح رقم ٥١٥٢ .

موسوعة الأحاديث والآثار الضعيفة والموضوعة

مرتبة على الحروف الهجائية ويليها فهارس الأبواب الفقهية

"وتشمل المصنفات المفردة في الضعيفة، والموضوعة، والمشتهرة"

إعداد

علي حسن علي الحلبي

الدكتور إبراهيم طه القيسي
عميد كلية الدعوة وأصول الدين - عمان
أستاذ مادة الحديث وعلومه المساعد

الدكتور حمدي محمد مراد
نائب عميد كلية الدعوة وأصول الدين
أستاذ مادة الحديث وعلومه المساعد

المجلد الثالث

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع
لصاحبها سعد بن عبد الرحمن الراشد
الرياض

٥٩٠٩ـ «إن لهم عليك من الحق أن تعدل بينهم ، كما أن لك عليهم من الحق أن يبروك».

ضعيف أبي داود (٧٥٩)

٥٩١٠ـ «إن لي جارين هما في الجوار سواء أحدهما بابه قبالة بابي والآخر عن يمين بابي ، فأيهما أبدأ ؟ قال : بحق الذي بابه قبالة بابك».

ذخيرة الحفاظ (١٩٩٤)

٥٩١١ـ «إن لي حرفتين اثنتين ، فمن أحبهما فقد أحبني ، ومن أبغضهما فقد أبغضني : الفقر والجهاد».

تذكرة الموضوعات (١٢١ ، ١٧٨) ، التنزيه (٢/١٨٢) ، التي لا أصل لها في الإحياء (٣٦٦) ، ذيل اللآلي (١٢٤) ، الضعيفة (٥٦٦) ، موضوعات الإحياء (٢٣٦)

٥٩١٢ـ «إن لي حوضاً ، وأنا فرطكم عليه».

ذخيرة الحفاظ (١٩٩٥)

٥٩١٣ـ «إن لي عند ربي عز وجل عشرة أسماء ، وأنا محمد ، وأنا أحمد، وأنا الماحي الذي يمحو الله بي الكفر ، وأنا العاقب الذي ليس بعدي أحد ، وأنا الحاشر الذي يحشر الله الخلائق معي على قدمي ، وأنا رسول الرحمة ، ورسول التوبة ، ورسول الملاحم ، وأنا المقفى قفيت النبيين عامة ، وأنا قثم ، والقثم الكامل الجامع». *

ذخيرة الحفاظ (١٩٩٦)

سید احمد شہیدؒ

سے

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے روحانی رشتے

سید نفیس الحسینی

ناشر

سید احمد شہید اکادمی

نفیس منزل

۳/۱۷۷ کریم پارک ○ لاہور

فون: ۷۷۲۸۱۹۰

پس جاننا چاہیے کہ حضرت ایشان (سید احمد شہیدؒ) کی جبلت ابتدائے فطرت ہی سے کمالاتِ طریقِ نبوت پر اجمالاً مائل تھی۔ اس طریق کے آثار یعنی وجدانی طور پر مناجات کی لذت پانا، بالخصوص نماز میں، اور شرع شریف کی تعظیم، اتباعِ سنت کی نہایت درجہ رغبت، آلودگیِ بدعت سے کمال نفرت، طاعات کی طرف طبعی میلان اور معاصی وسیئات سے جبلی کراہت بچپن سے آپ پر ظاہر و باہر تھی۔ القصہ طہارتِ جبلیہ کے آثار آپ کی طبیعت کی تہ میں ظاہر اور سعادتِ ازلیہ کے انوار آپ کی جبینِ مبارک پر ہویدا تھے۔ حتیٰ کہ سعادتوں کے خزائن کی کلید کہ جس کی مدد سے ہر دو طریق یعنی طریقِ نبوت اور طریقِ ولایت کے بند دروازے کھل جائیں، آپ کے ہاتھ آ گئی۔ یعنی آپ جناب ہدایت مآب، قدوۂ اربابِ صدق وصفا، زبدۂ اصحابِ فنا و بقا، سید العلماء وسند الاولیاء، حجۃ اللہ علی العالمین، وارث الانبیاء والمرسلین، مرجعِ ہر ذلیل وعزیز مولانا و مرشدنا الشیخ عبد العزیز متع اللہ المسلمین بطول بقائہ واعزنا وسائر المسلمین بمجدہ وعلائہ کی خدمت میں پہنچے۔ آپ کو ان کے حضور طریقۂ نقشبندیہ میں بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ حصولِ بیعت کے یمن اور آنجناب کی توجہات کی برکت سے آپ پر نہایت عجیب و نادر معاملات ظاہر ہوئے۔ انھیں وقائعِ عجیبہ کے سبب کمالاتِ طریقِ نبوت جو ابتدائے فطرت ہی سے اجمالی طور پر مندرج تھے تفصیل و شرح کے ساتھ انجام پائے اور مقاماتِ طریقِ ولایت نہایت اچھی صورت میں جلوہ گر ہوئے۔

ان معاملات میں سب سے اول اور افضل یہ ہے کہ آپ نے جناب رسالتمآب صلوات اللہ وسلامہ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کھجوریں اپنے دست مبارک سے آپ کو کھلائیں، اس انداز سے کہ ایک ایک کھجور اپنے دست مبارک میں لے کر آپ کے دہن میں رکھتے تھے۔ اسکے بعد جب آپ بیدار ہوئے تو اپنے اندر اس رؤیائے حقہ کا اثر ظاہر و باہر محسوس کیا۔

اس واقعہ سے آپ کو سلوکِ طریقِ نبوت کی ابتدا حاصل ہو گئی۔

بعد ازاں ایک دن جنابِ ولایت مآب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ اور جنابِ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خواب میں دیکھا۔ پس جنابِ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے دستِ مبارک سے غسل دیا اور آپ کے بدن کو خوب اچھی طرح سے مل مل کر دھویا جس طرح والدین اپنے بچوں کو نہلاتے دھلاتے ہیں پھر جناب حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ایک نہایت نفیس لباس اپنے دستِ مبارک سے آپ کو پہنایا۔ پس اس واقعہ کے سبب سے کمالاتِ طریقِ نبوت نہایت جلوہ گر ہوئے اور مقبولیتِ ازلی جو کہ ازل الآزال میں مخفی تھی منصۂ ظہور پر آ گئی اعنایتِ رحمانی اور تربیتِ یزدانی بغیر کسی واسطے کے آپ کے حال کی متکفل ہوئی۔ اور "معاملاتِ متواترہ" اور "وقائعِ متکاثرہ" پے در پے وقوع میں آئے۔ یہاں تک کہ ایک روز حضرت جل وعلا نے نے آپ کا داہنا ہاتھ اپنے "دستِ قدرتِ خاص" میں پکڑا اور "امورِ قدسیہ" میں سے ایک چیز جو کہ نہایت رفیع و بدیع تھی، آپ کے سامنے کر کے فرمایا، ہم نے تجھے ایسی چیز عنایت کی ہے اور دیگر چیزیں بھی دیں گے۔

حتیٰ کہ ایک شخص نے حضرت سید صاحبؒ کی خدمت میں بیعت کی استدعا کی۔ حضرت اُن دنوں عام طور پر بیعت نہیں لیا کرتے تھے، اس بنا پر اُس شخص کی التماس قبول نہ فرمائی۔ اُس نے نہایت درجہ الحاح کی، حضرت نے اُسے فرمایا: کہ ایک دو روز توقف کرنا چاہیے بعد میں جو کچھ مناسب وقت ہوگا وہی عمل میں آئے گا۔ پھر آپ حضرتِ حق کی جناب میں استفسار و اجازت کے لیے متوجہ ہوئے اور عرض کیا کہ آپ کے بندوں میں سے ایک بندہ مجھ سے بیعت کی استدعا کرتا ہے۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا ہے اور اس جہان میں جو کوئی کسی کا ہاتھ پکڑتا ہے تو ہمیشہ دستگیری کا پاس کرتا ہے۔ آپ کے اوصاف کو مخلوقات کے اخلاق سے کچھ بھی نسبت نہیں، پس اس

معاملہ میں کیا منظور ہے؟ بارگاہِ حق سے حکم ہوا کہ "جو لوگ تمہارے ہاتھ پہ بیعت ہوں گے، اگرچہ وہ لاکھوں کی تعداد میں ہوں، ہم سب کو کفایت کریں گے۔"

القصہ اس قسم کے واقعات اور ایسے ایسے معاملات سینکڑوں پیش آئے۔ یہاں تک کہ کمالاتِ طریقِ نبوت اپنی انتہائی بلندی کو پہنچے اور الہام اور کشفِ علومِ حکمت کے ساتھ انجام پذیر ہوئے۔ یہ ہے طریقِ استفادۂ کمالاتِ راہِ نبوت۔

اور کمالاتِ راہِ ولایت کے استفادہ کا طریق، اوّل اس طرح سمجھ لینا چاہیے کہ اولیاء اللہ کے طریقوں میں سے ہر طریق میں مجاہدات و ریاضات، اذکار و اشغال اور مراقبات معین کیے ہوئے ہیں۔ ان امور میں سے ہر ایک امر طالب کے نفس میں اثر پیدا کرتا ہے اور اشغال کے ثمرات وارد ہونے کے سبب سے ایک امرِ مستقر طالب کے اندر پیدا ہو جاتا ہے۔ اس امر کے سبب سے طالب عالمِ قدس سے ارتباط رکھتا ہے۔ اور وہی امر حضرت حق جل وعلا کے ساتھ طالب کے علاقے کا موجب ہوتا ہے وہ امر ہمیشہ طالب کے نفس میں موجود رہتا ہے، خواہ اس امر کی جانب طالب کی نظر ہو یا نہ ہو۔ ہاں اس امر کی طرف توجہ کے سبب اس کے آثار منصۂ ظہور پر آجاتے ہیں ورنہ اس کے جوہرِ نفس میں مخفی رہتے ہیں۔ اس امر کو عرفِ قوم (صوفیہ) میں "نسبت" کہتے ہیں۔ مثال اس کی یہ ہے کہ ایک شخص جو معقول کی کتابوں کی تکرار خواندگی کرتا ہے یا دوسرے صنائع جیسے موسیقی، یا آہنگری، یا زرگری کا پیشہ کرتا ہے تو کچھ مدت [illegible]

كتاب اليواقيت والجواهر في بيان عقائد الاكابر

للامام العارف الربانى سيدى عبد الوهاب

الشعرانى نفعنا الله والمسلمين

ببركاته وأفاض علينا

من نفحاته

آمين

*(وعلى الهوامش بكتاب الكبريت الاحمر في بيان علوم

الشيخ الاكبر لصاحب اليواقيت والجواهر المذكور ضاعف

الله تعالى له أسنى الاجور)*

أحد درج الحقيقة حتى يشهد فيه ألف صديق بأنه زنديق وذلك لانه اذا نطق بعلوم الاسرار لا يسع الصديقين الآن ينكر وا عليه غيرة على ظاهر الشريعة المطهرة * قال الشيخ محيي الدين ولقد وقع لنا وللعارفين أمور ونحن بواسطة اظهارنا المعارف والاسرار وشهدوا فينا بالزندقة وآذونا أشد الاذى وصرنا كرسول كذبه قومه وما آمن معه الا القليل واعدى عدولنا المقلدون لافكارهم وأما الفلاسفة فيقولون عنا هؤلاء قوم أهل هوس قد فسدت خزانة خيالهم فضعفت عقولهم و يا ليتهم اذلم يصدقونا جعلونا كأهل الكتاب لا يكذبونا فيما لم يخالف شرعنا مع انا لا يضرنا بحمد الله انكارهم علينا لجهلهم انتهى * وقال في الباب الثامن والثلاثين وأربعمائة انما كان الناس ينكرون على أهل الله تعالى علومهم لانها جاءت أصحابها من طرق غريبة غير مألوفة وهي طرق الكشف وأكثر علوم الناس انما جاءتهم من طريق الفكر فلذلك كانوا ينكرون كل ما جاءهم من غير هذا الطريق وما كل أحد يقدر على جلاء مرآة قلبه بالمجاهدة والرياضة حتى يصير يفهم كلام أهل الله و يدخل دائرتهم ولكن لله في ذلك حكم وأسرار انتهى * وقال في الباب الثامن والثلاثين وأربعمائة من أراد فهم المعاني الغامضة من كلام الله عز وجل وكلام رسله وأوليائه فليزهد في الدنيا حتى يصير ينقبض خاطره من دخولها عليه و يفرح لخروجها من يده وأما مع ميله الى الدنيا فلا سبيل له الى فهم الغوامض أبدا انتهى * وقال في الباب الثاني والثمانين وثلثمائة من الفتوحات من اراد الدخول الى فهم غوامض الشريعة وحل مشكلات علوم التوحيد فليترك كل ما يحكم به عقله ورأيه و يقدم بين يديه شرع ربه و يقول لعقله ان نازعه انما أنت عبد مثلي فكيف أترك ما نسبه الحق تعالى الى نفسه من آيات الصفات مثلا لعجزك أنت عن تعقله مع انك قاصر عن معرفة نفسك فكيف بمعرفة ربك ولو انك ألزمت نفسك الانصاف لالزمت حكم الايمان والتلقي وجعلت النظر والاستدلال في غير ما أخبر به ربك عز وجل وأطال في ذلك * وقال في الباب السادس والاربعين وماتين من الفتوحات اياك ان ترمي ميزان الشرع من يدك في العلم الرسمي بل بادر الى العمل بكل ما حكم به وان فهمت منه خلاف ما يفهمه الناس مما يحول بينك و بين امضاء ظاهر الحكم به فلا تعول عليه فانه مكر الهي بصورة علم الهي من حيث لا تشعر وأطال في ذلك * ثم قال واعلم ان تقديم الكشف على النص ليس بشئ عندنا لكثرة اللبس على أهله والا فالكشف الصحيح لا يأتي قط الا موافقا لظاهر الشريعة فمن قدم كشفه على النص فقد خرج عن الانتظام في سلك أهل الله ولحق بالاخسرين أعمالا انتهى * وقال في الباب الخامس والثمانين ومائة من الفتوحات اعلم ان ميزان الشرع الموضوعة في الارض هي ما بأيدي العلماء من الشريعة فمهما خرج ولي عن ميزان الشرع المذكورة مع وجود عقل التكليف وجب الانكار عليه فان غلب عليه حاله سلمنا له حاله ولا ننكر عليه لعدم من يتبعه على ذلك من أهل العقول فان ظهر بأمر يوجب حدا في ظاهر الشرع ثابت عند الحاكم أقيم عليه الحد ولا بد ولا يعصمه من اقامة الحد عليه قوله انا كأهل بدر اذ المؤاخذة لم تسقط عن أهل بدر في الدنيا وانما سقطت عنهم في الدار الآخرة على ان العبد لو قيل له افعل ما شئت فقد غفرت لك فهو عاص في الشرع اذ المغفرة لا تكون الا عن ذنب ولذلك قال فقد غفرت لك ولم يقل اسقطت عنك الحدود فالحاكم الذي يقيم عليه هذا الحد والتعزير مأجور * قال ومن علامة صاحب الحال ان يعمي نفسه من متولي الحدود فيتلبس بمثله فلا يستطيع ان يحركها بحوه انتهى * وقال في الباب الثالث والستين ومائتين اعلم ان عين الشريعة هي عين الحقيقة اذ الشريعة لها دائرتان علیا وسفلى فالعليا لاهل الكشف والسفلى لاهل الفكر فلما فتش أهل الفكر على ما قاله أهل الكشف فلم يجدوه في دائرة فكرهم قالوا هذا خارج عن الشريعة فأهل الفكر ينكرون على أهل الكشف وأهل الكشف لا ينكرون على أهل الفكر فمن كان ذا كشف وفكر فهو حكيم الزمان فكما ان علوم الفكر أحد طرفي الشريعة فكذلك علوم أهل الكشف فهما متلازمان ولكن لما كان الجامع بين الطرفين عزيزا فرق أهل الظاهر بينهما والا فما

الصلاة كأنه اعراض عن الله دون التلاوة فنقص من الفضيلة بقدر ما نقص من القصد وأطال في ذلك * ثم قال في حديث للصائم فرحتان فرحة عند فطره وفرحة عند لقاء ربه اعلم أنه لما كان الصوم سببا للقاء الرب كان أتم من الصلاة من هذا الوجه لكونه أنتج لقاء الله الذي هو مشاهدته والصلاة مناجاة لا مشاهدة فالحجاب يصحب الصلاة ولا يصحب الصوم ألا تراه قال قسمت الصلاة بيني و بين عبدي نصفين والصوم لا ينقسم فافهم * وقال فيه للملائكة الترقي في العلم لا في العمل فلا يترقون بالاعمال كما لا يترقى في العلم والعمل ولو ان الملائكة ما كانت ترقى في العلم ما قبلت الزيادة من آدم حين علمها الاسماء كلها فانه زادهم علما بالاسماء لم يكن عندهم فتأمل ذلك * وقال في الباب الثامن والاربعين في قوله أطيعوا الله وأطيعوا الرسول أي أطيعوا الله فيما أمركم به على لسان رسوله صلى الله عليه وسلم مما قال فيه صلى الله عليه وسلم ان الله يأمركم ثم قال وأطيعوا الرسول ففصل أمر طاعة الله من طاعة رسوله ولو كان المراد بطاعة رسول الله ما بلغ الينا من أمر الله لم يكن ثم فائدة زائدة وانما المراد بطاعته صلى الله عليه وسلم أن نطيعه فيما أمر به ونهى عنه مما لم يقل هو من

صفحہ 26

تفہیمات ربانیہ صفحہ 93 کا حوالہ = جلد 1-2 کا صفحہ 34 سطر 10 PC کا صفحہ 43

كتاب اليواقيت والجواهر في بيان عقائد الاكابر
للامام العارف بالله تعالى سيدي عبد
الوهاب الشعراني نفعنا
الله والمسلمين به
آمين
م

غلبت حاله فيصير حاله ويهذي كالسكران وإذا صحا ذهبت الحماية. وقال في الباب
الحادي والأربعين وثلاثمائة لا يجوز النظر في كتب الملل الباطلة والنحل الزائغة لأحد من
القاصرين وتمشى صاحب الكشف فله النظر فيها ليعرف من أي وجه قالوه، وهو
آمن من موافقتهم في ذلك الاعتقاد الباطل لما هو عليه من الكشف الصحيح. انتهى.
وقال في الباب الخامس والسبعين ومائتين من الفتوحات يجب على كل عارف
ستر ما تطلع الحق تعالى به على قلبه من علوم الأسرار ولا يظهره للعامة فيقع [illegible]
السكر ومن هنا قال أبو القاسم الجنيد سيد هذه الطائفة لا يبلغ أحد درجة الحقيقة
حتى يشهد فيه ألف صديق بأنه زنديق وذلك لأنه إذا نطق بعلوم الأسرار لا يسع
الصديقين إلا أن ينكروا عليه غيرة على ظاهر الشريعة المطهرة. قال الشيخ محيي الدين
ولقد وقع لنا وللعارفين أمور ومحن بواسطة إظهار المعارف والأسرار وشهدوا فينا
بالزندقة وآذونا أشد الأذى وصرنا كرسول كذبه قومه ومن آمن معه إلا قليل وسمى
عدونا المقلدون لأفكارهم وأما الفلاسفة فيقولون عنا هؤلاء قوم أهل هوس قد
فسدت خزانة خيالهم وضعفت عقولهم وليتهم إذ لم يصدقونا جعلونا كأهل
الكتاب لا يكذبونا فيما لم يخالف شرعنا مع أنا لا نصرح بحمد الله بكل ما عندنا [illegible] علينا كلهم
انتهى. وقال في الباب الثامن والثلاثين وأربعمائة كان الناس ينكرون على أهل
الله تعالى علومهم لأنها جاءت أصحابها من طرق غريبة غير مألوفة وهي طرق الكشف
وأكثر علوم الناس إنما جاءتهم من طريق الفكر فلذلك كانوا ينكرون كل ما جاءهم من
غير هذا الطريق وما كل أحد يقدر على جلاء مرآة قلبه لهذه ولزيادة صفته حتى
يصير يفهم كلام أهل الله ويدخل دائرتهم ولكن لله في ذلك حكم وأسرار انتهى. وقال في
الباب الثامن والثلاثين وأربعمائة من أراد فهم المعاني الغامضة من كلام الله عز وجل
وكلام رسله وأوليائه فليزهد في الدنيا حتى يصير يقبض طرفه من دخولها عليه
ويفرح بزوالها من يده وأما مع ميله إلى الدنيا فلا سبيل له إلى فهم الغوامض أبدا انتهى.
وقال في الباب الثاني والثمانين وثلاثمائة من الفتوحات من أراد الدخول إلى فهم غوامض
الشريعة وحل مشكلات علوم التوحيد فليترك كل ما يحكم به عقله ورأيه ويقدم
بين يديه شرع ربه ويقول لعقله إن زعمت أنت عبد مثلي فكيف تترك ما نسبه
الحق تعالى إلى نفسه من آيات الصفات مثلا بحولك عن ذلك مع أنك قاصر عن
معرفة نفسك فكيف بمعرفة ربك ولو أنك ألزمت نفسك ألا تعرف الرب بحكم
الإيجاب والخلق وجعلت النظر والاستدلال في غير ما جربه ربك عز وجل وأطالت
في ذلك، وقال في الباب السادس والأربعين ومائتين من الفتوحات إياك أن ترمي
ميزان الشرع من يدك في العلم الرسمي بل بادر إلى العمل بكل ما حكم به وإن فهمت منه
خلاف ما يفهمه الناس مما يحول بينك وبين إمضاء ظاهر الحكم به فلا تعول عليه فإنه مكر
إلهي بصورة علم إلهي من حيث لا تشعر وإياك والخروج في ذلك. ثم قال وإنما لم نقدم الكشف
على النص ليس بشيء عندنا لكثرة اللبس على أهله وإلا فالكشف الصحيح لا يأتي قط

*

تفہیمات ربانیہ صفحہ 93 کا حوالہ جلد 1 صفحہ 26 سطر 2

مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

صحیح بخاری

جلد اوّل

امیر المومنین فی الحدیث سید الفقہاء

حضرت الامام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتشریح

حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی

حضرت العلامہ مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ　　حضرت العلامہ مولانا ابو محمد عبدالجبار السلفی رحمہ اللہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اللهِ ﷺ كَنِيسَةً رَأَتْهَا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ، فَذَكَرَتْ لَهُ مَا رَأَتْ فِيهَا مِنَ الصُّوَرِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أُولَئِكَ قَوْمٌ إِذَا مَاتَ فِيهِمُ الْعَبْدُ الصَّالِحُ - أَوِ الرَّجُلُ الصَّالِحُ - بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا، وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ، أُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللهِ)). [راجع: ٤٢٦]

عنہا سے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک گرجا کا ذکر کیا جس کو انہوں نے حبش کے ملک میں دیکھا اس کا نام ماریہ تھا۔ اس میں جو مورتیں دیکھی تھیں وہ بیان کیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایسے لوگ تھے کہ اگر ان میں کوئی نیک بندہ (یا یہ فرمایا کہ) نیک آدمی مرجاتا تو اس کی قبر پر مسجد بناتے اور اس میں یہ بت رکھتے۔ یہ لوگ اللہ کے نزدیک ساری مخلوق سے بدتر ہیں۔

تشریح حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ترجمہ اور باب میں مطابقت یہ ہے کہ اس میں یہ ذکر ہے کہ وہ لوگ اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اس میں یہ اشارہ ہے کہ مسلمان کو گرجا میں نماز پڑھنا منع ہے۔ کیونکہ احتمال ہے کہ گرجا کی جگہ پہلے قبر ہو اور مسلمان کے نماز پڑھنے سے وہ مسجد ہو جائے۔

ان عیسائیوں سے بدتر آج ان مسلمانوں کا حال ہے جو مزاروں کو مسجدوں سے بھی زیادہ زینت دے کر وہاں بزرگوں سے حاجات طلب کرتے ہیں۔ بلکہ ان مزاروں پر سجدہ کرنے سے بھی باز نہیں آتے' یہ لوگ بھی اللہ کے نزدیک بدترین خلائق ہیں۔

٥٥- بَابٌ

باب

٤٣٥، ٤٣٦- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَا: لَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً لَهُ عَلَى وَجْهِهِ، فَإِذَا اغْتَمَّ بِهَا كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ: - وَهُوَ كَذَلِكَ - ((لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوا.

[أطرافه في : ١٣٣٠، ١٣٩٠، ٣٤٥٣، ٤٤٤١، ٤٤٤٣، ٥٨١٥].

[أطرافه في : ٣٤٥٤، ٤٤٤٤، ٥٨١٦].

(۴۳۵'۴۳۶) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی زہری سے' انہوں نے کہا کہ مجھے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی کہ حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مرض الوفات میں مبتلا ہوئے تو آپ اپنی چادر کو بار بار چہرے پر ڈالتے۔ جب کچھ افاقہ ہوتا تو اپنے مبارک چہرے سے چادر ہٹا دیتے۔ آپ نے اسی اضطراب و پریشانی کی حالت میں فرمایا' یہود و نصاریٰ پر خدا کی پھٹکار ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنا لیا۔ آپ یہ فرما کر امت کو ایسے کاموں سے ڈراتے تھے۔

٤٣٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ

(۴۳۷) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' انہوں نے مالک کے واسطے سے' انہوں نے ابن شہاب سے' انہوں نے سعید بن مسیب

تفسير

البحر المحيط

لمحمد بن يوسف الشهير بأبي حيان الأندلسي
المتوفى سنة ٧٤٥ هـ

دراسة وتحقيق وتعليق

الشيخ عادل أحمد عبد الموجود — الشيخ علي محمد معوض

شارك في تحقيقه

الدكتور زكريا عبد المجيد النوقي
أستاذ اللغة العربية بجامعة الأزهر

الدكتور أحمد النجولي الجمل
أستاذ التفسير وعلوم القرآن بجامعة الأزهر

قرظه

الأستاذ الدكتور عبد الحي الفرماوي
أستاذ التفسير وعلوم القرآن كلية أصول الدين ـ جامعة الأزهر

الجزء الثاني

المحتوى

البقرة: ١٧٧ ـ آل عمران: ١٠١

دار الكتب العلمية
بيروت ـ لبنان

بمكلم قاله ابن عطية . (ومتوفيك) هي وفاة يوم رفعه الله في منامه ، قاله الربيع من قوله (وهو الذي يتوفاكم بالليل) أي ورافعك وأنت نائم حتى لا يلحقك خوف وتستيقظ وأنت في السماء آمن مقرب . أو وفاة موت قاله ابن عباس . وقال وهب مات ثلاث ساعات ورفعه فيها ثم أحياه الله بعد ذلك في السماء . وفي بعض الكتب سبع ساعات ، وقال الفراء : هي وفاة موت ولكن المعنى متوفيك في آخر أمرك عند نزولك وقتلك الدجال ، وفي الكلام تقديم وتأخير ، وقال الزمخشري [(١)] : مستوفي أجلك ومعناه أي عاصمك من أن يقتلك الكفار ومؤخرك إلى أجل كتبته لك ومميتك حتف أنفك لا قتلاً بأيديهم ، وقيل : متوفيك قابضك من الأرض من غير موت ، قاله الحسن والضحاك وابن زيد وابن جريج ومطر الوراق ومحمد بن جعفر بن الزبير ، من توفيت مالي على فلان إذا استوفيت ، وقيل : أجعلك كالمتوفى لأنه بالرفع يشبهه ، وقيل : آخذك وافياً بروحك وبدنك ، وقيل : متوفيك متقبل عملك ، ويضعف هذا من جهة اللفظ ، وقال أبو بكر الواسطي : متوفيك عن شهواتك ، قال ابن عطية : وأجمعت الأمة على ما تضمنه الحديث المتواتر من « أن عيسى في السماء حي ، وأنه ينزل في آخر الزمان فيقتل الخنزير ، ويكسر الصليب ، ويقتل الدجال ، ويفيض العدل وتظهر به الملة ملة محمد ﷺ ، ويحج البيت ويعتمر ، ويبقى في الأرض أربعاً وعشرين سنة » ، وقيل أربعين سنة انتهى ﴿ ورافعك إليّ ﴾ « الرفع » : نقل من سفل إلى علو و (إليّ) إضافة تشريف والمعنى « إلى سمائي ومقر ملائكتي » وقد علم أن الباري تعالى ليس بمتحيز في جهة وقد تعلق بهذا المشبهة في ثبوت المكان له تعالى ، وقيل : إلى مكان لا يملك الحكم فيه في الحقيقة ولا في الظاهر إلا أنا بخلاف الأرض فإنه قد يتولى المخلوقون فيها الأحكام ظاهراً ، وقيل : إلى محل ثوابك ، قال ابن عباس : رفعه إلى السماء سماء الدنيا فهو فيها يسبح مع الملائكة ، ثم يهبطه الله عند ظهور الدجال على صخرة بيت المقدس ، قيل : كان عيسى على طور سيناء ، وهبت ريح فهرول عيسى فرفعه الله في هرولته وعليه مدرعة[(٢)] من شعر ، وقال الزجاج : كان عيسى في بيت له كوة[(٣)] فدخل رجل ليقتله فرفع عيسى من البيت وخرج الرجل في شبه عيسى يخبرهم أن عيسى ليس في البيت فقتلوه ، وروى أبو بكر بن أبي شيبة عن ابن عباس قال : رفع الله عيسى من روزنة كانت في البيت ﴿ **ومطهرك من الذين كفروا** ﴾ جعل الذين كفروا دنساً ونجساً فطهره منهم لأن صحبة الأشرار وخلطة الفجار تتنزل منزلة الدنس في الثوب ، والمعنى : أنه تعالى يخلصه منهم فكنى عن إخراجه منهم وتخليصه بالتطهير ، وأتى بلفظ الظاهر لا بالضمير وهو الذين كفروا إشارة إلى علة الدنس والنجس وهو الكفر كما قال ﴿ إنما المشركون نجس ﴾ [التوبة : ٢٨] وكما جاء في الحديث « المؤمن لا ينجس » فجعل علة تطهيره الإيمان ، وقيل : مطهرك من أذى الكفرة ، وقيل : من الكفر والفواحش ، وقيل : مما قالوه فيك وفي أمك ، وقيل : ومطهرك أي مطهرٌ بك وجه الناس من نجاسة الكفر والعصيان ، وقال الراغب : متوفيك آخذك عن هواك ورافعك إليّ عن شهواتك ولم يكن ذلك رفعاً مكانياً وإنما هو رفعة المحل وإن كان قد رفع إلى السماء ، وتطهيره من الكافرين إخراجه من بينهم ، وقيل : تخليصه من قتلهم لأن ذلك نجس طهره الله منه ، قال أبو مسلم : التخليص والتطهير واحد إلا أن لفظ التطهير فيه رفعة للمخاطب كما أن الشهود والحضور واحد ، وفي الشهود رفعة ، ولهذا ذكره الله في المؤمنين وذكر الحضور والإحضار في الكافرين ﴿ **وجاعل الذين اتبعوك** ﴾ الكاف ضمير عيسى كالكاف السابقة ، وقيل : هو خطاب للنبي ﷺ وهو من تلوين الخطاب انتهى هذا القول ولا يظهر ، ومعنى (اتبعوك) أي في الدين والشريعة وهم المسلمون لأنهم متبعوه في أصل الإسلام وإن اختلفت الشرائع ﴿ **فوق الذين كفروا** ﴾ يعلونهم بالحجة وفي أكثر الأحوال بها

---

(١) نفسه .

(٢) المِدْرَعَةُ : صُفَّةُ الرَّحل إذا بدت منها رؤوس الواسطة الأخيرة . قال الأزهري : ويقال لصُفَّة الرَّحل إذا بدا منها رأسا الوسط والآخرة مِدْرَعَةٌ . لسان العرب ٢/١٣٦١ .

(٣) الكَوُّ والكَوَّةُ : الخرق في الحائط والثقب في البيت ونحوه . لسان العرب ٥/٣٩٦٤ .

الآيات خبراً بعد خبر وذلك على رأي من يجيز تعداد الأخبار بغير حرف عطف إذا كانت لمبتدأ واحد ولم يكن في معنى خبر واحد ، وجوّزوا أن يكون من لبيان الجنس وذلك على رأي من يجيز أن تكون من لبيان الجنس ولا يتأتى ذلك هنا من جهة المعنى إلا بمجاز لأن تقدير من البيانية بالموصول . ولو قلت (ذلك نتلوه عليك) الذي هو الآيات والذكر الحكيم لاحتيج إلى تأويل لأن هذا المشار إليه من نبأ من تقدم ذكره ليس هو جميع الآيات والذكر الحكيم إنما هو بعض الآيات فيحتاج إلى تأويل أنه جعل بعض الآيات والذكر هو الآيات والذكر على سبيل المجاز ، وممن ذهب إلى أنها لبيان الجنس أبو محمد بن عطية وبدأ به ثم قال : ويجوز أن تكون للتبعيض ، وجوّزوا أن يكون ذلك منصوباً بفعل محذوف يفسره ما بعده فيكون من باب الاشتغال أي نتلو ذلك نتلوه عليك ، والرفع على الابتداء أفصح لأنه عري من مرجح النصب على الاشتغال « فزيد ضربته » أفصح من « زيداً ضربته » وإن كان عربياً ، وعلى هذا الإعراب يكون نتلوه لا موضع له من الإعراب لأنه مفسر لذلك الفعل المحذوف ، ويكون من الآيات حالاً من ضمير النصب في نتلوه ، وأجاز الزمخشري أن يكون (ذلك) بمعنى (الذي) و (نتلوه) صلته ، و (من الآيات) الخبر وقاله الزجاج قبله ، وهذه نزعة كوفية يجيزون في أسماء الإشارة أن تكون موصولة ، ولا يجوز ذلك عند البصريين إلا في ذا وحدها إذا سبقها ما الاستفهامية باتفاق ، أو من الاستفهامية باختلاف ، وتقرير هذا في علم النحو . وجوّزوا أيضاً أن يكون (ذلك) مبتدأ و (من الآيات) خبر و (نتلوه) حال وأن يكون (ذلك) خبر مبتدأ محذوف أي الأمر ذلك ، و (نتلوه) حال والظاهر في قوله (والذكر الحكيم) أنه معطوف على الآيات ، ومن جعلها للقسم وجواب القسم إن مثل عيسى فقد أبعد ﴿ إن مثل عيسى عند الله كمثل آدم ﴾ قال ابن عباس وعكرمة وقتادة والسدي وغيرهم : جادل وفد نجران النبي ﷺ في أمر عيسى وقالوا : بلغنا أنك تشتم صاحبنا وتقول هو عبد ، فقال النبي ﷺ وما يضرّ ذلك عيسى أجل هو عبد الله وكلمته ألقاها إلى مريم وروح منه ، فقالوا فهل رأيت بشراً قط جاء من غير فحل أو سمعت به ، فخرجوا فنزلت[1] . وفي بعض الروايات أنهم قالوا فإن كنت صادقاً فأرنا مثله فنزلت . وروى وكيع عن مبارك عن الحسن قال : جاء راهبا نجران فعرض عليهما الإسلام فقال أحدهما قد أسلمنا قبلك ، فقال كذبتما يمنعكما من الإسلام ثلاث : عبادتكما الصليب ، وأكلكما الخنزير ، وقولكما لله ولد قالا : من أبو عيسى ، وكان لا يعجل حتى يأمره ربه فأنزل إن مثل عيسى[2] وتقدم الكلام في تفسير نحو هذا التركيب في قولهم ﴿ مثلهم كمثل الذي استوقد ناراً ﴾ [البقرة : ١٧] ، وقال الزمخشري[3] : إن شأن عيسى وحاله الغريبة كشأن آدم ، فجعل المثل بمعنى الشأن والحال وهو راجع لقول من قال المثل هنا : الصفة كقوله ﴿ مثل الجنة ﴾ [الرعد : ٣٥] وفي هذا إقرار الكاف في قوله كمثل آدم على معناها التشبيهي . وقال ابن عطية : في قول من قال إن المثل هنا بمعنى الصفة ما نصه : وهذا عندي خطأ وضعف في فهم الكلام ، وإنما المعنى أن المثل الذي تتصوره النفوس والعقول من عيسى فهو كالمتصور من آدم إذ الناس كلهم مجمعون على أن الله تعالى خلقه من تراب من غير فحل وكذلك مثل الجنة عبارة عن المتصوّر منها ، وفي هذه الآية صحة القياس أي إذا تصور أمر آدم قيس عليه جواز أمر عيسى ، والكاف في (كمثل آدم) اسم على ما ذكرناه من المعنى انتهى كلامه . ولا يظهر لي فرق بين كلامه هذا وكلام من جعل المثل بمعنى الشأن والحال أو بمعنى الصفة . وفي ري الظمآن قيل : المثل بمعنى الصفة، وقولك صفة عيسى كصفة آدم كلام مطرد ، على هذا جل اللغويين والمفسرين وخالف أبو علي الفارسي الجميع وقال : المثل بمعنى الصفة لا يمكن تصحيحه في اللغة ، إنما المثل الشبه ، على هذا تدور تصاريف الكلمة ، ولا معنى للوصفية في التشابه ، والمثل كلمة يرسلها قائلها لحكمة يشبه بها الأمور ، ويقابل بها الأحوال انتهى . ومن جعل

---

(١) انظر البغوي ١/٣٠٩ والطبري ٦/٤٦٧ - ٤٧٢ وزاد المسير ١/٣٩٨ والدر المنثور ٢/٦٦ ، ٦٧ .
(٢) انظر البغوي ١/٣٠٩ والطبري ٦/٤٦٧ - ٤٧٢ وزاد المسير ١/٣٩٨ والدر المنثور ٢/٦٦ ، ٦٧ .
(٣) انظر الكشاف ١/٣٦٧ .

تفسير الراغب الأصفهاني

من أول سورة آل عمران وحتى نهاية الآية (١١٣)
من سورة النساء

دراسة وتحقيقا
رسالة دكتوراه

د. عادل بن علي الشدي
عضو هيئة التدريس بجامعة الملك سعود

الجزء الأول

مدار الوطن للنشر

[١٩٦/أ] ﴿كِتَٰبٍ﴾(١)، ويقال: لكل مُوجَبٍ كتاب(٢)./

ورُوي أنه نزل ذلك في وفد نجران(٣) الذين أتوا النبي ﷺ(٤)، فخاصموا في عيسى عليه الصلاة والسلام، فقال النبي ﷺ: «ألستم تعلمون أن الله حيٌّ لا يموت، وأن عيسى يموت، وأن الله لا يخفى عليه شيء، وقد كان عيسى يخفى عليه أشياء، وأن عيسى صُوِّر في الرحم كيف شاء الله؟» - نبههم بذلك أنه لا يصحّ أن يكون عيسى مع كونه بهذه الصفات إلـٰهاً - فأنزل الله تعالى الآية(٥).

---

(١) سورة الحديد، الآية: ٢٢.

(٢) انظر: العين للخليل بن أحمد (٥/ ٣٤١)، ومعجم مقاييس اللغة لابن فارس (٥/ ١٥٨- ١٥٩) والمفردات ص (٦٩٩-٧٠٢).

(٣) نجران: مدينة بالحجاز من شق اليمن، سميت بنجران بن زيد بن يشجب ابن يعرب وهو أول من نزلها. وتقع جنوب المملكة العربية السعودية على مسافة (٩١٠) أكيال جنوب شرقي مكة. انظر: معجم ما استعجم (٤/ ١٢٩٨)، والمعالم الأثيرة في السنة والسيرة لمحمد شرّاب ص (٢٨٦).

(٤) وذلك عام الوفود في السنة التاسعة من الهجرة، وكانوا نحواً من ستين رجلًا. انظر: السيرة النبوية لابن هشام (٢/ ٢٥٤)، البداية والنهاية لابن كثير (٥/ ٤٨).

(٥) أخرجه ابن جرير الطبري في جامع البيان (٦/ ١٥٤)، وابن أبي حاتم في تفسير القرآن العظيم (٢/ ٥٨٧) عن الربيع وساق القصة، وعزاه السيوطي في الدر المنثور (٢/ ٥) إلى ابن جرير وابن أبي حاتم. وهذا إسناد=

تفسير الراغب الأصفهاني

من أول سورة آل عمران وحتى نهاية الآية (١١٣)
من سورة النساء

دراسة وتحقيقا
رسالة دكتوراه

د. عادل بن علي الشدي
عضو هيئة التدريس بجامعة الملك سعود

الجزء الأول

مدار الوطن للنشر

على رجل كان يقال له يهودا عهد لقتل عيسى، فدخل بيتاً فظن أن عيسى عليه الصلاة السلام فيه فتبعه القوم فصلبوه[1]، وقال الأصمّ: مكره بهم أن سلّط عليهم فارساً[2]، فقتلوهم، وسبوا ذراريهم[3]، لقوله: ﴿ بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا ﴾[4].

قوله تعالى: ﴿ إِذْ قَالَ ٱللَّهُ يَٰعِيسَىٰٓ إِنِّى مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ وَجَاعِلُ ٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوكَ فَوْقَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓا۟ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ ۖ ثُمَّ إِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴾[5] إن قيل: كيف قال: ﴿ إِنِّى مُتَوَفِّيكَ ﴾ وقد قال تعالى: ﴿ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ ﴾[6]؟ قيل: جملة الأمر أن ليس في

(١) هذا قول عامة المفسرين انظر: جامع البيان (٦/ ٤٥٣، ٤٥٤)، وقد رواه ابن جرير بسنده عن السدي. وابن أبي حاتم (٢/ ٦٦٠، ٦٦١)، والنكت والعيون (١/ ٣٩٦)، وتفسير القرآن للسمعاني (١/ ٣٢٣)، وزاد المسير (١/ ٣٩٥)، وقد عزاه ابن الجوزي لابن عباس. ومدارك التنزيل للنسفي (١/ ٢٥٨)، وتفسير القرآن العظيم لابن كثير (١/ ٣٤٦).

(٢) فارس: أمّة من الناس وهم الفُرس، وفارس: بلد ذو جبل، والنسب إليه فارسيّ والجمع فُرس، وهو الآن بلاد إيران. انظر: لسان العرب (٦/ ١٦٢) والمعجم الوسيط ص (٦٨١).

(٣) ذكر هذا الرازي في التفسير الكبير (٨/ ٥٩) ولم ينسبه لأحد.

(٤) سورة الإسراء، الآية: ٥.

(٥) سورة آل عمران، الآية: ٥٥.

(٦) سورة النساء، الآية: ١٥٧.

ذلك منافاة، إذ ليس كل متوفى يكون مقتولاً. وقد قال الفرّاء: معناه: ورافعك إليّ ومتوفيك، فقدّم وأخّر[(١)]. وقال الربيع: توفّاه، ووفاته النوم[(٢)]. وقال غيرهما: آخذك وافياً لم ينقص منك شيء[(٣)]. وقال الحسن: وفاة الرفع، لا وفاة الموت[(٤)]. وقال ابن

(١) انظر: معاني القرآن للفراء (١/ ٢١٩)، وذكره عن الفراء الماوردي في النكت والعيون (١/ ٣٩٧)، وابن الجوزي في زاد المسير (١/ ٣٩٧) ونسبه للفراء والزجاج. وانظر: معاني القرآن وإعرابه (١/ ٤٢٠)، وذكره ابن جرير في جامع البيان (٦/ ٤٥٨) ولم ينسبه إلى أحد، وساقه ابن أبي حاتم في تفسير القرآن العظيم (٢/ ٦٦١) بسنده إلى قتادة.

(٢) أخرجه ابن جرير الطبري في جامع البيان (٦/ ٤٥٥)، وذكره أبو المظفر السمعاني في تفسير القرآن (١/ ٣٢٤)، ونسبه للربيع، وعزاه ابن كثير في تفسير القرآن العظيم (١/ ٣٤٦) لأكثر المفسرين.

(٣) ذكره صاحب البحر المحيط (٢/ ٤٩٧) ولم ينسبه لأحد، وهذا القول لا يخالف القول الذي بعده، بل هما قول واحد، فالله تعالى أخذه، أي رفعه وافياً لم ينقص منه شيء. يوضح ذلك قول ابن الجوزي رحمه الله: «وفي هذا التوفي قولان. أحدهما: أنه الرفع إلى السماء، والثاني: أنه الموت، فعلى القول الأول يكون نظم الكلام مستقيماً، من غير تقديم ولا تأخير، ويكون معنى «متوفيك» قابضك من الأرض وافياً تاماً من غير أن ينال منك اليهود شيئاً. هذا قول الحسن وابن جريج وابن قتيبة واختاره الفراء».
انظر: معاني القرآن (١/ ٢١٩)، والفراء حكى القولين، ولم يرجح أحدهما.

(٤) انظر: جامع البيان (٦/ ٤٥٥-٤٥٧)، والنكت والعيون (١/ ٣٩٧)، =

عباس ووهب[1]: وفاة موت، فإنه أماته ثم أحياه فرفعه[2].

وقال بعضهم: معنى متوفيك آخذك عن هواك، ورافعك إليّ عن شهوتك، ولم يكن ذلك رفعاً مكانيًا، وإنما هو رفعة المحل[3]،

= والبحر المحيط (٢/ ٤٩٧): وهو قول الحسن وابن جريج وابن زيد والضحاك، ومطر الوراق، ومحمد بن جعفر بن الزبير.

(١) هو أبو عبدالله وهب بن منبه بن كامل الصنعاني، ثقة، من مسلمة أهل الكتاب، تابعي كثير الأخبار ولا سيما الإسرائيليات، وبعض ما يرويه غريب منكر، وهذا مما أُخذ عليه، وهو صاحب صلاح وعبادة، أدرك عدداً من الصحابة، وأسند عنهم: كابن عباس وجابر والنعمان بن بشير، وُلد سنة ٣٤هـ وتُوفي بصنعاء سنة ١١٠هـ، وقيل غير ذلك. انظر: سير أعلام النبلاء (٤/ ٥٤٤)، والتهذيب (١١/ ١٦٦)، والتقريب ص (٥٨٥).

(٢) رواية ابن عباس أخرجها ابن جرير الطبري في جامع البيان (٦/ ٤٥٧)، وذكرها البخاري في التفسير، وابن كثير في تفسير القرآن العظيم (١/ ٣٤٦). ورواية ابن وهب أخرجها ابن جرير في تفسير جامع البيان (٦/ ٤٥٧) بسنده إلى وهب بن منبه قال: «توفى الله عيسى ابن مريم ثلاث ساعات من النهار حتى رفعه إليه». وذكره السمعاني في تفسير القرآن عن وهب (١/ ٣٢٤)، وابن كثير في تفسير القرآن العظيم (١/ ٣٤٦).

(٣) هذا من تفسير الصوفية، وأشار إلى نحو هذا المعنى القشيري في لطائفه، حيث قال: «الإشارة فيه: إني متوفيك عنك، وقابضك منك، ورافعك من نعوت البشرية، ومطهّرك من إرادتك بالكلية، حتى تكون مصرفاً بنا=

وإن كان قد رُفع إلى السماء، وعلى هذا قوله تعالى: ﴿وَرَفَعْنَٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾[1] وتطهيره من الكافرين إخراجه من بينهم، وقيل: تخليصه من قتلهم، لأن ذلك طهرة[2] منه، وقوله: ﴿فَوْقَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓا۟﴾ أي فوقهم بالبرهان والحجة[3]، وقال ابن زيد: عنى أنه جعل النصارى فوق اليهود في العِزّة[4]، فقد جعل لهم[5] مملكة ولم يجعلها لليهود، وقيل: عنى بقوله: ﴿وَجَاعِلُ ٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوكَ﴾:

= لنا، ولا يكون عليك من اختيارك شيء، ويكون إسبال التولي عليك قائماً عليك» لطائف الإشارات (١/ ٢٥٧، ٢٥٨). وقد نسب أبو حيّان هذا القول بنصّه إلى الراغب، مع أن الراغب قد صدّره بقوله: (وقال بعضهم). انظر: البحر المحيط (٢/ ٤٩٧).

(١) سورة مريم، الآية: ٥٧.

(٢) انظر: القولين في: جامع البيان (٦/ ٤٦١، ٤٦٢)، والنكت والعيون (١/ ٣٩٧)، ومعالم التنزيل (٢/ ٤٦)، والكشاف (١/ ٣٦٧)، والبحر المحيط (٢/ ٤٩٧)، والقولان متقاربان، لأن تخليصه من قتلهم كان بإخراجه من بينهم.

(٣) انظر: النكت والعيون (١/ ٣٩٧)، وتفسير القرآن للسمعاني (١/ ٣٢٥)، ونسبه أبو حيان للحسن. البحر المحيط (٢/ ٤٩٧).

(٤) جامع البيان (٦/ ٤٦٣)، والنكت والعيون (١/ ٣٩٨)، ومعالم التنزيل (٢/ ٤٦)، وابن الجوزي في زاد المسير (١/ ٣٩٧). ونسبه ابن جرير وابن الجوزي لابن زيد.

(٥) في الأصل: (لكم) وهو خطأ، والصواب ما أثبتّه.

من اتبع نبينا عليه الصلاة والسلام منهم[1]، فإن من لم يتبعه بعد بعثته فهو في الحقيقة غير تابع لعيسى[2]، وقيل: معنى قوله:

---

(١) ذكر هذا القول ابن جرير الطبري في جامع البيان (٦/ ٤٦٢، ٤٦٣) بأسانيده عن قتادة والربيع وابن جريج والسدي والحسن، وذكره عنهم أيضاً ابن أبي حاتم في تفسير القرآن العظيم (٢/ ٦٦٢، ٦٦٣)، وانظر: إعراب القرآن للنحاس (١/ ٣٨١)، والنكت والعيون (١/ ٣٩٨)، وتفسير القرآن للسمعاني (١/ ٣٢٥)، وزاد المسير (١/ ٣٩٧).

(٢) قال ابن كثير رحمه الله في قوله تعالى: ﴿وَجَاعِلُ ٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوكَ فَوْقَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓا۟﴾: وهذا وقع، فإن المسيح عليه السلام لما رفعه الله إلى السماء تفرقت أصحابه شيعاً بعده، فمنهم من آمن بما بعثه الله به على أنه عبدالله ورسوله وابن أمته، ومنهم من غلا فيه فجعله ابن الله، وآخرون قالوا: هو الله، وآخرون قالوا: هو ثالث ثلاثة... فلمّا بعث الله محمداً ﷺ، فكان من آمن به يؤمن بالله وملائكته وكتبه ورسله على الوجه الحق، فكانوا هم أتباع كل نبي على وجه الأرض، إذ قد صدّقوا الرسول النبيّ الأمي العربي خاتم الرسل، وسيد ولد آدم على الإطلاق، الذي دعاهم إلى التصديق بجميع الحق، فكانوا أولى بكل نبي من أمته الذين يزعمون أنهم على ملّته وطريقته مما قد حرّفوا وبدّلوا، ثم لو لم يكن شيئاً من ذلك لكان قد نسخ الله شريعة جميع الرسل بما بعث الله به محمداً ﷺ من الدين الحق الذي لا يبدل ولا يغير إلى قيام الساعة، ولا يزال قائماً منصوراً ظاهراً على كل دين، فلهذا فتح الله لأصحابه مشارق الأرض ومغاربها، واجتازوا جميع الممالك، ودانت لهم جميع الدول، وكسروا كسرى وقصروا قيصر، وسلبوهما كنوزهما، وأُنفِقَتْ في سبيل الله، كما أخبرهم=

فوقهم: أي يوم القيامة في الجنة، إذ هم في الغرفات آمنون، / [٢١٥/ب] والذين كفروا في أسفل السافلين، وحينئذ تتعلق [إلى][١] بما[٢] تقدّم[٣]، وقد تقدّم الكلام في الرجوع إلى الله.

قوله عز وجل: ﴿ فَأَمَّا ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ فَأُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ وَمَا لَهُم مِّن نَّٰصِرِينَ ﴾[٤] تعذيب الله الكفار

= بذلك نبيهم عن ربهم عز وجل في قوله: ﴿ وَعَدَ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ مِنكُمْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى ٱلْأَرْضِ كَمَا ٱسْتَخْلَفَ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ ٱلَّذِى ٱرْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّنۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِى لَا يُشْرِكُونَ بِى شَيْـًٔا ﴾ [النور: ٥٥] فلهذا لما كانوا هم المؤمنين بالمسيح حقًّا سلبوا النصارى بلاد الشام، وألجأوهم إلى الروم، فلجأوا إلى مدينتهم القسطنطينية، ولا يزال الإسلام وأهله فوقهم إلى يوم القيامة...» تفسير القرآن العظيم (١/ ٣٤٦، ٣٤٧).

(١) ساقطة من الأصل والسياق يقتضيها.

(٢) في الأصل: (كما) والصواب ما أثبته.

(٣) قال أبو حيان: «الظاهر أن «إلى» تتعلق بمحذوف، وهو العامل في «فوق» وهو المفعول الثاني لجاعل، إذ معنى «جاعل» هنا: مصير، فالمعنى: كائنين فوقهم إلى يوم القيامة. وهذا على أن الفوقية مجاز. وأما إن كانت الفوقية حقيقة، وهي الفوقية بالجنة، فلا تتعلق «إلى» بذلك المحذوف، بل بما تقدم من «متوفيك» أو من «رافعك» أو من «مطهرك»، إذ يصح تعلقه بكل واحد منها». انظر: البحر المحيط (٢/ ٤٩٨)، والدر المصون (٣/ ٢١٤).

(٤) سورة آل عمران، الآية: ٥٦.

حاشية

محيي الدين شيخ زاده

محمد بن مصلح الدين مصطفى القوجوي الحنفي

المتوفى سنة ٩٥١ هـ

على

تفسير القاضي البيضاوي

المتوفى سنة ٦٨٥ هـ

ضبطه وصححه وخرج آياته

محمد عبد القادر شاهين

الجزء الثالث

المحتوى:

من أول سورة آل عمران - حتى آخر سورة المائدة

منشورات

محمد علي بيضون

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

﴿رَبَّنَآ ءَامَنَّا بِمَآ أَنزَلْتَ وَٱتَّبَعْنَا ٱلرَّسُولَ فَٱكْتُبْنَا مَعَ ٱلشَّٰهِدِينَ ﴿٥٣﴾﴾ أي من الشاهدين بوحدانيتك أو مع الأنبياء الذين يشهدون لاتباعِهم أو أمة محمد ﷺ فإنهم شهداءُ على الناس.

﴿وَمَكَرُواْ﴾ أي الذين أحس منهم الكُفرَ من اليهود بأن وكّلوا عليه من يقتُله غِيلةً

حيث قالوا: ﴿واشهد بأنا مسلمون﴾ فقد أشهدوا الله تعالى على ذلك تأكيدًا للأمر وتقوية له وطلبًا من الله تعالى مثل ثواب كل مؤمن شهد لله تعالى بالتوحيد وللأنبياء بالتصديق. وهذا معنى قول المصنف: «أي مع الشاهدين بوحدانيتك» وأما قوله: «أو مع الأنبياء أو أمة محمد ﷺ» فمعناه أن القوم آمنوا بالله حيث قالوا في الآية المتقدمة ﴿آمنا بالله﴾ وآمنوا بكتبه حيث قالوا: ﴿آمنا بما أنزلت﴾ وآمنوا برسله حيث قالوا: ﴿واتبعنا الرسول﴾ فوجب أن يكون مطلوبهم بقولهم: ﴿فاكتبنا مع الشاهدين﴾ أمرًا زائدًا على ما يستفاد من كلامهم السابق وهو طلب درجة الشاهدين وثوابهم فضلاً زائدًا على فضل من هو في درجة الحواريين. فعند ذلك ذكر المفسرون وجوهًا: الأول ما روي عن ابن عباس أنه قال: مع الشاهدين أي مع محمد وأمته فإنهم هم المخصوصون بأداء الشهادة. قال تعالى: ﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُواْ شُهَدَآءَ عَلَى ٱلنَّاسِ وَيَكُونَ ٱلرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًاۗ﴾ [البقرة: ١٤٣] والثاني هو المروي عن ابن عباس أيضًا: اكتبنا مع الشاهدين أي اكتبنا في زمرة الأنبياء لأن كل نبي شاهد لقومه. وقد أجاب الله تعالى دعاءهم وجعلهم أنبياء ورسلاً فأحيوا الموتى وصنعوا كما صنع عيسى عليه الصلاة والسلام.

قوله: (من يقتله غيلة) الغيلة بالكسر الاغتيال يقال: قتله غيلة وهو أن يخدعه فيذهب به إلى موضع فإذا صار إليه قتله. وذلك أن عيسى عليه الصلاة والسلام لما خرج من قومه هو وأمه وعاد إليهم مع الحواريين وصاح فيهم بالدعوة هموا بقتله. قال ابن عباس: المكر الكيد في خفية ومداراة وأكثر ما يستعمل فيه المكر مضافًا إلى الله تعالى هو استدراج العبد وأخذه بغتة من حيث لا يعلم كما قال: ﴿سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [الأعراف: ١٨٢؛ القلم: ٤٤] وقال الزجاج: مكر الله مجازاته على مكرهم فسمي الجزاء باسم الابتداء لأنه في مقابلته. قيل: المراد بمكر الله تعالى بهم في هذه الآية أنه رفع عيسى عليه الصلاة والسلام إلى السماء وما مكنهم من إيصال الشر إليه. وذلك أن يهودا ملك اليهود أراد قتل عيسى عليه الصلاة والسلام وكأن جبريل عليه الصلوة والسلام لا يفارقه ساعة وهو معنى قوله تعالى: ﴿وَأَيَّدْنَٰهُ بِرُوحِ ٱلْقُدُسِۗ﴾ [البقرة: ٨٧، ٢٥٣] فلما أرادوا ذلك أمره جبريل أن يدخل بيتًا فيه روزنة في سقف البيت، فلما دخل البيت أخرجه جبريل من تلك الروزنة وكان قد ألقى شبهه على غيره فأخذ وصلب. وقيل: إنه عليه الصلاة والسلام لما دخل أمر ملك

﴿وَمَكَرَ ٱللَّهُ﴾ حين رفع عيسى وألقى شبهه على من قصد اغتياله حتى قتل. والمكر من حيث إنه في الأصل حيلة يجلب بها غيره إلى مضرة لا يسند إلى الله تعالى إلا على سبيل المقابلة والازدواج. ﴿وَٱللَّهُ خَيْرُ ٱلْمَٰكِرِينَ ﴿٥٤﴾﴾ أقواهم مكرًا وأقدرهم على إيصال الضرر من حيث لا يحتسب.

﴿إِذْ قَالَ ٱللَّهُ﴾ ظرف لمكر الله أو خير الماكرين أو لمضمر مثل وقع ذلك ﴿يَٰعِيسَىٰٓ إِنِّى مُتَوَفِّيكَ﴾ أي مستوفي أجلك ومؤخرك إلى أجلك المسمى عاصمًا إياك من قتلهم أو قابضك من الأرض من توفيت مالي أو متوفيك نائمًا، إذ روي أنه رفع

اليهود رجلاً من أصحابه يقال له ططيانوس أن يدخل البيت ويقتله فدخل فلم ير عيسى فأبطأ عليهم فظنوا أنه يقاتله فيه فألقى الله عليه شبه عيسى عليه الصلاة والسلام، فلما خرج ظنوا أنه عيسى فقتلوه وصلبوه يظنون أنه عيسى وهو يصيح أنا ططيانوس فلم يلتفتوا إليه. ثم قالوا: وجهه يشبه وجه عيسى وبدنه يشبه بدن صاحبنا فإن كان هذا عيسى فأين صاحبنا؟ وإن كان هذا صاحبنا فأين عيسى؟ فوقع بينهم قتال عظيم فذلك مكر الله بهم. قيل: لما صلب شبيه عيسى ابن مريم جعلت أم عيسى وامرأة كان عيسى دعا لها فأبرأها الله تعالى من الجنون تبكيان عند المصلوب فجاءهما عيسى فقال لهما: على مَ تبكيان؟ قالتا: عليك. قال: إن الله تعالى رفعني ولم يصبني إلا خير وإن هذا شخص شبه لهم. فلما كان بعد سبعة أيام قال الله تعالى لعيسى: اهبط إلى الأرض إلى مريم الحزينة في جبلها فإنه لم يبك عليك أحد بكاءها ولم يحزن حزنها، ثم لتجمع لك الحواريين فبثهم أي فاجعلهم متفرقين في الأرض دعاة إلى الله عز وجل. فأهبطه الله تعالى عليهم فاشتعل الجبل حين هبط نورًا ثم جمعت له الحواريين فأمرهم فكان كل واحد منهم يتكلم بلغة من أرسله عيسى إليهم فذلك قوله: ﴿ومكروا ومكر الله والله خير الماكرين﴾ قيل: عاشت أمه مريم بعد رفعه ست سنين. **قوله:** (والمكر من حيث إنه في الأصل حيلة) أي احتيال في إيصال الشر. والاحتيال محال في حقه تعالى فسمي جزاء المكر مكرًا كما سمّي جزاء المخادعة بالمخادعة، وجزاء الاستهزاء بالاستهزاء. أو أن معاملة الله تعالى معهم كانت شبيهة بالمكر فسميت مكرًا على سبيل الاستعارة.

قوله: (أي مستوفي أجلك) الجوهري: استوفى حقه وتوفاه بمعنى. وتوفّاه الله أي قبض روحه. والوفاة الموت. قال صاحب الكشاف: قوله: ﴿إني متوفيك﴾ أي مستوفي أجلك. وذكر فيه أربعة أوجه: الأول أني بنفسي مستوفي أجلك لا أسلط عليك من يقتلك. والثاني قابضك عن وجه الأرض إلى السماء. فالمستوفي على الأول الأجل وعلى الثاني الشخص. والثالث مميتك في وقتك بعد النزول من السماء كأنه قيل: سأتوفاك وأما الآن فلا ولا نظر إلى أنه يقتل فيما بعد أو يموت حتف أنفه. والرابع أني مستوفي نفسك بالنوم.

نائمًا، أو مُميتك عن الشهوات العائقة عن العروج إلى عالم الملكوت. وقيل: أماته الله سبع ساعات ثم رفعه إلى السماء وإليه ذهبت النصارى. ﴿وَرَافِعُكَ إِلَيَّ﴾ إلى محل كرامتي ومقرّ ملائكتي ﴿وَمُطَهِّرُكَ مِنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟﴾ من سوءِ جوارِهم أو قصدِهم. ﴿وَجَاعِلُ ٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوكَ فَوْقَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓا۟ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَـٰمَةِ﴾ يغلبونهم بالحجة أو السيف في غالب الأمر ومتبعوه من آمن بِنُبُوّته من المسلمين والنصارى وإلى الآن لم يسمع غلَبَةُ اليهود عليهم ولم يَتفق لهم مِلك ودولة. ﴿ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ﴾ الضمير لعيسى عليه السلام ومن تبعه ومن كفر به وغلّب المخاطب على الغائبين. ﴿فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٥٥﴾﴾ من أمر الدين.

﴿فَأَمَّا ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ فَأُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْـَٔاخِرَةِ وَمَا لَهُم مِّن نَّـٰصِرِينَ ﴿٥٦﴾ وَأَمَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّـٰلِحَـٰتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ﴾ تفسير للحكم وتفصيل له. وقرأ حفص فيوفيهم بالياء. ﴿وَٱللَّهُ لَا يُحِبُّ ٱلظَّـٰلِمِينَ ﴿٥٧﴾﴾ تقرير لذلك.

﴿ذَٰلِكَ﴾ إشارة إلى ما سبق من نبأ عيسى وغيره وهو مبتدأ خبره ﴿نَتْلُوهُ عَلَيْكَ﴾ وقوله: ﴿مِنَ ٱلْـَٔايَـٰتِ﴾ حال من الهاء ويجوز أن يكون الخبر ونتلوه حالاً على أن العامل معنى الإشارة وأن يكونا خبرين وأن ينتصب بمضمر يفسره نتلوه. ﴿وَٱلذِّكْرِ ٱلْحَكِيمِ ﴿٥٨﴾﴾ المشتمل على الحِكَم أو المحكَم الممنوع عن تطرق الخلل إليه يريد به القرآن. وقيل: اللوح.

والأول أظهر. انتهى كلامه بعبارته. فجعل استيفاء الأجل عبارة عن كونه متوليًا بنفسه لأخذ أجله الذي هو مدة حياته. **قوله:** (إلى محل كرامتي) جعل رفعه إلى ذلك المحل رفعًا إليه للتفخيم والتعظيم. **قوله:** (وأن ينتصب بمضمر) أي ويجوز أن ينتصب ذلك بفعل مضمر يفسره ما بعده فالمسألة حينئذ من باب الاشتغال وأسند تلاوته إلى نفسه كما أسند القصص إلى نفسه في قوله: ﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ ٱلْقَصَصِ﴾ [يوسف: ٣] مع التالي والقاص هو الملك المأمور بهما على طريق إسناد الفعل إلى سببه الآمر. وفيه تعظيم بليغ وتشريف عظيم للملك، وإنما حسن ذلك لأن تلاوة جبريل عليه الصلاة والسلام لما كانت بأمره تعالى من غير تفاوت أصلاً أضيف ذلك إليه تعالى. والظاهر أن الآيات بمعنى العلامات الدالة على ثبوت رسالة نبينا ﷺ لأنها إخبار لا يعلمها إلا قارىء كتاب الله أو من يوحى إليه، وظاهر أنه عليه الصلاة والسلام ليس ممن يكتب ويقرأ فبقي أنه عليه الصلاة والسلام إنما أخبر بها بأن أوحي إليه. ويحتمل أن يكون المراد أن ذلك من آيات القرآن فيكون عطف قوله والذكر

حاشية
محيي الدين شيخ زاده

محمد بن مصلح الدين مصطفى القوجوي الحنفي
المتوفى سنة ٩٥١ هـ

على

تفسير القاضي البيضاوي

المتوفى سنة ٦٨٥ هـ

ضبطه وصححه وخرج آياته
محمد عبد القادر شاهين

الجزء الثالث

المحتوى:
من أول سورة آل عمران - حتى آخر سورة المائدة

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

يعلمن فحذفت النون. ﴿وَيَعْلَمَ ٱلصَّـٰبِرِينَ ﴿١٤٢﴾﴾ نصب بإضمار «إن» على أن الواو للجمع. وقرىء بالرفع على أن الواو للحال كأنه قال: ولما تجاهدوا وأنتم صابرون.

﴿وَلَقَدْ كُنتُمْ تَمَنَّوْنَ ٱلْمَوْتَ﴾ أي الحرب فإنها من أسباب الموت أو الموت بالشهادة والخطاب للذين لم يشهدوا بدرًا وتمنوا أن يشهدوا مع رسول الله ﷺ مشهدًا لينالوا ما نال شهداء بدر من الكرامة فألحوا يوم أحد على الخروج. ﴿مِن قَبْلِ أَن تَلْقَوْهُ﴾ من قبل أن تشاهدوه وتعرفوا شدته. ﴿فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ﴿١٤٣﴾﴾ أي فقد رأيتموه معاينين له حين قتل دونكم من قتل من إخوانكم وهو توبيخ لهم على أنهم تمنوا الحرب وتسببوا لها ثم جبنوا وانهزموا عنها. أو على تمني الشهادة فإن في تمنيها تمني غلبة الكفار.

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ ٱلرُّسُلُ﴾ فسيخلو كما خلوا بالموت أو القتل ﴿أَفَإِيْن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ ٱنقَلَبْتُمْ عَلَىٰٓ أَعْقَـٰبِكُمْ﴾ إنكار لارتدادهم وانقلابهم على

قوله: (نصب بإضمار إن على أن الواو للجمع) كما في قولك: لا تأكل السمك وتشرب اللبن أي لا تجمع بينهما. والمعنى ههنا أحسبتم أن تدخلوا الجنة وما جمعتم بين المجاهدة والصبر. وقيل: فتحة الميم هي فتحة التقاء الساكنين والفعل مجزوم فلما وقع بعده ساكن آخر احتيج إلى تحريكه واختيرت الفتحة لكونها أخف. **قوله:** (على أن الواو للحال) أورد عليه أن واو الحال لا تدخل المضارع فلا يقال: جاء زيد ويضحك بل يقال: جاء زيد يضحك لأن المضارع واقع موقع اسم الفاعل فكما لا يجوز: جاء زيد وضاحكًا كذلك لا يجوز: جاء زيد ويضحك إلا أن يؤول بأن يجعل المضارع خبر مبتدأ محذوف أي وهو يعلم الصابرين فحينئذ يصح جعل الواو حالية. وأجيب بأن قوله لا تدخل على المضارع ليس على إطلاقه بل يقال على المضارع المثبت أو المنفي «بلا» لأنها تدخل على المضارع المنفي بـ «لم» و «لما» ومعنى الآية: أن دخول الجنة وترك المصابرة على الجهاد مما لا يجتمعان. **قوله:** (أي فقد رأيتموه معاينين) إشارة إلى أن رأيتم بمعنى أبصرتم متعدي إلى واحد وأن جملة قوله: ﴿وأنتم تنظرون﴾ حالية مؤكدة جيء بها لدفع ما تحتمل الرؤية من المجاز أو الاشتراك بين رؤية البصر ورؤية القلب وقوله: ﴿فقد رأيتموه﴾ يعني أسبابه من السيوف والأسنة.

قوله تعالى: (وما محمد إلا رسول) كلمة «ما» فيه نافية ولا عمل لها مطلقًا أي على لغة الحجازيين والتميميين لأن التميميين لا يعملونها البتة والحجازيون يعملونها بشروط منها: أن لا ينقض النفي «بإلا» فإنه حينئذ يزول السبب الذي عملت لأجله وهو شبهها «بليس» في

أعقابهم عن الدين لخلوّه بموتٍ أو قتل بعدَ علمهم بخلو الرسل قبله وبقاء دينهم متمسكًا به. وقيل: الفاء للسببية والهمزة لإنكار أن يجعلوا خلو الرسل قبلة سببًا لانقلابهم على أعقابهم بعد وفاته. روي أنه لما رَمَى عبد الله بن قَمِئَة الحارثيُّ رسولَ الله ﷺ بحجر فكسر رَباعيته وشجّ وجهه فذبّ عنه مُصعب بن عُمير رضي الله عنه وكان صاحب الراية حتى قتله ابن قمئة وهو يُرى أنه قتل النبي عليه السلام فقال: قد قتلتُ محمد، أو صرخ صارخ: ألاَ إنّ محمدًا قد قُتل. فانكَفأ الناس وجعل الرسول عليه السلام يدعو إليّ عباد الله فانحاز إليه ثلاثون من أصحابه وحَمَوه حتى كشفوا عنه المشركين وتفرق الباقون. وقال بعضهم: ليت ابن أبي يأخذ لنا أمَانًا من أبي سفيان. وقال ناس من المنافقين: لو كان نبيًا لما قتل ارجعوا إلى إخوانكم ودينكم. فقال أنس بن النضر عم أنس بن مالك: يا قوم إن كان قتل محمد فإن رب محمد حي لا يموت وما تصنعون بالحياة بعده فقاتلوا على ما قاتل عليه. ثم قال: اللهم إني اعتذر إليك مما يقولون وأبرأُ منه. وشدّ بسيفه

نفي الحال فيكون مبتدأ و«رسول» خبره و«محمد» هو المستغرق لجميع المحامد لأن الحمد لا يستوجبه إلا الكامل والتحمد فوق الحمد فلا يستحقه إلا المستولي على الأكملية. أكرم الله تعالى نبيه بوصفين من اسمه جل جلاله محمد وأحمد وفيه قال: حسان بن ثابت رضي الله عنه:

ألــم تــر أن الله أرســل عــبــده ... ببـرهـانـه والله أعـلـى وأمـجـد
وشــق لــه مــن اســمــه لــيـجـلّـه ... فذو العرش محمود وهذا محمد

وصرح صاحب المفتاح بأن القصر فيه قصر إفراد إخراجًا لحالهم لا على مقتضى الظاهر بتنزيل اعظامهم إهلاكه منزلة استبعادهم إياه وإنكارهم حتى أنهم اعتقدوا فيه وصفت الرسالة والتبرؤ من الهلاك. وفيه بعد من جهة عدم اعتباره الوصف أي قد خلت من قبله الرسل حتى كأنه لم يجعل وصفًا بل ابتداء كلام لبيان أنه ليس مبرأ من الهلاك، فرد عليهم بأنه رسول كسائر الرسل سيخلو كما خلوا ويجب التمسك بدينه بعده كما يجب التمسك بدينهم بعدهم. والفاء في قوله: ﴿أفإن مات﴾ للسببية فإنها تفيد تعليق الجملة الشرطية أعني مضمون الجزاء مع اعتبار تقييد الشرط بالجملة السابقة وترتيبها عليها وتوسط الهمزة لإنكار ذلك أي أينبغي أن تجعلوا خلو الرسول قبلكم سببًا لانقلابكم بل يجب أن تجعلوا خلوه سببًا للتمسك بدينه كما هو حكم سائر الأنبياء مع أن انقلابكم على أعقابكم عكس لموجب القضية في الحقيقة وهي كونه رسولاً يخلو كما خلت الرسل. كذا حققه النحرير المحقق رحمه الله. ولم يرض المصنف به بل جعل الفاء لمجرد التعقيب وجعل الهمزة لإنكار ارتدادهم بعد

﴿مَّا ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ ٱلرُّسُلُ﴾ أي ما هو إلا رسول كالرسل قبله خصّه الله بآيات كما خصّهم بها فإن أحيى الموتى على يده فقد أحيى العصا وجعلها حية تسعى على يد موسى عليه السلام وهو أعجب، وإن خلقه من غير أب فقد خلق آدم من غير أب وأم وهو أغرب. ﴿وَأُمُّهُۥ صِدِّيقَةٌ﴾ كسائر النساء اللاتي يلازمن الصدق أو يُصدّقن الأنبياء. ﴿كَانَا يَأْكُلَانِ ٱلطَّعَامَ﴾ ويفتقران إليه افتقار الحيوانات. بيّن أوّلاً أقصى ما لهما من الكمال ودل على أنه لا يوجب لهما ألوهيّة لأن كثيرًا من الناس يشاركهما في مثله ثم نبّه على نقصهما وذكر ما ينافي الربوبية ويقتضي أن يكونا من عِداد المركبات الكائنة الفاسدة. ثم عجب ممن يدعي الربوبيةَ لهما مع أمثال هذه الأدلة الظاهرة فقال: ﴿ٱنظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ ٱلْءَايَٰتِ ثُمَّ ٱنظُرْ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿٧٥﴾﴾ كيف يصرفون عن استماع الحق وتأمله. و«ثم» لتفاوت ما بين العجبين أي إنّ بياننا للآيات عجبٌ وإعراضهم عنها أعجب.

﴿قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا﴾ يعني أن عيسى وإن ملك ذلك بتمليك الله إياه لا يملكه من ذاته ولا يملك مثل ما يُضِرُّ الله تعالى به من البلايا والمصائب وما ينفع به من الصحة والسعة. وإنما قال: «ما» نظرًا إلى ما هو عليه في ذاته توطئة لنفي القدرة عنه رأسًا وتنبيهًا على أنه من هذا الجنس ومن كان له حقيقة تقبل المجانسة والمشاركة فبمعزل عن الألوهية. وإنما قدم «الضر» لأن التحرّز عنه أهم من تحرّي النفع. ﴿وَٱللَّهُ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴿٧٦﴾﴾ بالأقوال والعقائد فيُجازي عليهما إن خيرًا فخير وإن شرًا فشر.

ليفرع عليه قوله: «فلذلك» أي وللتنبيه المذكور. والهمزة في قوله تعالى: ﴿أفلا يتوبون إلى الله﴾ فيها تعجيب على إصرارهم وتحضيض على التوبة، والظاهر أن الفاء ههنا لا تستدعي تقديم المعطوف على المعطوف عليه بل هي عاطفة على ما سبق من تقرير كفرهم والتهديد عليه، كما أشار إليه المصنف بقوله: «بعد هذا التقرير والتهديد» فإن هذا المعنى مستفاد من الفاء العاطفة الدالة على التعقيب. وتخللت الهمزة بين المعطوف والمعطوف عليه لقصد التعجيب. **قوله:** (يلازمن الصدق) أي صدق الأفعال والأقوال في المعاملة مع الخلق، وصدق الأفعال والأقوال في المعاملة مع الخالق لا يصدر منهن ما يكذب دعوى العبودية والطاعة، فإن من كان مجتهدًا في إقامة وظائف العبودية وملازمة الإنابة والطاعة يسمى صديقًا. **قوله:** (وإنما قال ما) أي قال ما في حق من يعقل مع أن أصله أن يطلق على غير العاقل نظرًا إلى ما هو عليه في ذاته، فإنه عليه الصلاة والسلام في أول أحواله لا يوصف بعقل ولا بشيء من الفضائل فكيف يكون إلهًا. **قوله:** (توطئة) علة للنظر إلى ما هو عليه في

حاشية

محيي الدين شيخ زاده

محمد بن مصلح الدين مصطفى القوجوي الحنفي
المتوفى سنة ٩٥١هـ

على

تفسير القاضي البيضاوي

المتوفى سنة ٦٨٥هـ

ضبطه وصححه وخرج آياته
محمد عبد القادر شاهين

الجزء السادس

المحتوى:
من أول سورة الأنبياء - حتى آخر سورة سبأ

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

قالوه لقومهم، أو تصديقهم إياهم تبكيتًا لهم، أو المصدقين لهم عن تصديقهم فإن مصدق الصادق صادق، أو المؤمنين الذين صدقوا عهدهم حين أشهدهم على أنفسهم عن صدقهم عهدهم. ﴿وَأَعَدَّ لِلْكَٰفِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۝٨﴾ عطف على أخذنا من جهة أن بعثة الرسل وأخذ الميثاق منهم لإثابة المؤمنين، أو على ما دل عليه ليسأل كأنه قال: فأثاب المؤمنين وأعد للكافرين. ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱذْكُرُوا۟ نِعْمَةَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُودٌ﴾ يعني الأحزاب وهم قريش وغطفان ويهود قريظة والنضير وكانوا زهاء اثني عشر ألفًا ﴿فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا﴾ ريح الصبا ﴿وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا﴾ الملائكة. روي أنه لما

وقدم النبي ﷺ لقوله: كنت أول النبيين في الخلق وآخرهم في البعث وقوله: تبكيتًا لهم مفعول له لقوله: ليسأل الله الأنبياء يعني أن الحكمة في السؤال مع أنه تعالى عالم بأنهم صدقوا الله تعالى فيما عاهدوا عليه وبالذي أجاب به قومهم تبكيت قومهم. وفسره ثانيًا بالمصدقين لهم وبيّن أنهم إنما سموا صادقين لأن من قال للصادق صدقت أكان صادقًا في قوله. وفسره ثالثًا بالمؤمنين وبيّن أنهم سموا صادقين لأنهم صدقوا عهدهم أي صدقوا الله في عهدهم فحذف الجار كما في قوله تعالى: ﴿لَّقَدْ صَدَقَ ٱللَّهُ رَسُولَهُ ٱلرُّءْيَا﴾ [الفتح: ٢٧] أي في الرؤيا وجعل المسؤول عنه صدقهم في عهدهم وشهادتهم التي صدرت عنهم حين أشهدهم على أنفسهم فإن قولهم بلى شهادة منهم على ربوبية الله تعالى وعهد على الثبات عليها يسألهم الله تعالى عن صدقهم ليدعوا أنهم صادقون فتشهد لهم الأنبياء بأنهم صدقوا عهدهم وشهادتهم، فيتبين صدقهم على رؤوس الأشهاد فيفوزون بسعادة الأبد. ولما كان أخذ ميثاق الأنبياء مؤديًا إلى سؤال المؤمنين عن صدقهم في عهدهم وكان ذلك السؤال مؤديًا إلى تبين صدقهم بين أهل الموقف، وكان تبين ذلك مستلزمًا بحكم الوعد الإلٰهي لإثابتهم بما لا عين رأت ولا أذن سمعت كان خلاصة الكلام ومدلوله أخذنا منهم ميثاقهم ليسأل الله عن صدق المؤمنين فيتبين صدقهم، وإذا تبين ذلك أثاب المؤمنين وأعدّ للكافرين. فهذا معنى قول المصنف: «قوله تعالى واعد عطف على ما دل عليه ليسأل» وكان أصل الكلام أخذنا ميثاقهم ليسأل المؤمنين عن صدقهم والكافرين عن تكذيبهم فاستغنى عن الثاني بذكر مسببه وهو قوله: «واعد» فإن سؤال كل واحد من الفريقين سبب لتبين حاله على رؤوس الأشهاد المستلزم لإثابة أحدهما وتعذيب الآخر **قوله**: (**عطف على أخذنا**) أي على ما دل عليه «أخذنا» فإن بعثة الرسل وأخذ الميثاق منهم بتبليغ الرسالة إلى الأمم ودعوتهم إلى الدين القويم إنما هو لإثابة المؤمنين، فكأنه قيل: إن الله تعالى أكد على الأنبياء الدعوة إلى دينه لإثابة المؤمنين وأعدّ للكافرين. **قوله**: (**وكانوا زهاء اثني عشر ألفًا**) أي قدرها لما ذكر الله تعالى في أول السورة قوله: ولا تطع الكافرين والمنافقين وتوكل على الله وكفى بالله وكيلاً،

حاشية

محيي الدين شيخ زاده

محمد بن مصلح الدين مصطفى القوجوي الحنفي
المتوفى سنة ٩٥١ هـ

على

تفسير القاضي البيضاوي

المتوفى سنة ٦٨٥ هـ

ضبطه وصححه وخرج آياته
محمد عبد القادر شاهين

الجزء الثامن

المحتوى:
من أول سورة النجم - حتى آخر سورة الناس

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

﴿يَتْلُوا عَلَيْهِمْ ءَايَٰتِهِۦ﴾ مع كونه أميًا مثلهم لم يعهد منه قراءة ولا تعلم. ﴿وَيُزَكِّيهِمْ﴾ من خبائث العقائد والأعمال. ﴿وَيُعَلِّمُهُمُ ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْحِكْمَةَ﴾ القرآن والشريعة أو معالم الدين من المنقول والمعقول، ولو لم يكن له سواه معجزة لكفاه ﴿وَإِن كَانُوا۟ مِن قَبْلُ لَفِى ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ ۝٢﴾ من الشرك وخبث الجاهلية وهو بيان لشدة احتياجهم إلى نبي يرشدهم وإزاحة لما يتوهم أن الرسول تعلم ذلك من معلم. وإن هي المخففة واللام تدل عليها. ﴿وَءَاخَرِينَ مِنْهُمْ﴾ عطف على الأميين أو المنصوب في «يعلمهم» وهم الذين جاؤوا بعد الصحابة إلى يوم الدين فإن دعوته وتعليمه تعم الجميع. ﴿لَمَّا يَلْحَقُوا۟ بِهِمْ﴾ لم يلحقوا

بالذكر لا يستلزم نفي ما عداه. ألا ترى إلى قوله تعالى: ﴿وَلَا تَخُطُّهُۥ بِيَمِينِكَ﴾ [العنكبوت: ٤٨] لأنه لا يلزم منه أن يخطه بشماله ولأن تصديقه في دعوى الرسالة يستلزم تصديقه في جميع ما جاء به ومن جملته قوله: ﴿وَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ إِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ﴾ [سبأ: ٢٨] **قوله تعالى:** (يتلو عليهم) هو وما بعده صفات لقوله: «رسولاً». ووجه الاستدلال والامتنان بأن بعث فيهم رسولاً أميًا موصوفًا بما ذكر من الصفات كونه دليلاً على كمال قدرته وحكمته، وكونه لطفًا عظيمًا للمكلفين من حيث كون ذلك برهانًا قاطعًا على صحة نبوته بحيث لو لم يكن له سواه عليه السلام معجزة لكفاه. وفسر الحكمة بالشريعة وهي ما شرعه الله تعالى لعباده من الأحكام سواء ذكرت في القرآن أو لم تذكر. والمعالم جمع معلم وهو ما يستدل به على الطريق والمراد بها ههنا الدلائل التي يستدل بها على القواعد الدينية الاعتقادية والعملية ويحكم بها أي بتلك القواعد. **قوله:** (وإزاحة لما يتوهم أن الرسول تعلم ذلك من معلم) فإن المبعوث فيهم إذا كانوا في ضلال مبين قبل البعثة اضمحل توهم أن يتعلم الرسول ما جاء به من الحكمة النظرية والعملية من أحد منهم. **قوله:** (وإن هي المخففة) أي من الثقيلة واسمها ضمير الشأن المضمر، واللام في قوله: ﴿لفي ضلال﴾ هي الفارقة بين النافية والمخففة. **قوله:** (عطف على الأميين) والمعنى بعثه في الأميين الذين كانوا في زمان بعثه عليه الصلاة والسلام، وفي آخرين منهم أي من الأميين وهم العرب. و «ما» في قوله: ﴿لما يلحقوا﴾ زائدة للتأكيد أي لم يلحقوا بهم بعد أن لم يكونوا في زمانهم وهو صفة لآخرين من بعد وصفه بقوله: «منهم» وقوله: «وسيلحقون» مبني على أن في «لما» توقعًا وانتظارًا لأنه نفي لقولك قد لحق. قال الإمام: وصفت العرب بأنه عليه الصلاة والسلام مبعوث فيهم وفي آخرين منهم مع أنه عليه الصلاة والسلام مبعوث إلى الناس كافة عربهم وعجمهم، للإشارة إلى شرف العرب كلهم إلى قيام الساعة. و «من» في «منهم» للتبيين إذ لا وجه لجعلها للتبعيض وهو ظاهر. انتهى. **قوله:** (أو المنصوب في يعلمهم) أي ويعلم آخرين منهم وعلى التقديرين: المراد بالآخرين العرب لأنهم وصفوا بقوله: «منهم» أي

حاشية

محيي الدين شيخ زاده

محمد بن مصلح الدين مصطفى القوجوي الحنفي
المتوفى سنة ٩٥١هـ

على

تفسير القاضي البيضاوي

المتوفى سنة ٦٨٥هـ

ضبطه وصححه وخرج آياته
محمد عبد القادر شاهين

الجزء السادس

المحتوى:
من أول سورة الأنبياء - حتى آخر سورة سبأ

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

﴿مَّا كَانَ عَلَى ٱلنَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ ٱللَّهُ لَهُۥ﴾ قسم له وقدر من قولهم فرض له في الديوان، ومنه فروض العسكر لأرزاقهم. ﴿سُنَّةَ ٱللَّهِ﴾ سن ذلك سنة ﴿فِي ٱلَّذِينَ خَلَوْا۟ مِن قَبْلُ﴾ من الأنبياء وهو نفي الحرج عنهم فيما أباح لهم ﴿وَكَانَ أَمْرُ ٱللَّهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا ﴿٣٨﴾﴾ قضاء مقضيًا وحكمًا مبتوتًا.

﴿ٱلَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَٰلَٰتِ ٱللَّهِ﴾ صفة للذين خلوا، أو مدح لهم منصوب أو مرفوع. وقرىء «رسالة الله» ﴿وَيَخْشَوْنَهُۥ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا ٱللَّهَ﴾ تعريض بعد تصريح. ﴿وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ حَسِيبًا ﴿٣٩﴾﴾ كافيًا للمخاوف أو محاسبًا فينبغي أن لا يخشى إلا منه. ﴿مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ﴾ على الحقيقة فيثبت بينه وبينه ما بين الوالد وولده من حرمة المصاهرة وغيرها، ولا ينتقض عمومه بكونه أبًا للطاهر والطيب والقاسم وإبراهيم لأنهم لم يبلغوا مبلغ الرجال ولو بلغوا كانوا رجاله لا رجالهم. ﴿وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ﴾ وكل رسول أبو أمته لا مطلقًا، بل من حيث إنه شفيق ناصح لهم واجب التوقير

الله ﷺ حتى دخل عليها بغير إذن. ولما بيّن الله تعالى أن الأمر الذي أراده لتزويج زينب من رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كائن لا محالة بيّن أنه لا حرج عليه في هذا الإنكاح فقال: ﴿ما كان على النبي من حرج﴾ أي من إثم وضيق. **قوله:** (سنة الله) مصدر مؤكد لفعله المحذوف أي سن الله ذلك سنة كصنع الله ووعد الله، بيّن به أن انتفاء الحرج عن هذا النبي فيما فرض الله له سنة قديمة له تعالى في حق جميع من مضى من الذين يبلغون رسالات الله، وقرر هذا الحكم بأنه أمر أراده الله وكان أمر الله قضاء مقضيًا يقع لا محالة، كما قرر تزويج زوجة دعيه عليه الصلاة والسلام إياه بقوله: ﴿وكان أمر الله مفعولاً﴾ وقوله: ﴿الذين يبلغون﴾ يحتمل أن يكون مجرور المحل على أنه صفة قوله: ﴿الذين خلوا﴾ وأن يكون في محل الرفع بتقدير المبتدأ أو في محل النصب بتقدير أعني أو أمدح.

قوله: (تعريض بعد تصريح) فإنه تعالى صرح بقوله: ﴿وتخشى الناس والله أحق أن تخشاه﴾ أي أنه عليه الصلاة والسلام يخشى الله تعالى ويخشى الناس أيضًا ثم قال: ﴿والله أحق أن تخشاه﴾ وحده ولا تخشى أحدًا معه. وتوصيف الرسل المتقدمة بأنهم يخشون الله ولا يخشون أحدًا إلا الله تعريض له عليه الصلاة والسلام بأنه يخشى الناس أيضًا. **قوله:** (كافيًا للمخاوف أو محاسبًا) الأول على أن يكون حسيبًا من قولك: حسبك درهم أي كفاك حتى صيرك قائلا حسبي، والثاني على أن يكون من قولك: حسبته أحسبه بالضم حسبًا وحسابًا إذا عددته أي وكفى بالله حافظًا لأعمال خلقه مجازيًا بها فهو الأحق أن يخشى دون خلقه. ثم إنه عليه الصلاة والسلام لما تزوج زينب قال الناس: إن محمدًا تزوج امرأة ابنه، فأنزل الله تعالى قوله: ﴿ما كان محمد أبا أحد من رجالكم﴾ يعني أنه ليس بأب لزيد فتحرم

والطاعة عليهم، وزيد منهم وليس بينه وبينه ولادة. وقرىء «رسول الله» بالرفع على أنه خبر محذوف ولكن بالتشديد على حذف الخبر أي ولكن رسول الله من عرفتم أنه لم يعش له ولد ذكر. ﴿وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ﴾ وآخرهم الذي ختمهم أو ختموا به على قراءة عاصم بالفتح، ولو كان له ابن بالغ لاق منصبه أن يكون نبيًا كما قال عليه الصلاة

عليه امرأته، وعبّر عن هذا النفي بما دل عليه كتابه حيث قيل: ﴿من رجالكم﴾ للمبالغة فيه وهو عليه الصلاة والسلام وإن كان أبًا للحسن والحسين رضي الله عنهما إلا أنهما لم يبلغا مبلغ الرجال حينئذٍ كما لم يبلغه أبناؤه الصلبية ولئن بلغاه لكانا من رجاله عليه الصلاة والسلام لا من رجالهم، وأيضًا المنفي كونه عليه الصلاة والسلام أبًا صلبيًا للرجال وليس أبا صلبيًا لولدي ولده. ولعل وجه الاستدراك في قوله تعالى: ﴿ولكن رسول الله﴾ أنه تعالى لما نفى كونه عليه الصلاة والسلام أبًا لهم على الحقيقة كان ذلك مظنة أن يتوهم أن ليس بينه عليه الصلاة والسلام وبينهم ما يوجب تعظيمهم إياه وانقيادهم وعدم اعتراضهم عليه في شيء مما فعله، فدفعه ببيان أن حقه آكد من حق الأب الحقيقي وكان قوله: ﴿من رجالكم﴾ مظنة أن يتوهم كونه عليه السلام أبًا أحد من رجال نفسه الذين ولدوا منه فدفعه بعطف قوله: ﴿وخاتم النبيين﴾ على قوله: ﴿رسول الله﴾ فإنه يدل على أنه عليه الصلاة والسلام لا يكون أبًا لواحد من رجال نفسه أيضًا، لأنه لو بقي له ابن بالغ بعده لكان اللائق به أن يكون نبيًا بعده فلا يكون هو عليه الصلاة والسلام خاتم النبيين. روي عن ابن عباس رضي الله عنهما أنه قال: يريد لو لم يختم به النبيون لجعلت له ولدًا يكون نبيًا بعده على ما روي أنه عليه الصلاة والسلام قال: «مثلي ومثل الأنبياء قبلي كمثل قصر أحسن بنيانه وترك منه موضع لبنة فطاف به النظار يتعجبون من حسن بنيانه إلا موضع تلك اللبنة لا يعيبون منه سوى خلو موضعها، فكنت أنا موضع تلك اللبنة ختم بي البنيان وختم بي الرسل».

قوله: (وآخرهم الذي ختمهم) على أن خاتم بكسر التاء وهي قراءة من عدا عاصمًا من القراء. وقرأ عاصم بفتح التاء وهو اسم لما به يختم ويطبع ويقال له الطابع أيضًا. وفي الصحاح: الطبع الختم وهو التأثير في الطين ونحوه، والطابع بالفتح الخاتم والطابع بالكسر لغة فيه. فمن قرأ و«خاتم» بكسر التاء أراد أنه عليه الصلاة والسلام فاعل الختم حيث ختم النبيين، ومن قرأ بفتحها أراد أنه عليه الصلاة والسلام آخر النبيين لا نبي بعده حيث ختموا به وتم به بنيان النبوة واعتبر به كما يعتبر الكتاب بالخاتم، ولما كان عليه الصلاة والسلام آخر النبيين صار بمنزلة الخاتم بالنسبة إليهم حيث ختموا به فسمي خاتم النبيين. **قوله:** (وقرىء رسول الله بالرفع) والعامة على تخفيف «لكن» ونصب «رسول» ونصبه إما على إضمار «كان» لدلالة كان السابقة عليها أي ولكن كان، وإما بالعطف على «أبا أحد» والأول أولى لأن

والسلام في إبراهيم حين توفي: «لو عاش لكان نبيًا» ولا يقدح فيه نزول عيسى بعده لأنه إذا نزل كان على دينه مع أن المراد أنه آخر من نبيء. ﴿وَكَانَ ٱللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٤٠﴾﴾ فيعلم من يليق بأن يختم به النبوة وكيف ينبغي شأنه.

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴿٤١﴾﴾ يغلب الأوقات ويعم أنواع ما هو عليه من التقديس والتمجيد والتهليل والتحميد. ﴿وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٤٢﴾﴾ أول النهار وآخره خصوصًا، وتخصيصهما بالذكر للدلالة على فضلهما على سائر الأوقات لكونهما مشهودين كإفراد التسبيح من جملة الأذكار لأنه العمدة فيها. وقيل: الفعلان موجهان إليهما. وقيل: المراد بالتسبيح الصلاة. ﴿هُوَ ٱلَّذِى يُصَلِّى عَلَيْكُمْ﴾ بالرحمة

«لكن» ههنا ليست بعاطفة لأجل الواو فالأليق بها أن تكون هي التي تدخل على الجمل كـ «بل» التي ليست بعاطفة. وقرىء «لكن» بتشديد النون على أن «رسول الله» اسمها وخبرها محذوف. **قوله:** (يغلب الأوقات) كما قال مجاهد رضي الله عنه: الذكر الكثير هو أن لا تنساه أبدًا. وقال مقاتل: هو التسبيح والتحميد والتهليل والتكبير على كل حال بأن يقول: سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر، فإن هذه الكلمات يتكلم بهن صاحب الجنابة والغائط والحدث والحيض والنفاس. **قوله:** (وتخصيصهما بالذكر) مع أن المقصود الأمر بتسبيحه على الدوام بقرينة قوله: ﴿وسبحوه﴾ بعد قوله: ﴿اذكروا الله ذكرًا كثيرًا﴾ من قبيل التخصيص بعد التعميم إظهارًا لشرف الخاص وإيماء بأنه لغاية فضله وزيادة شرفه لم يتناوله العام المذكور قبله، فاحتيج إلى ذكره على حدة وهي النكتة في كل ما هو من هذا القبيل. ولما كان المراد بالذكر الكثير الذكر على الدوام من غير تخصيصه بوقت دون وقت كان المراد بالتسبيح المندرج تحته التسبيح في كافة الأوقات أيضًا إلا أنه خص طرفي النهار بالذكر للدلالة على فضلهما وتمحيصًا لما جرى بينهما يقال: محصت الذهب بالنار إذا أخلصته مما يشوبه. **قوله:** (وقيل الفعلان) أعني اذكروه وسبحوه، وهو عطف على ما قبله من حيث المعنى فإنه فسر الفعل الأول بما معناه اذكروه في عموم الأوقات والأحوال بما يعم أنواع ما هو أهله، ثم جعل قوله: ﴿بكرة وأصيلاً﴾ ظرفًا لقوله: ﴿سبحوه﴾ فقط. قال الزمخشري: إنه من قبيل ضم ووصل يوم الجمعة. ولم يرض به لأن حمل الذكر على ما يعم أنواعه وحمل كثرته على وقوعه في كافة الأوقات والأحوال. ثم ذكر التسبيح وطرفي النهار بخصوصهما إظهار لمزيد فائدة بليغة لا توجد فيما قاله الزمخشري. **قوله:** (وقيل المراد بالتسبيح الصلاة) فالمعنى: صل لله بالغداة والعشي. قال الكلبي: أما بكرة فصلاة الفجر وأما أصيلاً فصلاة الظهر والعصر والمغرب والعشاء كما قال تعالى: ﴿وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ طَرَفَىِ ٱلنَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ ٱلَّيْلِ﴾ [هود: ١١٤] وكقوله تعالى: ﴿فَسُبْحَٰنَ ٱللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ﴾ [الروم: ١٧]

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ

إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ

قرآن مجید با ترجمہ

لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ

منشی سید ظفریاب علی جوہر سپرنٹنڈنٹ



هٰذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ

الحمد للہ والمنہ کہ بعد کشاکش یک عالم رنج و غم و تراکم مصائب پیہم کہ بوجہ انتقال دو فرزندان نوجوانان کہ یکی بسن ہیجدہ و دوم بسن بست و یک سالگی داغ مفارقت خویش بر قلب مجروح مترجم گذاشتند

ضمیمہ جات مقبول ترجمہ و حواشی

مرتبہ و مؤلفہ و مترجمہ

علامی جناب فضائل مآب مہبط فیوض ربانی دقیقہ شناس رموز قرآنی نکتہ سنج حقائق فرقانی متکلم مناظر لاثانی حضرت مولانا مولوی حکیم سید مقبول احمد صاحب قبلہ دہلوی مدظلہم العالی دام فیوضہم

حیدری کتب خانہ مرزا علی اسٹریٹ امام باڑہ روڈ بمبئی ۹

رہا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ آتش جہنم کی یہ حالت ہے کہ بعض بعض سے تیزی میں کم ہے اور بعض زیادہ مگر اس میدان کی آگ ناصبیوں کے لیے مخصوص ہے

وَسُقْيٰهَا ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ
پانی پینے کو نہ چھیڑنا۔ لیکن انہوں نے رسول کو جھٹلایا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ پس ان کے پروردگار نے ان کے

رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝ ع ١٥
گناہ کے سبب عذاب نازل کیا پھر اُنکا بیڑا کر دیا۔ اور اُسے تو کسی کے بدلا لینے کا ڈر ہے ہی نہیں۔

سُوْرَةُ الَّيْلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اِحْدٰى وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
رحمٰن (و) رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝ وَمَا خَلَقَ
قسم ہے رات کی جبکہ وہ چھا جائے۔ قسم ہے دن کی جبکہ وہ چمک اُٹھے۔ قسم ہے اسکی جس نے

الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى ۝ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى
نر و مادہ کو پیدا کیا ہے۔ بیشک تمہاری کوششیں مختلف ہیں۔ پس جس شخص نے دیا اور

وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝
پرہیزگاری برتی اور نیک باتوں کی تصدیق کی تو بہت جلد ہم اُسے آسانی کی توفیق دینگے۔

وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ
اور رہا وہ جس نے کنجوسی کی اور بے پروائی برتی اور اچھی باتوں کو جھٹلایا تو بہت جلد ہم اسے سختی میں

لِلْعُسْرٰى ۝ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ۝ اِنَّ عَلَيْنَا
پھنسا دینگے۔ اور جب وہ مریگا تو اسکا مال اس کے کچھ کام نہ آئیگا۔ بیشک ہمارے ذمے ضرور

لَلْهُدٰى ۝ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ۝ فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا
ہدایت کر دینا ہے۔ اور بیشک ہمارے ہی لیے (ملک) آخرت اور دنیا ہے۔ سو میں نے تم کو بھڑکتی ہوئی آگ سے

تَلَظّٰى ۝ لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقٰى ۝ الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝
ڈرا دیا ہے۔ کہ اس میں کوئی نہ داخل ہوگا مگر وہی بدبخت جس نے جھٹلایا اور روگردانی کی۔

الجزء الثاني من كتاب أبي عبد الله محمد بن اسمعيل بن ابراهيم بن المغيرة بن بردزبه البخاري الجعفي رضي الله تعالى عنه ونفعنا به

آمين

(وبهامشه حاشية السندي بتمامها وتقريرات من شرحي القسطلاني وشيخ الاسلام رحمهم الله تعالى)

ينزع الى أبيه أو الى أمه قال أخبرني به جبريل آنفا قال ابن سلام ذاك عدو اليهود من الملائكة قال أما أول أشراط الساعة فنار تحشرهم من المشرق الى المغرب وأما أول طعام يأكله أهل الجنة فزيادة كبد الحوت وأما الولد فاذا سبق ماء الرجل ماء المرأة نزع الولد واذا سبق ماء المرأة ماء الرجل نزعت الولد قال أشهد أن لا اله الا الله وانك رسول الله قال يا رسول الله ان اليهود قوم بهت فاسألهم عنى قبل أن يعلموا باسلامي فجاءت اليهود فقال النبي صلى الله عليه وسلم أى رجل عبد الله بن سلام فيكم قالوا خيرنا وابن خيرنا وأفضلنا وابن أفضلنا فقال النبي صلى الله عليه وسلم أرأيتم ان أسلم عبد الله بن سلام قالوا أعاذه الله من ذلك فأعاد عليهم فقالوا مثل ذلك فخرج اليهم عبد الله فقال أشهد أن لا اله الا الله وان محمدا رسول الله قالوا شرنا وابن شرنا وتنقصوه قال هذا كنت أخاف يا رسول الله **حدثنا** على بن عبد الله حدثنا سفيان عن عمرو سمع أبا المنهال عبد الرحمن بن مطعم قال باع شريك لى دراهم فى السوق نسيئة فقلت سبحان الله أيصلح هذا فقال سبحان الله والله لقد بعتها فى السوق فما عابه أحد فسألت البراء بن عازب فقال قدم النبي صلى الله عليه وسلم ونحن نتبايع هذا البيع فقال ما كان يدا بيد فليس به بأس وما كان نسيئة فلا يصلح والق زيد بن أرقم فاسأله فانه كان أعظمنا تجارة فسألت زيد بن أرقم فقال مثله وقال سفيان مرة فقدم علينا النبي صلى الله عليه وسلم المدينة ونحن نتبايع وقال نسيئة الى الموسم أو الحج ❊

باب اتيان اليهود النبي صلى الله عليه وسلم حين قدم المدينة ❊ هادوا صاروا يهودا وأما قوله هدنا تبنا هائد تائب **حدثنا** مسلم بن ابراهيم حدثنا قرة عن محمد عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لو آمن بى عشرة من اليهود لآمن بى اليهود **حدثنى** أحمد أو محمد بن عبيد الله الغدانى حدثنا حماد بن أسامة أخبرنا أبو عميس عن قيس بن مسلم عن طارق بن شهاب عن أبي موسى رضى الله عنه قال دخل النبي صلى الله عليه وسلم المدينة واذا أناس من اليهود يعظمون عاشوراء ويصومونه فقال النبي صلى الله عليه وسلم نحن أحق بصومه فأمر بصومه **حدثنا** زياد بن أيوب حدثنا هشيم حدثنا أبو بشر عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضى الله عنهما قال لما قدم النبي صلى الله عليه وسلم المدينة وجد اليهود يصومون عاشوراء فسئلوا عن ذلك فقالوا هذا اليوم الذى أظهر الله فيه موسى وبنى اسرائيل على فرعون ونحن نصومه تعظيما له فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم نحن أولى بموسى منكم ثم أمر بصومه **حدثنا** عبدان حدثنا عبد الله عن يونس عن الزهرى قال أخبرنى عبيد الله بن عبد الله بن عتبة عن عبد الله بن عباس رضى الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يسدل شعره وكان المشركون يفرقون رؤسهم وكان أهل الكتاب يسدلون رؤسهم وكان النبي صلى الله عليه وسلم يحب موافقة أهل الكتاب فيما لم يؤمر فيه بشىء ثم فرق النبي صلى الله عليه وسلم رأسه **حدثنى** زياد بن أيوب حدثنا هشيم أخبرنا أبو بشر عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما قال هم أهل الكتاب جزؤه أجزاء فآمنوا ببعضه وكفروا ببعضه ❊

باب اسلام سلمان الفارسى رضى الله تعالى عنه **حدثنا** الحسن بن عمر بن شقيق حدثنا معتمر قال أبى ح وحدثنا أبو عثمان عن سلمان الفارسى انه تداوله

بضعة عشر من رب الى رب **حدثنا** محمد بن يوسف حدثنا سفيان عن عوف عن أبى

عثمان قال سمعت سلمان رضى الله عنه يقول انا من رام هرمز **حدثنا**

الحسن بن مدرك حدثنا يحيى بن حماد أخبرنا أبو عوانة عن

عاصم الاحول عن ابى عثمان عن سلمان قال فترة

بين عيسى ومحمد صلى الله عليهما

وسلم ستمائة

سنة

❊ (تم الجزء الثانى من صحيح البخارى ويليه الجزء الثالث أوله بسم الله الرحمن الرحيم ❊ كتاب المغازى) ❊

(قوله هادوا) اى فى قوله تعالى ومن الذين هادوا معناه صاروا يهودا (قوله هدنا تبنا) أى معناه تبنا ومعنى هائد تائب (قوله لو آمن بى عشرة الخ) اى لو آمن بى عشرة قبل قدومى المدينة أو عقب قدومى او عشرة من رؤسائهم لتابعهم الكل ويتعين التقييد بذلك والا فقد آمن به من اليهود اكثر من عشرة اضعافا مضاعفة (قوله بضعة عشر من رب الى رب) اى من مالك الى مالك وقد اسلم على يد النبى صلى الله عليه وسلم قيل وادرك عيسى بن مريم وهو غلط لما سيأتى ان بين النبى وعيسى ستمائة سنة وسلمان انما عاش مائتين وخمسين سنة وقيل ثلثمائة وخمسين ومات بالمدائن سنة ست وثلاثين من الهجرة اه شيخ الاسلام (قوله من رام هرمز) مدينة مشهورة بارض فارس وهو مركب من رام وهرمز تركيب مزج كبعلبك اه شيخ الاسلام

آخری صفحہ   ایک شخص کا کہنا کہ وہ حضرت عیسیٰ سے ملا   یہ غلط ہے

الجزء الثاني من كتاب أبي عبد الله محمد بن
اسمعيل بن ابراهيم بن المغيرة بن بردزبه
البخاري الجعفي رضي الله
تعالى عنه ونفعنا به
آمين

*(وبهامشه حاشية السندي بتمامها وتقريرات من
شرحي القسطلاني وشيخ الاسلام رحمهم الله تعالى)*

انه حدثهم ان اهل مكة سألوا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يريهم آية فأراهم انشقاق القمر **حدثني** خلف بن خالد القرشي حدثنا بكر بن مضر عن جعفر بن ربيعة عن عراك بن مالك عن عبيد الله بن عبد الله ابن مسعود عن ابن عباس رضي الله عنهما ان القمر انشق في زمان النبي صلى الله عليه وسلم **حدثني** محمد بن المثنى حدثنا معاذ قال حدثني أبي عن قتادة حدثنا أنس رضي الله عنه ان رجلين من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم خرجا من عند النبي صلى الله عليه وسلم في ليلة مظلمة ومعهما مثل المصباحين يضيآن بين أيديهما فلما افترقا صار مع كل واحد منهما واحد حتى أتى أهله **حدثنا** عبد الله بن أبي الاسود حدثنا يحيي عن اسمعيل حدثنا قيس سمعت المغيرة بن شعبة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يزال ناس من أمتي ظاهرين حتى يأتيهم أمر الله وهم ظاهرون **حدثنا** الحميدي حدثنا الوليد قال حدثني ابن جابر قال حدثني عمير بن هانئ أنه سمع معاوية يقول سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول لا يزال من أمتي أمة قائمة بأمر الله لا يضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتى يأتيهم امر الله وهم على ذلك * قال عمير فقال مالك بن يخامر قال معاذ وهم بالشام فقال معاوية هذا مالك يزعم انه سمع معاذا يقول وهم بالشام **حدثنا** علي بن عبد الله حدثنا سفيان حدثنا شبيب بن غرقدة قال سمعت الحي يحدثون عن عروة أن النبي صلى الله عليه وسلم اعطاه دينارا يشتري له به شاة فاشترى له به شاتين فباع احداهما بدينار وجاءه بدينار وشاة فدعا له بالبركة في بيعه وكان لو اشترى التراب لربح فيه قال سفيان كان الحسن بن عمارة جاءنا بهذا الحديث عنه قال سمعه شبيب من عروة فأتيته فقال شبيب اني لم أسمعه من عروة قال سمعت الحي يخبرونه عنه ولكن سمعته يقول سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول الخير معقود بنواصي الخيل الى يوم القيامة قال وقد رأيت في داره سبعين فرسا قال سفيان يشتري له شاة كأنها أضحية **حدثنا** مسدد حدثنا يحيي عن عبيد الله قال أخبرني نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الخيل في نواصيها الخير الى يوم القيامة **حدثنا** قيس بن حفص حدثنا خالد بن الحرث حدثنا شعبة عن أبي التياح قال سمعت أنسا عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الخيل معقود في نواصيها الخير **حدثنا** عبد الله بن مسلمة عن مالك عن زيد بن أسلم عن أبي صالح السمان عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الخيل لثلاثة لرجل اجر ولرجل ستر وعلى رجل وزر فاما الذي له أجر فرجل ربطها في سبيل الله فأطال لها في مرج أو روضة وما أصابت في طيلها من المرج أو الروضة كانت له حسنات ولو أنها قطعت طيلها فاستنت شرفا أو شرفين كانت أرواثها حسنات له ولو أنها مرت بنهر فشربت ولم يرد أن يسقيها كان ذلك له حسنات ورجل ربطها تغنيا وتسترا وتعففا لم ينس حق الله في رقابها وظهورها فهي له كذلك ستر ورجل ربطها فخرا ورياء ونواء لاهل الاسلام فهي وزر وسئل النبي صلى الله عليه وسلم عن الحمر فقال ما أنزل علي فيها الا هذه الآية الجامعة الفاذة فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره **حدثنا** علي بن عبد الله حدثنا سفيان حدثنا أيوب عن محمد سمعت أنس بن مالك رضي الله عنه يقول صبح رسول الله صلى الله عليه وسلم خيبر بكرة وقد خرجوا بالمساحي فلما رأوه قالوا محمد والخميس وأحالوا الى الحصن يسعون فرفع النبي صلى الله عليه وسلم يديه وقال الله أكبر خربت خيبر انا اذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرين **حدثني** ابراهيم بن المنذر حدثنا ابن أبي الفديك عن ابن أبي ذئب عن المقبري عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قلت يا رسول الله اني سمعت منك حديثا كثيرا فأنساه قال صلى الله عليه وسلم ابسط رداءك فبسطته فغرف بيده فيه ثم قال ضمه فضممته فما نسيت حديثا بعد

*(بسم الله الرحمن الرحيم) * **باب** فضائل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ومن صحب النبي صلى الله عليه وسلم أو رآه من المسلمين فهو من أصحابه **حدثنا** علي بن عبد الله حدثنا سفيان عن عمرو قال

سمعت

(قوله أهل مكة) يعني الكفار من قريش (قوله يضيآن الخ) أي اكراما لهما (قوله وهم ظاهرون) أي غالبون من خالفهم وغالبون عليه من ظهرت أي علوت قيل وفي الحديث دليل لكون الاجماع حجة وهو أصح ما يستدل به من الحديث وأما حديث لا تجتمع أمتي على ضلال فضعيف اه شيخ الاسلام (قوله الخيل في نواصيها الخير الخ) ذكره في هذا الباب لانه صلى الله تعالى عليه وسلم أخبر به فوجد كما أخبر والله تعالى أعلم (قوله ومن صحب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم أو رآه من المسلمين فهو من أصحابه) ينبغي أن يراد بالرؤية اللقاء ليعم الاعمى والله تعالى أعلم اه سندي

القول المختصر في علامات المهدي المنتظر ابن حجر الهيتمي

الرابعة عشرة : اجتماع الناس على المهدى سنة أربع ومائتين أى بعد الألف ، هكذا وردت فى الأثر .

★ غلام المهدى :

الخامسة عشرة : يخرج على لواء المهدى غلام حديث السن ، خفيف اللحية وأصفر ، لو قاتل الجبال لهدمها حتى ينزل إيلياء★ .

لهم : أنصفوا واعترفوا بأنا على الدين الحق وهو تعجيز لهم أوهو تعريض بهم لأنهم إذا شهدوا بالاسلام لهم فكأنهم قالوا : إنا لسنا كذلك ،وإلى هذا ذهب بعض المحققين ، وقيل: المراد فان تولوا فقولوا: إنا لا نتحاشى عن الاسلام ولا نبالي بأحد في هذا الأمر - فاشهدوا بأنا مسلمون - فإنا لا نخفي إسلامنا كما أنكم تخافون وتخفون كفركم ولا تعترفون به لعدم وثوقكم بنصر الله تعالى ، ولا يخفى أن هذا على مافيه إنما يحسن لو كان الكلام في منافقي أهل الكتاب لان المنافقين هم الذين يخافون فيخفون ، وأما هؤلاء فهم معترفون بماهم عليه كيف كان فلا يحسن هذا الكلام فيهم ، (وتولوا) هنا ماض ولا يجوز أن يكون التقدير تتولوا لفساد المعنى لان (فقولوا) خطاب للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم والمؤمنين ، وتتولوا خطاب للمشركين ، وعند ذلك لايبقى في الكلام جواب ﴿ يَـٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَـٰبِ ﴾ خطاب لليهود والنصارى ﴿ لِمَ تُحَآجُّونَ فِىٓ إِبْرَٰهِيمَ ﴾ أي تنازعون وتجادلون فيه ويدعى كل منكم أنه عليه السلام كان على دينه ، أخرج ابن اسحق ، وابن جرير عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال : « اجتمعت نصارى نجران . وأحبار يهود عند رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فتنازعوا عنده فقالت الاحبار : ما كان إبراهيم إلا يهودياً ، وقالت النصارى : ما كان إبراهيم إلا نصرانياً فأنزل الله تعالى فيهم هذه الآية » والظرف الاول متعلق بما بعده وكذا الثاني ، و - ما - استفهامية ، والغرض الانكار والتعجب - عند السمين -وحذفت ألفها لما دخل الجار للفرق بينها وبين الموصولة ، والكلام على حذف مضاف أي دين إبراهيم أو شريعته لأن الذوات لا مجادلة فيها ﴿ وَمَآ أُنزِلَتِ ٱلتَّوْرَىٰةُ ﴾ على موسى عليه السلام ﴿ وَٱلْإِنجِيلُ ﴾ على عيسى عليه السلام ﴿ إِلَّا مِنۢ بَعْدِهِۦٓ ﴾ حيث كان بينه وبين موسى عليهما السلام خمسمائة وخمس وستون سنة ، وقيل : سبعمائة ، وقيل: ألف سنة وبين موسى . وعيسى عليهما السلام ألف وتسعمائة وخمس وعشرون سنة ، وقيل : ألفاسنة، وهناك أقوال أخر ﴿ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ٦٥ ﴾ الهمزة داخلة على مقدر هو المعطوف عليه بالعاطف المذكور على رأي - أي ألا تتفكرون فلا تعقلون بطلان قولكم - أو أتقولون ذلك فلا تعقلون بطلانه ، وهذا تجهيل لهم في تلك الدعوى وتحميق ،وهو ظاهر إن كانوا قد ادعوا - كما قال الشهاب - إنه عليه السلام منهم حقيقة ،وإن كان مدعاهم أن دين إبراهيم يوافق دين موسى ، أو دين عيسى فهو يهودي ، أو نصراني بهذا المعنى فتجهيلهم ، ونفي العقل عنهم بنزول التوراة والانجيل بعده - مشكل إلا أن يدعى بأن المراد أنه لوكان الأمر كذلك لما أوتي موسى عليه السلام التوراة ،ولا عيسى عليه السلام الانجيل بل كانا يؤمران بتبليغ صحف إبراهيم - كذا قيل - وأنت تعلم أن هذا لا يشفي الغليل إذ لقائل أن يقول : أي مانع من اتحاد الشريعة مع إنزال هذين الكتابين لغرض آخر غير بيان شريعة جديدة على أن الصحف لم تكن مشتملة على الاحكام بل كانت أمثالا ومواعظ كما جاء في الحديث ، ثم ماقاله الشهاب - وإن كان وجه التجهيل عليه ظاهراً ،إلا أن صدور تلك الدعوى من أهل الكتاب في غاية البعد لأن القوم لم يكونوا بهذه المثابة من الجهالة ،وفيهم أحبار اليهود ، ووفد نجران ، وقد ذكر أن الأخيرين كانت لهم شدة في البحث فقد أخرج ابن جرير عن عبدالله بن الحرث الزبيدي أنه قال : «سمعت النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: ليت بيني وبين أهل نجران حجاباً فلا أراهم ولا يروني » من شدة ما كانوا يماوون النبي صلى الله تعالى وسلم اللهم

قتلا بالسلاح ثم يخرج رجل من أهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم مهدي حسن السيرة يفتح مدينة قيصر وهو آخر أمير من أمة محمد صلى الله عليه وسلم ثم يخرج في زمانه الدجال وينزل في زمانه عيسى بن مريم عليه السلام

1215 - حدثنا الحكم بن نافع عمن حدثه

عن كعب قال يبعث ملك في بيت المقدس جيشا إلى الهند فيفتحها ويأخذ كنوزها فيجعله حلية لبيت المقدس ويقدموا علي ملوك الهند مغلوبين يقيم ذلك الجيش في الهند إلى خروج الدجال

1216 - حدثنا أبو أيوب سليمان بن داود الشامي عن أرطاة بن المنذر عن أبي اليمان الهوزني

عن كعب قال لن تزالوا في رخاء من العيش حتى تنزل الخلافة بيت المقدس

1217 - حدثنا أبو أيوب عن أرطاة

عن عبد الرحمن بن جبير بن نفير قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليدركن المسيح بن مريم رجال من أمتي هم مثلكم أو خيرهم مثلكم أو أخير

1218 - حدثنا أبو أيوب عن أرطاة عمن حدثه

عن كعب قال يستخلف رجل من قريش من شر الخلق ينزل بيت المقدس وتنقل إليه الخزائن وأشراف الناس فيتجبرون فيها ويشتد حجابه وتكثر أموالهم حتى يطعم الرجل منهم الشهر والآخر الشهرين والثلاثة حتى يكون مهزولهم كسمين سائر الناس وينشوا فيهم نشوا كالعجول المربية على المذاود ويطفىء الخليفة سننا كانت معروفة ويبتدع سننا لم تكن ويظهر الشر في زمانه ويظهر الزنى وتشرب الخمر علانية ويخيف العلماء في زمانه خوفا حتى لو أن رجلا ركب راحلة ثم طاف الأمصار كلها لم يجد رجلا من العملاء يحدثه بحديث علم من الخوف وفي زمانه يكون المسخ والخسف ويكون الإسلام غريبا كما بدأ غريبا ويكون المتمسك بدينه كالقابض على الجمرة وكخارط القتاد في الليلة المظلمة حتى يصير من شأنه أن يرسل ابنته تمر في السوق ومعها الشرط عليها بطيطان من ذهب وثوب لا يواريها مقبلة ولا مدبرة فلو

تكلم أحد من الناس في الإنكار عليه في ذلك بكلمة واحدة ضربت عنقه يبدأ فيمنع الناس الرزق ثم يمنعهم العطاء ثم بعد ذلك يأمر بإخراج أهل اليمن من الشام

سعيد بن ابي هلال عن أبي سلمة
عن عبد الله بن عمرو بن العاص قال يبلغ الذين فتحوا القسطنطينية خروج الدجال فيقبلون حتى يلقوه ببيت المقدس قد حصر هنالك ثمانية آلاف امرأة واثنا عشر ألف مقاتل هم خير من بقي وكصالح من مضى فبيناهم تحت ضبابة من غمام إذ تكشف عنهم الضبابة مع الصبح فإذا بعيسى ابن مريم بين ظهرانيهم فيتنكب إمامهم عنه ليصلي بهم فيأبى عيسى ابن مريم حتى يصلي إمامهم تكرمة لتلك العصابة ثم يمشي الى الدجال وهو في آخر رمق فيضربه فيقتله فعند ذلك صاحت الأرض فلم يبق حجر ولا شجر ولا شيء إلا قال يا مسلم هذا يهودي ورائي فاقتله إلا الغرقدة فإنها شجرة يهودية فينزل حكما عادلا فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية وتبتز قريش الإمارة وتضع الحرب أوزارها وتكون الأرض كفاثورة الفضة وترفع العداوة والشحناء والبغضاء وحمة كل ذات حمة وتملأ الأرض سلما كما يملأ الإناء
من الماء فيندفق من نواحيه حتى تطأ الجارية على رأس الأسد ويدخل الأسد في البقر والذئب في الغنم وتباع الفرس بعشرين درهما ويبلغ الثور الثمن الكثير ويكون الناس صالحين فيأمر السماء فتمطر والأرض فتنبت حتى تكون على عهدها حين نزلها آدم عليه السلام حتى يأكل من الرمان الواحدة الناس الكثير ويأكل العنقود النفر الكثير وحتى يقول الناس لو أن آباءنا أدركو هذا العيش

- 1596حدثنا ابن وهب عن حنظلة سمع سالما يقول
سمعت ابن عمر رضى الله عنه يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أريت عند الكعبة مما يلي المقام رجلا آدم سبط الرأس واضعا يديه على رجلين يسكب رأسه أو يقطر رأسه ماء فسألت من هذا فقال قائل هذا عيسى ابن مريم

- 1597حدثنا أبو حيوة وأبو أيوب عن أرطاة
عن عبد الرحمن بن جبير قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
ليدركن ابن مريم رجال من أمتي هم مثلكم أو خيرهم مثلكم أو خير

- 1598حدثنا أبو أيوب عن أرطاة عمن حدثه
عن كعب قال بينما هم يقتسمون غنائم القسطنطينية إذ يأتيهم خبر الدجال فيرفضون ما في أيديهم ثم يقبلون فيلحقون ببيت المقدس فتصلي خلف من يلي أمر المسلمين ثم يوحي الله تعالى الى عيسى ابن مريم ان يسير إلى يأجوج

يقول عيسى يا عدو الله زعمت أنك رب العالمين فلم تصلي فيضربه بمقرعة معه فيقتله فلا يبقى من أنصاره أحد تحت شيء أو خلفه إلا نادى

يا مؤمن هذا دجالي فاقتله

- 1602حدثنا عبد الرزاق عن معمر عن الزهري أخبرني عمرو بن ابي سفيان الثقفي أنه أخبره رجل من الأنصار

عن بعض أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال بينما المسلمون بالشام قد حاصرهم الدجال في جبل ممن جبالها يريدون قتل الدجال إذ تأخذهم ظلمة لا يبصر امرؤ فيها كفه فينزل ابن مريم فيحسر عن أبصارهم وبين أظهرهم رجل عليه لأمته

فيقولن من أنت يا عبد الله

فيقول أنا عبد الله ورسوله وروحه وكلمته عيسى ابن مريم اختاروا بين إحدى ثلاث بين أن يبعث الله تعالى على الدجال وعلى جنوده عذابا من السماء أو يخسف بهم الأرض أو يسلط عليهم سلاحكم ويكف سلاحهم

فيقولون هذه يا رسول الله أشفى لصدورنا وأنفسنا

قال فيومئذ يرى اليهودي العظيم الطويل الأكول الشروب لا تقل يده سيفه من الرعدة فينزلون إليهم ويذوب الدجال حين يرى ابن مريم كما يذوب الرصاص حتى يأتيه أو يدركه عيسى فيقتله

- 1603قال الزهري فأخبرني سالم

عن أبيه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال يقاتلكم اليهود فتسلطون عليهم حتى يقول الحجر يا مسلم هذا يهودي ورائي فاقتله

- 1604قال الزهري عن ابن المسيب

سمع أبا هريرة رضى الله عنه يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده ليوشكن أن ينزل فيكم ابن مريم حكما عدلا وإماما مقسطا يكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويفيض المال حتى لا يقبله أحد

- 1605قال الزهري عن نافع مولى أبي قتادة

عن أبي هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف بكم إذا نزل بكم ابن مريم فأمكم أو قال إمامكم منكم

٧- "يملك العرب" روى الترمذي الى رسول الله ﷺ أنه قال : " لا تذهب الدنيا حتى يملك العرب رجلٌ من أهل بيتي " .(١)

قال الطيبي : لم يذكر العجم وهم مرادون أيضاً ، لانه إذا ملك العرب واتفقت كلمتهم وكانوا يداً واحدة ، قهروا سائر الامم . (٢) ويؤيده حديث أم سلمة (٣).

٨- يقاتل على السنة ، لا يترك سنةً إلا أقامها ، ولا بدعةً الا رفعها يقوم بالدين آخر الزمان كما قام به النبي ﷺ .(٤)

وورد للمهدي أوصافٌ كثيرةٌ استكملها السفاريني لكنها بأحاديث ضعيفة .(٥)

---

١) الترمذي حديث رقم ٢٢٣٠ وهو حديث صحيح
٢) عون المعبود ١١/٦/ص٢٥٠
٣) انظر الحديث رقم ١٥ في " العرف الوردي"
٤) لوامع الانوار للسفاريني ٧٦/٢
٥) قال : ورأيتني قد وصفته في كتابي البحار الزاخره بأنه آدم ، أي أسمر ضرب من الرجال ، أي خفيف اللحم ، مشرق ، [illegible] ، لا بالطويل ولا بالقصير ، [illegible] الجبهة أي [illegible] الرجال من الصفحة ، [illegible] من جهته ، [illegible] ... أقنى ... أي [illegible] فيه تقويس مع [illegible] في طرفه ... أبلج أعين أكحل العينين أي واسع العينين ... براق الثنايا أي [illegible] ... أزيل الفخذين أي منفرج الفخذين متباعدهما ، في لسانه ثقل وإذا أبطأ عليه ضرب فخذه اليسرى بيده اليمنى ، ابن اربعين سنه ، خاشع لله خشوع النسر بجناحيه عليه عباءتان قطوانيتان ، كث اللحية في كتفه علامة وفي وجه خال ، وهذه الاوصاف وردت بأحاديث كلها ضعيفة سوى ما تقدم اثباته .

مذاهب الناس في المهدي :

اولاً : ذهب بعض اهل العلم الى انكار المهدي استنادا الى حديث اخرجه ابن ماجه بسنده الى محمد بن خالد الجندي عن ابان بن صالح عن الحسن عن انس بن مالك ان رسول ﷺ قال :

" لا يزداد الامر الا شدة ولا الدنيا الا ادبارا ، ولا الناس الا شحا ، ولا تقوم الساعة الا على شرار الناس ، ولا مهدي الا عيسى بن مريم " (١).

لكن الحديث ضعيف ، بيّن النقاد علله ، ووصفه الذهبي بالنكارة (٢) والصغاني بالوضع ، (٣) وقال القرطبي : إسناده ضعيف .(٤)

والمتأمل في الحديث يجد عنعنة الحسن البصري ، وجهالة محمد بن خالد الجندي على ما ذكر الحافظ ابن حجر، ويجد الاختلاف في سنده .(٥)

ويمكن أن يفسر هذا الحديث بأن يقال:

لا مهدي في الحقيقة سواه وإن كان غيره مهدياً ، بمعنى أنه المهدي الكامل المعصوم وكما قال ابن كثير : أن يكون المهدي حق المهدي هو عيسى ابن مريم ، ولا ينفي ذلك أن يكون غيره مهدياً أيضاً .(٦)

وقال القرطبي:-

أي لا مهدي كاملاً معصوماً الا عيسى ، وعلى هذا تجتمع الاحاديث ويرتفع التعارض .(٧)

---

١) ابن ماجه رقم ٣٩ . ٤٠ ٢) ميزان الاعتدال في نقد الرجال ٥٣٥/٣ ٣) الفوائد المجموعه للشوكاني ١٩٥ ٤) التذكره في أحوال الموتى وامور الاخره ٦١٦-٦١٧ ٥) سلسلة الاحاديث الضعيفه للالباني (حديث رقم ٧٧) ٦) النهايه في الفتن والملاحم لإبن كثير ١ / ٥٨ ٧) التذكره للقرطبي ١٧

هذا كتاب

الكليات الاحمدية

﴿ المؤلفة من كلمات الامام الرفاعي غوث البرية ﴾

جمعه وألفه من كلمات هذا الامام الاعظم والغوث الاكبر المقدم شبله الأجل ووارثه الأفضل علامة الزمان فهامة الأوان رب الفضائل والعرفان استاذ اهل التحقيق والوجدان حضرة صاحب السماحة والسيادة السيد محمد ابو الهدى افندى الصيادى الرفاعى الحسينى الشهير دام ملحوظا بمدد المعين القدير آمين

سنة ١٣٢٦ هـ — ١٩٠٨ م

طبع بمطبعة الواعظ بمصر

جادة السلامة (وما قدروا الله حق قدره) وهذا كتابه تعالى الحجة القائمة والمعجزة الدائمة وفيه جميع الحكم خفيها وجليها كليها وجزئيها عرفها العارف فرأى من آيات ربه الكبرى ولهذا السر الأعظم قال النبي صلى الله عليه وسلم ان افضلكم من تعلم القرآن وعلمه آيات بينات وكلمات جامعات واسرار الهيات وعلوم ربانيات طويت فى منشور هذا الكتاب القويم والكلام القديم (ان فى ذلك لآيات لأولى الألباب) هنالك جنود الله الجرارة بحور الله السيالة سحائب الله المطالة سيوف الله الصالة (الم ذلك الكتاب لاريب فيه هدى للمتقين الذين يؤمنون بالغيب ويقيمون الصلاة ومما رزقناهم ينفقون والذين يؤمنون بما انزل اليك وما انزل من قبلك وبالآخرة هم يوقنون اولئك على هدى من ربهم واولئك هم المفلحون) خذ انموذج القدرة وحال العلم وشأن الحكم وسلطان الأمر من هذا الكتاب الكريم الذى لا يأتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه يثقل على من قيده طبعه وغلبه هواه وقهرته نفسه فاوهمته انه فوق جنسه اياك ونزغ الشيطان فانه يسول لك ويوهمك انك فوق غيرك اتق الله بالآدميين قال ربك سبحانه لأشرفهم واعظمهم (قل انما انا بشر مثلكم) وضرب له خدر الفوقية بسلطان (يوحى الىّ) والوحى به ختم وبعده انقطع والمثلية فى كلنا قائمة باقية معنا لاتختم ولا تنقطع مادام الآدميون ما هو فى اى صورة ماشاء ربك خذ حصة الأدب وسهم العبرة من تركيبك ركبك من اجزاء نوعك الكثيرة المقطعة المركبة فاقامك كما انت فصن أجزاءك من خبث اختيارك لاتمط اذنك طريق السير الى سماع الكذب والزور وفحش الكلام ولا تبعث عينك الى النظر بما لا يحل ولا تجعلها تستحسن الفانيات فتسوق طبعك الى حسد هذا واستعظام هذا

اس میں وہ وحی کا منقطع ہونا بتا رہا ہے مگر اگلے صفحے ختم نہیں

قادیانیوں کے سفر حج پر پابندی لگانے دیوبند کا سعودی عرب کو مکتوب

مظفر نگر۔3 جولائی (پی ٹی آئی) دارالعلوم دیوبند نے سعودی عرب سے خواہش کی ہے کہ وہ احمدیہ طبقہ پر حج کی پابندی عائد کردے جو قادیانیوں کے نام سے مشہور ہیں۔ ہندوستان میں اس طبقہ کو مسلمانوں میں شامل نہیں کیا جاتا ہے۔ دیوبند نے شاہ عبداللہ کو اس ملک کے سفارتخانہ کے ذریعہ ایک مکتوب بھیجا ہے جس میں احمدیہ طبقہ کے افراد کو حج کی اجازت نہ دینے کی خواہش کی گئی ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے کارگزار مہتمم مولانا عبدالقاسم نعمانی نے کہا کہ شریعت کے مطابق کسی کافر یا غیر مسلم کو حج ادا کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ مرزا غلام احمد کے ماننے والے قادیانیوں کی تحریک کا آغاز پنجاب سے ہوا اور وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں جبکہ تمام علماء نے انہیں غیر مسلم قرار دے دیا ہے۔ دیوبند نے قبل ازیں فتویٰ جاری کرتے ہوئے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا تھا۔ نعمانی نے کہا کہ امام کعبہ محمد بن عبداللہ السبیل نے بھی اس سلسلہ میں فتویٰ جاری کیا ہے۔ مسلمان نبی آخر الزماں حضرت محمدؐ پر ایمان رکھتے ہیں جبکہ قادیانی مرزا غلام احمد کی پیروی کرتے ہیں۔

روزنامہ اعتماد